العطايا الالهية

فی

المعجزات المصطفوية صلی اللہ علیہ وسلم

(معجزات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم)

مؤلف جگر گوشہ سلطان العارفین

عارفِ دہر طریقت نجم المشائخ پیر محمد خالد سلطان القادری سروری دامت برکاتہم العالیہ

(امیر: جماعت الصالحین (پاکستان)

سعادتِ اهتمام: الصالحین پبلیکیشنز (جماعت الصالحین (پاکستان)

مَوْلَای صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِم
وَ الآلِ وَ الصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ
أَهْلِ التُّقٰی وَ النُّقٰی و الْحِلْمِ وَ الْکَرَم

(صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہ وَاَصْحَابِہ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ)

العطایا الھیہ فی المعجزات المصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(معجزات مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم)

نام کتاب: **العطایا الھیه فی المعجزات المصطفویه ﷺ**

مؤلف:
جگر گوشہ سلطان العارفین، نجم المشائخ، عارف رمزِ طریقت
پیر محمد خالد سلطان القادری سروری دامت برکاتہم العالیہ
(امیر: جماعت الصالحین (پاکستان)، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل (پاکستان)،
مرکزی چیف آرگنائزر: جماعتِ اہلسنت (پاکستان)، سرپرست: پاکستان مشائخ کونسل،
چیرمین: گلستانِ باہو ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

ترتیب وتدوین: **علامہ عبید رضا قادری سلطانی**
(ناظم: الصالحین پبلی کیشنز (پاکستان)، ناظم: شعبہ نشرواشاعت جماعت الصالحین (پاکستان)
ناظم: علماء بورڈ جماعت الصالحین (پاکستان)
، ناظم: مدارسِ غوثیہ فیض العلوم انوار باہو (پاکستان)۔

پیشکش: **الصالحین پبلی کیشنز** (جماعت الصالحین (پاکستان)

اشاعت اول: فروری 2016

الصالحین پبلی کیشنز
جماعت الصالحین (پاکستان)

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
01	انتساب	06
02	نعت رسول مقبول ﷺ	07
03	پیش لفظ	08
04	مقدمہ	10
05	ابتدائیہ	12
06	معجزہ کی تعریف	14
07	خارق عادت افعال کی تقسیم	15
08	معجزہ کی حقانیت واہمیت	20
09	معجزہ کا صدور اور اذن الٰہی	24
10	قبول حق اور انسانی فطرت	29
11	اصطلاح معجزہ کی حقیقت	33
12	قرآنی پیشن گوئیاں	43
13	عالم ملائکہ	50
14	عالم جنات	56
15	عالم انسانیت	69

16	عالم علوی	79
17	احادیث میں غیب کی خبریں	105
18	عالم بساط	119
19	آگ سے متعلق معجزات	125
20	ہوا سے متعلق معجزات	128
21	عالم جمادات	131
22	زمین سے متعلق معجزات	133
22	عالم نباتات	138
23	عالم حیوانات	144
24	عضائے مبارکہ کے معجزات	155
25	بیماروں کو شفاء	159
26	مردہ کو زندہ کرنا	164
27	گستاخوں کی سزا	166
28	غذا سے متعلق معجزات	169
29	قرآن مجید میں حضور ﷺ کے خصائل وفضائل	175

انتساب

میں اپنی اس ادنی سی کاوش کو

اس ہستی کے نام کرتا ہوں

جن کی ذات مقدسہ سے انسانیت کو

عروج وکمال نصیب ہوا ہے۔

،جن کی تعریف میں ہر وقت خالق کائنات

سے لیکر تمام مخلوقات ،اور جمادات،

اور تمام مظاہرِ قدرت ہمہ وقت رطب اللسان ہیں۔

جن کا اسم گرامی ہی " محمد ﷺ " ہے،

العارض

فقیر صاحبزادہ محمد خالد سلطان القادری سروری

نعت رسول مقبول ﷺ

یَا عَیْنُ فَابْکِیْ وَلَا تَسَامِیْ
وَحَقَّ الْبُکَاءِ عَلَی السَّیِّدِ
تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں
قسم ہے سرورِ عالم ﷺ پر رونے کے حق کی
عَلٰی خَیْرِ خِنْدَفٍ عِنْدَ الْبَلَاءِ
اَمْسٰی یُغَیَّبُ فِی الْمَلْحَدِ
خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا
جو غم والم کے ہجوم میں سر شام گوشۂ عافیت میں چھپا دیا گیا ہے
فَصَلَّی الْمَلِیْکُ وَلِیُّ الْعِبَادِ
وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلٰی اَحْمَدٖ
مالک الملک بادشاہ عالم، بندوں کا والی
اور پروردگار، احمد مجتبیٰ پر سلام ورحمت بھیجے
فَکَیْفَ الْحَیَاۃُ لِفَقْدِ الْحَبِیْبِ
وَزَیْنِ الْمَعَاشِرِ فِی الْمَشْھَدِ
اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا
اور وہ نہ رہا جو زینت دہ عالم تھا
فَلَیْتَ الْمَمَاتَ لَنَا کُلِّنَا
فَکُنَّا جَمِیْعًا مَّعَ الْمُھْتَدِیْ
کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی
آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

(حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

پیش لفظ

اس رحیم وکریم ربّ ودود نے اپنی شان کے پرتو جمال سے صبحِ تاباں ظاہر فرمائی اور کمال کے آسمانوں پر سورج اور چاند روشنیاں دے کر طلوع فرمائے اور جمالِ فطرت کے حسین درختوں سے نبوت کا ایسا پھل نکالا جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام جہاں عاجز ہے اور محمد ﷺ کے قدوم میمنت سے جہانِ دنیا کو مشرف ومنور فرمایا، اور دعائے خلیل ونویدِ مسیحا مجسم بن کر ظاہر ہوئی جس کے عالمِ وجود میں آتے ہی کفر وضلالت کی ظلمتیں کافور ہوگئیں اور کائنات کا کونا کونا بقعہ نور بن گیا،

اوّلین وآخرین کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ رب العزت کی مخلوقات میں سب سے افضل واکرم حضور سید المرسلین محبوب رب اللعالمین ﷺ ہیں، آپ ﷺ کی ذات والا صفات تمام کمالاتِ دینی ودنیاوی کی جامع ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مرتبہ ومقام عطا فرمایا ہے جو انسان کی سرحدِ عقل سے باہر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی ذات گرامی حسن وجمال کی پیکر تھی اور آپ کا ہر عضو، قدرتِ خداوندی کا مظہر تھا اور قدرت نے آپ ﷺ کو بے مثل اور بے نظیر بنایا تھا، سب اعلیٰ، اجمل، افضل، اکمل، ارفع، انور، اشرف، اعلم، انسب، بنا کر ایسے حسین سانچے میں ڈھالا تھا جس کی مثال ناممکن ہے، اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان حضور نور مجسم جانِ کائنات ﷺ کے سراپائے مقدس کو لفظی جامہ پہنا کر بیان کرنے سے قاصر ہے، تمام کلمات آپ ﷺ کی شان کو بیان کرنے سے قاصر ہیں، الفاظ مجبور ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس ان الفاظ کی تعبیرات سے بہت بلند وبالا ہے، کائنات اپنی تمام وسعتوں اور رعنائیوں کے ساتھ محدود ہے اور آپ ﷺ کے فضائل وکمالات غیر محدود ہیں اس لئے قلم الفاظ، زبان آپ ﷺ کے حقیقی خدوخال پیش نہیں کرسکتی، جن کی تعریف میں ہر وقت خالق کائنات سے لیکر تمام مخلوقات، اور جمادات، اور تمام مظاہر قدرت ہمہ وقت رطب اللسان ہیں۔ جن کا اسم گرامی ہی "محمد ﷺ" ہے، ان کی شان میں کچھ لکھنا کوئی آسان کام نہیں، آسمانی کتابوں میں جن کے تذکرے، زمینی کتابوں جن کے قصیدے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

لیکر تابعین ، تبع تابعین ، ائمہ کرام، اولیا کرام، علما کرام نے اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لا کر فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے تو کہیں شیخ سعدیؒ نے دریا کوزے میں بند کر دیا بس اسی طریقہ عشاق پر عمل کرتے ہوئے "جماعت الصالحین" کے تصنیف و تالیف کے شعبہ "الصالحین پبلیکیشنز" نے اپنے قارئین کے لئے منفرد اور دلنشین انداز میں **العطایا الھیہ فی المعجزات المصطفویہ** ﷺ (**معجزات مصطفی** ﷺ) کو شائع کیا ہے جو کہ قبلہ پیر طریقت، رہبر شریعت منبع علم و حکمت عالمی مبلغ اسلام "**صاحبزادہ پیر محمد خالد سلطان القادری سروری**" صاحب کی تالیف ہے جس کو قبلہ پیر صاحب نے ایک ایسے انداز میں مرتب کیا ہے جو کہ دور حاضر میں اپنی مثال آپ ہے رب ذو الجلال کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں جگر گوشہ سلطان العارفین "**صاحبزادہ پیر محمد خالد سلطان القادری سروری**" مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی "الصالحین پبلیکیشنز" اور "جماعت الصالحین (پاکستان)" کی صورت میں دین مبین کی کما حقہ خدمت بجا لانے کی توفیق مرحمت فرمائے اور مصطفوی مشن کے ساتھ اِستقامت عطا فرمائے نیز اِس مفید اور اَحسن کتاب کی تیاری میں شامل رہنے والے تمام اَفراد کی مساعی جمیلہ کو اِس انداز میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے کہ سب کو حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہو۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

خاکپائے فقراء و اھل علم

عبید رضا قادری سلطانی

(ناظم الصالحین پبلی کیشنز (پاکستان)، ناظم شعبہ نشر و اشاعت جماعت الصالحین (پاکستان)، ناظم علماء بورڈ جماعت الصالحین (پاکستان)، ناظم مدارسِ غوثیہ فیض العلوم انوار باھو (پاکستان)۔

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر طرح کی حمد و ثناء مخصوص ہے، جو ہمارا خالق بھی ہے، مالک بھی ہے، رزاق بھی ہے، جس نے ہمیں یہ سعادت اور توفیق عطا کی ہے کہ ہم اس کی وحدانیت کے قائل ہیں، اس کے پیارے نبی ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور بہترین انجام پرہیزگاروں کے لئے مخصوص ہے۔

حضرت محمد ﷺ پر بے حد و شمار درود و سلام، صبح و شام، تا قیامِ قیامت، بلکہ تا ابد الآباد نازل ہوتا رہے، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل اور برگزیدہ ہیں، آپ ﷺ کے ہمراہ، آپ ﷺ کے اصحاب، اہلِ بیت علیھم الرضوان، آپ ﷺ کی امت کے اہلِ علم اور قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو صورت و سیرت، حسن و جمال، فضل و کمال ہر اعتبار سے بے مثل و بے مثال بنایا ہے۔ شمائل شریفہ کے ہر باب سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ کائنات میں آپ ﷺ کا کوئی نظیر و مثیل نہیں، سراپائے اقدس سے ہر مبارک حصہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں، آپ کی ذات مقدسہ سے انسانیت کو عروج و کمال نصیب ہوا ہے۔ اسی لئے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان حضور نورِ مجسم جانِ کائنات ﷺ کے سراپائے مقدس کو لفظی جامہ پہنا کر بیان کرنے سے قاصر ہے، تمام کلمات آپ ﷺ کی شان کو بیان کرنے سے قاصر ہیں، الفاظ مجبور ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس ان الفاظ کی تعبیرات سے بہت بلند و بالا ہے، کائنات اپنی تمام وسعتوں اور رعنائیوں کے ساتھ محدود ہے اور آپ ﷺ کے فضائل و کمالات غیر محدود ہیں اس لئے قلم الفاظ، زبان آپ ﷺ کے حقیقی خدوخال پیش نہیں کر سکتی، مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا کامل ادراک ہے تاہم اپنی طاقت اور وسعت کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ایک انتہائی اہم باب معجزات مص کو الفاظ کے جامہ میں پیش کیا ہے۔ اللہ کریم میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ مقدسہ میں قبولیت تامہ کا درجہ دے کر میری نجات کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

العارض

فقیر صاحبزادہ محمد خالد سلطان القادری سروری

﴿ابتدائیہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر طرح کی حمد وثناء مخصوص ہے، جو ہمارا خالق، مالک اور رازق بھی ہے، جس نے ہمیں یہ سعادت اور توفیق بخشی کہ ہم اس کی وحدانیت کے قائل ہوئے اس کی کوئی ابتداء نہیں، وہ اوّل بھی ہے اور باقی بھی اور اس کی کوئی انتہا نہیں، درود وسلام پہنچے۔۔ آمنہ کے اس لال پر جس نے ہمیں اپنی رحمۃ اللعالمینی کے دامن میں پناہ دی، ہمیں ایمان کی لافانی دولت سے مالا مال کیا، جس پر قرآن حکیم جیسی لازوال کتاب نازل ہوئی، جو مسکرایا تو چمنستانِ کونین کے پھولوں نے ہنسنا سیکھا، جو اٹھا تو پہاڑوں نے سر بلندی پائی جس کے خرامِ ناز سے صبا نے ٹہلنا سیکھا، جس کا عشق ہمارا قبلہ مراد اور کعبہ ذوق ہے۔ کلام اللہ جس کے اوصاف ومحاسن پر بولتا اور فرشتے صبح وشام آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہوں۔

معجزہ کا لغوی مفہوم: لفظِ معجزہ کا مادۂ اشتقاق: "عَجز، یَعجز، عَجزًا" ہے، جس کے معنی: کسی چیز پر قادر نہ ہونا، کسی کام کی طاقت نہ رکھنا یا کسی اَمر سے عاجز آجانا وغیرہ ہیں۔ محاورۂ عرب میں کہتے ہیں: "عَجز فُلانٌ عَنِ العَمَلِ" فُلاں آدمی وہ کام کرنے سے عاجز آ گیا۔

المفردات میں امام راغب اصفہانی معجزے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں: و العجز أصله التأخر عن الشئی و حصوله عند عجز الأمر أی :مؤخره . . .و صار فی التعارف إسماً للقصور عن فعل الشء وهو ضد القدرة.

عجز کے اصلی معنی کسی چیز سے پیچھے رہ جانے یا اُس کے ایسے وقت میں حاصل ہونے کے ہیں جبکہ اُس کا وقت نکل چکا ہو۔۔۔ عام طور پر یہ لفظ کسی کام کے کرنے سے قاصر رہ جانے پر بولا جاتا ہے اور یہ القدرۃ کی ضد ہے۔ (المفردات بذیل عجز 547 :)

معجزہ کا اِصطلاحی مفہوم: مختلف اَدوار میں اَربابِ علم وفن نے معجزہ کی مختلف تعریفات بیان کی

ہیں۔چند اہم تعریفات یہ ہیں:۔

1.أمر خارق العادة يعجز البشر عن أن يأتوا بمثله۔

معجزہ اُس خارقِ العادت چیز کو کہتے ہیں جس کی مِثل لانے سے فردِ بشر عاجز آ جائے۔(المنجد 488 :)

2۔قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:إعلم أنّ معنىٰ تسميتنا ماجاء ت به الأنبياء معجزة هو أن الخلق عجزوا عن الإتيان بمثلها۔

یہ بات بخوبی جان لینی چاہیئے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السلام اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں اُسے ہم نے معجزے کا نام اِس لئے دیا ہے کہ مخلوق اُس کی مِثل لانے سے عاجز ہوتی ہے۔(الشفاء،349 : 1)

3۔اِمام خازن رحمۃ اللہ علیہ معجزہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:المعجزة مع التحدّى من النبى قائمة مقام قول الله عزّوجلّ: صَدَقَ عَبْدِىْ فَأَطِيْعُوْهُ وَ اتَّبِعُوْهُ و لأن معجز النبى شاهدٌ علىٰ صدقه فيما يقوله و سُمِّيت المعجزةُ معجزةً لأن الخلق عجزوا عن الإتيانِ بمثلها۔

معجزہ اللہ کے نبی اور رسول کی طرف سے (جملہ اِنسانوں کے لئے) ایک چیلنج ہوتا ہے اور باری تعالیٰ کے اِس فرمان کا آئینہ دار ہوتا ہے کہ: میرے بندے نے سچ کہا، پس تم اُس کی (کامل) اِطاعت اور پیروی کرو۔ اِس لئے کہ نبی و رسول کا معجزہ جو کچھ اُس نے فرمایا ہوتا ہے اُس کی حقّانیت اور صداقت پر دلیلِ ناطق ہوتا ہے اُسے (عرفاً و شرعاً) معجزہ کا نام اِس لئے دیا گیا ہے کہ اُس کی مِثل (نظیر) لانے سے مخلوقِ اِنسانی عاجز ہوتی ہے۔(تفسیر الخازن،124 : 2)

4۔ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معجزہ کی بڑی جامع تعریف کی ہے، فرماتے ہیں:

حد المعجزة أن يظهر عقيب السوال و الدّعوىٰ ناقضاً للعادة من غير إستحالة بجميع الوجوه

و يعجز الناس عن إتيان مثله بعد التجهد و الإجتهاد إذا كان بهم حذاقة و رزانة فى مثل تلك الصنيعة۔

معجزہ کی تعریف یہ ہے کہ سوال اور دعویٰ کے بعد (اللہ کے رسول اور نبی کے ہاتھ پر) کوئی ایسی خارقِ عادت چیز ظاہر ہو جو ہر حیثیت سے مُحال نہ ہو اور لوگ باوجود کوشش اور تدبیر کے اُس قسم کے معاملات میں پوری فہم و بصیرت رکھتے ہوئے بھی اُس کے مقابلے سے عاجز ہوں۔

(کتاب التمہید فی بیان التوحید از ابوشکور 71 :)

مندرجہ بالا تعریفات سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ: معجزہ مِن جانبِ اللہ ہوتا ہے لیکن اُس کا صدور اللہ کے برگزیدہ نبی اور رسول کے ذریعہ ہوتا ہے۔ معجزہ مروّجہ قوانینِ فطرت اور عالمِ اَسباب کے برعکس ہوتا ہے۔ معجزہ نبی اور رسول کا ذاتی نہیں بلکہ عطائی فعل ہے اور یہ عطا اللہ ربّ العزّت کی طرف سے ہوتی ہے۔ معجزے کا ظہور چونکہ رحمانی اور اُلوہی قوّت سے ہوتا ہے اِس لئے عقلِ اِنسانی اُس کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے اور تصویرِ حیرت بن کر سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ وہ اس کی حقیقت کا اِدراک نہیں کر سکتی۔

معجزہ کی تعریف:المعجزة:أمر خارق للعادة، داع إلى الخير و السعادة، مقرون بدعوى النبوة، قصد به إظهار صدق من ادعى أنه رسول من الله.(التعريفات)

معجزہ اس امر خارق للعادۃ کو کہتے ہیں جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور کل عالم اس معجزہ کے مقابل کوئی چیز لانے سے عاجز ہو، معجزہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ منکرین اور مخالفین پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ یہ شخص اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا پیغمبر ہے جس کے دشمنوں کو عاجز کرنے کے لیے اللہ تعالی نے یہ معجزہ ظاہر فرمایا ہے، تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نبی کو اللہ کی جانب سے پوری مدد حاصل ہے، نبی کوئی جادوگر نہیں کہ اس کا مقابلہ کیا جائے، لھذا اگر کوئی آدمی اپنی اصلاح اور کامیابی چاہتا ہے تو اللہ کے اس رسول پر ایمان لائے اور اس کی اتباع اور پیروی کرے، اللہ تعالی نے نبی کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اب جو کوئی اس نبی کی تکذیب اور مخالفت کرے گا وہ شقی اور بد بخت ہوگا اس کے لیے ہلاکت اور بربادی کے سوا کوئی چیز نہیں۔

معجزہ اور جادوگری میں فرق: معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اور جادوگری وغیرہ امورِ اسباب طبعی و نفسی کے نتائج ہوتے ہیں، معجزہ سے مقصود دعوت الٰہی کے دشمنوں کی ہلاکت اور نبی کے رسالت کی تائید اور مؤمنین صادقین کی حمایت اور برکت ہوتی ہے، جادوگر اپنی جادو سے لوگوں کو تماشہ دکھاتے ہیں اپنے جادو سے اپنی زندگی کی اصلاح کرنا مقصود نہیں ہوتا، جادوگری سے لوگوں کو نیکی کی ترغیب نہیں دیتے یہ لوگ تزکیہ نفس اور دلوں کی صفائی کا کام نہیں کرتے اس کے برخلاف نبی کے معجزہ سے مقصود لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کرنا ہوتا ہے نبی کے معجزوں کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی کا ہر عمل لوگوں کے لیے ہدایت کا راستہ ہے قدم قدم پر خدا ان کی تائید کرتا ہے ان کی حق کی آواز پر قوموں اور ملکوں میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے ان کی سچائی امانت داری پر ہر کوئی گواہی دیتا ہے ایک جادوگر چیزوں کو بدل سکتا ہے لیکن دلوں کو نہیں بدل سکتا جاہل کو عالم نہیں بنا سکتا کافر کو مؤمن نہیں بنا سکتا وہ لوہے کو سونا بنا سکتا ہے لیکن دل کے زنگ کو دور نہیں کر سکتا۔

خارقِ عادت اَفعال کی اَقسام: اِس کارخانۂ قدرت میں اَن گنت دُنیائیں آباد ہیں اِنسان اَشرف المخلوقات ہے لیکن اِس کائنات میں وہ تنہا ہی مخلوقِ خدا نہیں خالقِ کائنات کی مخلوقات کا شمار ممکن ہی نہیں نجانے اِن خلاؤں میں گردش کرنے والے اَربوں کھربوں سیاروں میں زندگی کن اَشکال اور کن مراحل میں اِرتقاء پذیر ہے !اگر ہم صرف اِس کرۂ ارضی پر بسنے والی مخلوقات، چرند، پرند، حشرات الارض اور آبی مخلوقات کی دُنیاؤں کی سیر کو نکلیں اور اِن مخلوقات کے معمولات کا مُشاہدہ کریں تو صناعِ اَزل کی قوتِ تخلیق کے تصوّر کا ہلکا سا پرتو بھی ذہنِ اِنسانی میں سماتا نظر نہیں آتا اِسی طرح اِس کرۂ ارضی پر خلافِ معمول رُونما ہونے والے واقعات کا تسلسل بھی حیطۂ شعور میں آنا ممکن نہیں، یہ سلسلہ اِس حیرت کدے میں اَزل سے جاری ہے اور اَبد تک جاری رہے گا البتہ نبوّت کی طرح معجزات کا دروازہ بھی نبی آخرالزّماں ﷺ کی حیاتِ مقدّسہ کے بعد بند ہو چکا ہے واضح رہے کہ تصرّفاتِ حضور ﷺ کا سِلسلہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا کہ قیامت کے دِن بھی آپ ﷺ ہی کے پرچم

شفاعت کے سائے تلے اَولادِ آدم کو رِدائے عافیت نصیب ہوگی۔

اِنسانی زندگی میں دو طرح کے اَفعال وُقوع پذیر ہوتے ہیں ایک وہ اَفعال جو معمول کے مطابق اِنجام پاتے ہیں اور تھوڑا سا غور و فکر کرنے سے اُن کی توجیہہ ممکن ہوتی ہے ہماری روزمرہ کی زندگی میں ان اَفعال و واقعات کی اَن گِنت مثالیں پائی جاتی ہیں جیسے کسی شخص کا بیماری کی وجہ سے فوت ہو جانا دوسرے وہ اَفعال جو معمول سے ہٹ کر بلکہ خلافِ معمول ہوتے ہیں اور اُن کی کامل توجیہہ کسی طور پر بھی ممکن نہیں ہوتی اُنہیں خارقِ عادت اَفعال کہا جاتا ہے یہ خلافِ معمول واقعات مختلف لوگوں سے مختلف شکلوں میں صادِر ہوتے ہیں ان خلافِ معمول واقعات کو چار مختلف اَقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

1۔ معجزہ 2۔ اِرھاص 3۔ کرامت 4۔ اِستدراج

1۔ معجزہ: جب کسی نبی اور رسول کو خلعتِ نبوّت و رِسالت سے سرفراز کیا جاتا تو کفّار و مُشرکین دعویٰ نبوّت کی صداقت کے طور پر اُس سے دلیل طلب کرتے اِس پر قدرتِ خداوندی سے جو خارقِ عادت واقعہ اُس نبی یا رسول کے دستِ حق پرست سے صادِر ہوتا اُسے معجزہ کہتے ہیں۔

2۔ اِرھاص: وہ خلافِ معمول واقعات یا عجائبات جن کا ظہور کسی نبی یا رسول کی وِلادتِ باسعادت کے وقت یا پیدائشِ مبارکہ سے پہلے ہوتا اِرھاص کہلاتے ہیں اُن واقعات کا رُونما ہونا اِس اَمر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ پیدائش ایک غیر معمولی پیدائش ہے مثلاً حضور رحمتِ عالم ﷺ کی وِلادتِ پاک سے پہلے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آسمان سے سِتارے سائبان کی طرح زمین پر اُتر آئے ہیں اور کعبہ کے بت سجدہ ریز ہو گئے ہیں سیدۂ کائنات بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا اِرشادِ گرامی ہے کہ سرکار ﷺ کی تشریف آوری کے وقت میں نے سرزمینِ مکہ سے ہزاروں میل کے فاصلے پر واقع شام کے محلات دیکھے اور یہ کہ میں نے اپنے اردگرد خوشبوئیں محسوس کیں، کفّار و مشرکینِ مکہ چونکہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اس لئے اِس ظلم کے مستقل خاتمے کی علامت کے طور پر جس سال سرورِ کائنات ﷺ کی وِلادت باسعادت ہوئی، اُس سال شہر مکہ میں کوئی لڑکی پیدا نہ ہوئی آمد مصطفی ﷺ کے صدقے

میں ربِّ کائنات نے سب کو فرزند عطا فرمائے گویا کارکنانِ قضاوقدر زبانِ حال سے اِعلان کررہے تھے کہ والی کون ومکاں ﷺ کی تشریف آوری کسی عام اِنسان کی آمد نہیں یہ تمام خارقِ عادت واقعات اِرہاص کہلاتے ہیں۔

3۔ کرامت: کرامت اُن خارقِ عادت اَفعال کو کہتے ہیں جو مومنین، صالحین اور اولیائے کرام کے ہاتھوں سے صادِر ہوتے ہیں تاریخِ اِسلام اَولیاء وصوفیاء کی کرامات سے بھری پڑی ہے مثلاً سیدنا سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف برخیا کا پلک جھپکنے سے قبل ملکہ سبا کا تخت آپ کی خدمت میں پیش کردینا، امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دورانِ خطبہ منبر پر ہی میدانِ جنگ کا مشاہدہ کرنا اور لشکرِ اسلام کے سپہ سالار کو عسکری ہدایات دینا اور حضرت خواجۂ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر لاکھوں ہندوؤں کا قبولِ اِسلام اُن کی کراماتِ جلیلہ میں سے ہے۔

4۔ اِستدراج: یہ وہ خلافِ عادت اَفعال ہوتے ہیں جو کسی کافر، مُشرک، فاسق، فاجر اور ساحر کے ہاتھ سے صادِر ہوں مثلاً: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں سامری جادوگر نے سونے کا بچھڑا بنا کر اُس کے منہ سے آواز پیدا کرلی جس کے نتیجے میں بنی اِسرائیل نے اُسی کی پرستش شروع کر دی اِسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دعوائے نبوّت کو چیلنج کرتے ہوئے فِرعون کے دربار میں جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں زمین پر پھینکیں تو وہ اَژدھا بن گئیں اِس قبیل کے تمام اَعمال اِستدراج کی ذیل میں آتے ہیں۔

حقیقتِ معجزہ: جہاں عقل عاجز آجاتی ہے وہاں سے معجزے کی سرحد شروع ہوتی ہے معجزہ ربِّ کائنات کی قدرت اور جلالت کا اِظہار ہوتا ہے یہ وہ خارقِ عادت واقعات ہوتے ہیں جو اللہ کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں سے صادِر ہوتے ہیں اُن کا بظاہر کوئی سبب نظر آتا ہے اور نہ کوئی اُن کی علّت دِکھائی دیتی ہے یہ عقل کے دائرۂ اِدراک اور حیطۂ شعور میں نہیں آتے، لیکن جب اِنسان اپنے سر کی آنکھوں سے اُن کا ظہور ہوتے دیکھتا ہے تو سرِ تسلیم خم کرنے کے سِوا اُس کے پاس کوئی چارہ نہیں رہتا

اور وہ کہہ اُٹھتا ہے کہ یہ معجزہ اللہ کے نبی سے صادِر ہوا ہے، اِس لئے یہ حق ہے وہ لوگ جو معجزات و کرامات کے ردّ وقبول کا معِیار اپنی سوچ، عقل، تجربہ اور مطالعہ کو قرار دیتے ہیں نہ صرف بہت بڑے اِعتقادی مغالطے کا شکار ہوجاتے ہیں بلکہ علم کے تکبّر میں بھی مبتلا ہوجاتے ہیں اگر لکڑی آگ کے الاؤ میں گر کر جلا نہ کرے تو عقل کبھی بھی ذہنِ اِنسانی کی یہ رہنمائی نہ کرے کہ آگ جلانے والی شئے ہے اِس لئے کہ جو بات مُشاہدہ اور تجربہ کے خِلاف ہو عقل اُسے ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتی مثلاً : اللہ کے برگزیدہ نبی سیدنا اِبراھیم علیہ السلام بے خطر آتشِ نمرود میں کود پڑیں اور آگ گلزار بن جائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ" کہیں تو قبر سے مُردہ اُٹھ کھڑا ہو، حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض اپنی آنکھوں سے لگائیں تو آپ علیہ السلام کی بِینائی لوٹ آئے، حضرت صالح علیہ السلام پہاڑ پر اپنی چھڑی مبارک ماریں تو اُس کے اندر سے اُونٹنی برآمد ہوجائے، حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک درباری پلک جھپکنے سے پہلے اور جسم کو غائب کئے بغیر ہزاروں میل دُور سے ملکہ بلقیس کا تخت لاکر حاضر کردے یا پھر انگشتِ مصطفیٰ ﷺ اُٹھے اور چاند دو ٹکڑے ہوجائے، ڈوبتے سورج کی سمت دستِ اَقدس اُٹھائیں تو وہ غروب ہونے کے بعد واپس لوٹ آئے اور آقائے دوجہاں ﷺ کے جسمِ اَطہر کے لمس سے کھجور کا مرا ہوا درخت پھر سے زِندہ ہوجائے تو عقل اپنے دامنِ شعور کو تار تار نہیں کرے گی تو اور کیا کرے گی ! ماورائے عقل سرزد ہونے والے اِنہی واقعات کو معجزہ کہتے ہیں عقل اِن معجزات کو سمجھنے سے معذور ہے۔

معجزہ کی ضرورت: یہ ثابت ہوجانے کے بعد کہ حکمتِ الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے حواس وعقل کے ذریعہ جو معلومات حاصل کرتا ہے اس سے زیادہ معلومات اس کو حاصل ہو تو اب یہ معلومات لامحالہ کسی غیر معمولی طریقہ یعنی وحی اور نبوت کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتی ہیں اور یہ ثابت ہوجانے کے بعد تمام انسان حامل وحی ہونے کی صلاحیت واستعداد بھی نہیں رکھتے مجبوراً کچھ ہی افراد پر وحی نازل ہوگی اور دوسرے افراد بالواسطہ طور پر ان سے استفادہ کریں گے اب یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ہم کو یہ کیسے معلوم ہو کہ کس شخص پر وحی ہوئی ہے؟ کیونکہ وحی کوئی قابل محسوس چیز نہیں ہے کہ جب کسی پر نازل ہو تو

دوسرے افراد بھی اس کا مشاہدہ کریں اور سمجھ لیں کہ فلاں شخص پیغمبر ہے لہٰذا کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہئے کہ جس سے ہم سمجھ جائیں کہ یہ شخص دوسروں سے ممتاز ہے اور حامل وحی ہونے کی استعداد رکھتا ہے اور خدا نے بھی اس پر وحی نازل کی ہے یہاں جو جواب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس پر خدا کی کوئی نشانی ہونی چاہئے یعنی اس شخص کے رفتار و کردار و اعمال اس چیز کی نشاندہی کرتے ہوں کہ وہ خدا سے رابطہ رکھتا ہے تو اس وقت قاعدہ **"حکم الا مثال فیما یجوز وفیما لا یجوز واحد"** کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح وہ اس سلسلے میں خدا سے رابطہ رکھتا ہے اس کے مثل دوسرے تمام امور میں بھی رابطہ رکھتا ہوگا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کے پاس کوئی معجزہ ہونا چاہئے جس سے لوگ سمجھ سکیں کہ پیغمبر خدا سے رابطہ خاص کے تحت وہ افعال انجام دے سکتا ہے جو دوسرے انسان انجام نہیں دے سکتے اور یہ معجزہ اس کو خداوند عالم نے عطا کیا ہے اس وقت ان کی سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ شخص خدا سے رابطہ رکھتا ہے اور وہ اس (پیغمبر) کی باتوں کو قبول کر لیں گے۔

معجزہ کی حقانیت واہمیت: بغیر کسی شک وشبہ کے معجزہ ایک غیر معمولی عمل ہے جو عادت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے چاہے یہ کام خارجی دنیا سے تعلّق رکھتا ہو یا خبر کی صورت میں سامنے آئے خبر دینا بھی ممکن ہے دنیا کے عام دستور کے خلاف غیر معمولی ذرائع سے ہو۔

لیکن معجزہ کی حقیقی تعریف میں صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بھی بہت سے افراد مل سکتے ہیں کہ جنھوں نے غیر معمولی کام انجام دیئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جیسے ریاضت کش اور جادوگر وغیرہ جو غیر معمولی کام انجام دیتے ہیں لیکن ان کے یہ افعال معجزہ نہیں ہیں اس لئے معجزہ کی تعریف میں یہ بھی بڑھانا چاہئے کہ وہ غیر معمولی کام کہ جو عادت کے خلاف ظہور ہو خدا کی طرف سے ہونا چاہئے اور چونکہ ہم کو یہ معلوم نہیں کہ کونسا عمل خدا کی طرف سے ہے اور کونسا عمل خدا کی طرف سے نہیں ہے معجزہ کے لئے کچھ علامتیں مدّ نظر رکھی گئی ہیں:

1۔ معجزہ کسی بھی بڑی طاقت سے مغلوب نہیں ہوتا، عالم طبیعت یعنی دنیا میں بہت زیادہ علّت و معلول

یا اسباب اور مسبّب موجود ہیں ایک علّت کسی شئے کے وجود میں ممکن ہے موثر ہو لیکن اس سے زیادہ قوی کوئی دوسری علّت کمزور علّت پر غالب آ کر اس کے اثر کو روک سکتی ہے مثال کے طور پر آگ کاغذ کو جلا دیتی ہے لیکن اگر آگ پر پانی ڈالا جائے تو خود آگ بجھ جاتی ہے اس مقام پر ایک علّتِ مادی دوسری علّت پر غالب آ جاتی ہے عالمِ فطرت میں ایسے سیکڑوں بلکہ ہزاروں اسباب و مسبّبات ہیں جو دوسرے اسباب سے مغلوب ہو جاتے ہیں لیکن معجزہ وہ ہے جس پر کوئی بھی علّت غالب نہیں آ سکتی نہ تو کوئی دنیاوی چیز اس کو باطل کر سکتی، نہ اسکے اثر کو زائل کر سکتی اور نہ ہی اس کو روک سکتی اور نہ ہی کوئی مادیّت سے ماوراء عمل اس میں کوئی خلل اندازی کر سکتا فرض کیجئے کوئی جادوگر بہت زیادہ ریاضت ومشقّت کے ذریعہ ایسی طاقت پیدا کر لے کہ وہ غیر معمولی کام انجام دینے لگے مثال کے طور پر ہاتھ کے اشارے سے چلتی ٹرین (ریل) روک دینے کی قوّت رکھتا ہو تو بھی اس طرح کی طاقتیں کبھی معجزہ کے سامنے ٹک نہیں سکتیں کوئی بھی مادّی یا مادّیت سے ماوراء انسانی طاقت نہ معجزہ کے اثر کو بے کار کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے یہ امارات میں سے ہے کہ یہ کام، خدا کا کام ہے ایک جادوگر ہاتھ کے اشارے سے چلتی ہوئی ریل کو روک سکتا ہے لیکن ممکن ہے دوسرا اس سے بڑا جادوگر اس جادوگر کے جادو کو توڑ کر ایک اشارہ سے ریل گاڑی کو چلا دے یا شروع میں ہی جب وہ ریل کو روکنا چاہتا ہو یہ اسکے اس جادو کو باطل کر دے اور ایسا ہونا محال نہیں ہے کیونکہ جس کی طاقت زیادہ ہوتی ہے وہ غالب آ جاتا ہے اور کمزور کو مغلوب کر دیتا ہے لیکن معجزہ میں کوئی بھی بڑی سے بڑی طاقت معجزہ کے عمل میں رکاوٹ نہیں بن سکتی کیونکہ وہ طاقتیں اگر انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی اور ہیں تو وہ خداوند عالم کی قدرت اور ارادہ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور اگر بالفرض کوئی اور پیغمبر اس میں خلل اندازی کرنا چاہے گا تو یہ بھی اللہ کے امر کو توڑنے کے مترادف ہوگا اس لئے کہ جب خدا اپنی حکمت کے ذریعہ کسی پیغمبر کے یہاں معجزہ ظاہر کرنا چاہے گا تو کسی نہ کسی حکمت کے تحت ہوگا وہ حکمت کے بغیر معجزہ ظاہر نہیں کرتا اب اگر کوئی دوسرا پیغمبر آ کر اس پیغمبر کے معجزہ کو روکنا چاہے تو اس سے خود خدا کے منشاء کی خلاف ورزی لازم آتی ہے جو ایک نبی کے لئے بعید ہے نتیجتاً معجزہ کبھی بھی کسی عامل سے مغلوب نہیں

ہو سکتا۔

2۔ معجزہ سیکھا اور سکھایا نہیں جاسکتا، معجزہ کوئی سیکھنے کی چیز نہیں ہے کہ کوئی پڑھ کر یاد کر لے اور نہ ہی معجزہ میں ریاضت اور مشقت کی ضرورت ہے کہ کوئی زحمتیں اٹھا کر صاحب معجزہ بن جائے بلکہ یہ ایک الٰہی عطیہ ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے لیکن دوسرے غیر معمولی کام جو بعض افراد انجام دیتے ہیں وہ سیکھے اور سکھائے جاسکتے ہیں اور جب تک وہ افراد ریاضت کرتے رہیں گے ان سے نتیجہ حاصل کرتے رہیں گے۔ یہ سب اپنی ریاضت سے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان کے کام خدائی کام نہیں ہیں اس کے برعکس (تعلیم و تعلم یا دنیوی اسباب سے مغلوب ہوئے بغیر) معجزہ کا ظہور اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ امر خدا کے حکم سے ہے۔ اسی بناء پر اگر اس طرح کے کسی انسان کا تعارف کرایا جائے اور لوگ اس کی زندگی سے واقف ہوں کہ اس نے اس کام کے لئے نہ کوئی ریاضت کی ہے نہ کسی سے پڑھا ہے اور نہ ہی کسی استاد سے سیکھا ہے اور وہ معجزہ دکھلائے تو لوگ آسانی سے قبول کر لیتے ہیں کیونکہ یہ قدرت الٰہی سے رونما ہوا ہے۔ بر فرض لوگوں کے درمیان کوئی ناآشنا پیغمبر ہو (کیونکہ پیغمبر ہمیشہ اپنی ہی قوم کے درمیان سے مبعوث کئے جاتے تھے اور لوگ ان کو اچھی طرح پہچانتے ہوتے تھے اور ان کی پوری زندگی لوگوں پر آشکار ہوا کرتی تھی پھر بھی فرض کر لیجیے کہ) لوگ نہیں جانتے کہ اس پیغمبر نے کسی سے سیکھا اور پڑھا لکھا ہے یا نہیں تو لوگ اس کے معجزہ کا توڑ کرنے والوں سے مدد حاصل کر کے مقابلے کر سکتے ہیں کہ کوئی اس پر غالب آسکتا ہے یا نہیں اگر کوئی غالب آجائے تو معجزہ معجزہ نہیں ہو سکتا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ فرعون کے جادوگر جس کے مقابلہ پر آگئے تھے اور انھوں نے دیکھ لیا کہ وہ سب مغلوب اور بے بس ہیں۔ یہ سب اس بات کی نشانی ہے کہ یہ انسان کا کام نہیں ہے بلکہ انسان کے بس سے باہر ہے۔ لہٰذا مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں: (معجزہ وہ غیر معمولی فعل ہے جو قدرت الٰہی کے پرتو میں انجام دیا جاتا ہے اور معجزہ کی دو علامتیں ہیں:

1۔ کسی سے سیکھ کر یا سکھا کر حاصل نہ ہوا ہو۔ 2۔ کسی بھی دوسری قوت سے مغلوب نہ ہو۔

تفہیم معجزہ: اس کائنات ارض و سماء میں عجائبات کی ایک دُنیا آباد ہے ہر لحظہ پھیلتی ہوئی یہ کائنات جو اربوں، کھربوں کہکشاؤں پر مشتمل ہے، وُسعت پذیری کے عمل سے گزرنے کے ساتھ ساتھ داخلی اور خارجی حوالوں سے بھی تغیر پذیر ہے۔ گویا ہر لحظہ تغیرات کا لمحہ ہے، ہر ساعت نت نئے اِنکشافات کی ساعت ہے۔ اِس کائناتِ رنگ و بو میں خالقِ کائنات کے فرستادہ رسولانِ مکرّم اور اَنبیائے محتشم کے وسیلے حق پرست پر قدرتِ خداوندی سے رُونما ہونے والے ماورائے عقل واقعات کو معجزہ کہتے ہیں۔

معجزے کی کاملاً مادّی توجیہہ کسی طور بھی ممکن نہیں۔ اس کا تعلق ایمان، اِیقان اور وِجدان سے ہوتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی سبک سیر ترقی کے باعث جدید تر سائنسی اِنکشافات قدم قدم پر حیران کن حقائق پر سے پردہ اُٹھا رہے ہیں کہ اِنسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور تصویرِ حیرت بن کر اپنے دامنِ شعور کی تنگی کے اِحساس کا ماتم کرنے لگتی ہے۔ اگرچہ سائنس کائنات کے اَن گنت رازہائے سربستہ سے بھی پردہ اُٹھاتی دِکھائی دیتی ہے لیکن اِس کے باوجود وہ اِن معجزانہ حقائق کی مادّی توجیہات پیش کرنے سے یکسر عاجز ہے، جو خالقِ ارض و سماء نے اپنے اَنبیائے محتشم کے دستِ حق پرست پر صادِر فرمائے۔ عقل اُنہیں تسلیم کرے یا نہ کرے یا خود بھی اِشکالات کا شِکار ہو یا ذہنِ اِنسانی کو بھی غبارِ تشکیک سے آلودہ کرے، حقائق بہر حال حقائق ہیں، اُن کے اِنکار سے اُن کی نفی لازم نہیں آتی۔ اگر ہم غور و فکر اور تدبّر سے مادّے ہی کے اَسرار و رُموز پر سے پردہ اُٹھائیں تو کائنات میں رُونما ہونے والے محیر العقول واقعات کی توثیق بھی ملتی نظر آتی ہے۔ سائنس جو مادّے کی کائناتی سچائیوں کی تعبیر اور اِنسانی زِندگی میں اُس کے عملی اِطلاق پر مامور ہے، واضح اور روشن زبان میں دراصل عالمِ اَسباب و عِلل کے تحت رُونما ہونے والے اُنہی محیر العقول واقعات کی مادّی توجیہہ و تعبیر کا فریضہ سر انجام دے رہی ہے۔ سائنسدان مادّے کی اِرتقائی صورتوں کے مسلسل مُشاہدے کے ذریعے اِس نتیجے پر پہنچتے دِکھائی دے رہے ہیں کہ

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے۔

سائنس عالمِ اَسباب اور اللہ ربّ العزّت کی طے کردہ فطرت کے قوانین کے مطالعہ کا نام ہے، جس کا

اللہ تعالیٰ نے اِن اَلفاظ میں ذِکر کیا ہے:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ. (حم السجدہ، 53 : 41)

ہم عنقریب اُنہیں دُنیا میں اور خود اُن کی ذات میں (اپنی قدرت و حکمت کی) نشانیاں دِکھائیں گے یہاں تک کہ اُن پر یہ حقیقت عیاں ہو جائے کہ یہ (قرآن) حق ہے۔

عالمِ اَسباب کو اپنا موضوعِ بحث بنانے والی سائنس عالمِ مافوق الفطرت کے مطالعہ سے تو کجا اُس کی اَبجد کے شعور سے بھی محروم ہے۔ آج جو اَعمال و اَفعال ہم اَسباب اِختیار کر کے سرانجام دیتے ہیں اور اُنہیں سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے مظہر قرار دیتے ہیں، اُن میں سے بہت سے اَعمال اَسباب و عِلل کے بغیر سائنسی زبان میں یکسر ناممکن قرار پاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ سائنس اپنے مخصوص دائرۂ کار (عالمِ اسباب) میں مقیّد ہونے کے سبب مادُون الاسباب اور مافوق الفطرت اَفعال کا سرِانجام دینا تو کجا اُن کی تعبیر و توجیہہ اور تفہیم و توثیق کے قابل بھی کسی صورت نہیں ہو سکتی۔ یہاں اِس اَمر کی وضاحت ضروری ہے کہ معجزہ کسی مادّی تعبیر و تفہیم یا توجیہہ و توثیق کا محتاج نہیں، مقصود صرف اِس اَمر کی نشاندہی ہے کہ جن حقائق کا اِنکشاف حضور رحمتِ عالم ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل وحی اِلٰہی اور علمِ نبوت کی بنیاد پر کیا تھا، آج سائنس اپنے اِرتقائی سفر کے اَن گنت مراحل طے کرنے کے بعد اُن حقائق کی اپنی سی جزوی تعبیر و توجیہہ کرنے کے قابل ہوئی ہے۔ یقیناً اِس بات کا اِمکان موجود ہے کہ سائنس آگے چل کر اپنے موجودہ نظریات سے رُجوع کر لے یا اُن میں ترمیم و اِضافہ کو ضروری گردانے، لیکن ہمارے لئے تاجدارِ کائنات ﷺ کی زبانِ اَقدس سے نکلا ہوا ہر حرف، حرفِ آخر ہے اور یہی ہماری اِیمانیات کا بنیادی پتھر ہے۔

معجزہ کا صدُور اِذنِ اِلٰہی سے ہوتا ہے: جب معجزہ قدرتِ اِلٰہیہ کا آئینہ دار ہے اور یقیناً ہے تو معجزہ کا صدُور بھی اِذنِ اِلٰہی سے ہوتا ہے یہ نہیں کہ اللہ کا نبی یا اُس کا رسول جب چاہے اور جیسے چاہے اُس کے ہاتھ پر معجزات کا صدُور ہوتا جائے کیونکہ معجزہ کا سبب اور علّت براہِ راست باری تعالیٰ کی مشیئت اور اِرادہ سے ہے یہ اِرادہ اور مشیّت کبھی عادتِ جاریہ اور اَسباب و عِلل کے پردہ میں ظاہر

ہوتا ہے اور کبھی مشیّتِ اِلٰہی اَسباب و عِلل کی بجائے کھلی نشانی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

پہلی صورت کی مِثال طوفانِ نوح ہے، قومِ ہود کے لئے آتش فشاں پھٹ پڑا اور تباہ کن زلزلے نے اُنہیں گھیر لیا، حضرت ایوب علیہ السلام چشمے کے پانی سے صحت یاب ہو گئے، قومِ صالح کے لئے آندھی آئی، مکہ میں خوفناک قحط پڑا، غزوۂ خندق کے موقع پر زبردست آندھی چلی یہ تمام واقعات ظاہری اَسباب و عِلل کے خِلاف نہیں بلکہ اِرادہ و مشیّتِ اِلٰہی سے اِن چیزوں کا ظہور ہوا تاکہ اللہ کے بندے علاماتِ حق سے آشنا ہوں اور اُن کے اِیمان میں پختگی آئے۔

دُوسری صورت کی مثال مُردوں کا جی اُٹھنا، چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، عصا کا سانپ بن جانا اور اُنگشتِ پیمبر سے پانی کے چشمے کا جاری ہو جانا ہے اِن خلافِ معمول واقعات کی توجیہہ اَسباب و عِلل سے ممکن نہیں اور نہ عادتِ جاریہ کے مطابق اِن کی تفہیم ہو سکتی ہے اِس لئے کہ اُن کی علّتِ غائی اللہ ربّ العزّت کی مشیّت اور اِرادہ کے سِوا کوئی اور چیز نہیں تاریخِ اَنبیاء کے اَوراق اُلٹیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اَنبیاء علیہم السلام نے بھی اپنے معجزات کے حوالے سے یہی بتایا کہ اُن کے ہاتھ سے جو خلافِ معمول واقعات کا صدُور ہو رہا ہے وہ صرف اور صرف بارِی تعالیٰ کی قدرت، مشیّت اور اِذن سے ہی ہوتا ہے معجزے کی حقیقی علّت اور سبب بھی یہی ہے اور یہی حقیقتِ معجزہ ہے چنانچہ معجزے کے ظہور سے اِنکار اللہ ربّ العزّت کی قدرتِ مطلقہ کا اِنکار ٹھہرے گا اور اِیمان کا نور شرک کے اندھیروں اور مُنحرف چہروں کے جنگل میں کھو جائے گا۔

معجزات کے صدُور سے اَنبیاء کی تصدیق کے ساتھ ساتھ اِنسانی اَذہان میں اِس عقیدے کو پختہ کرنا ہوتا ہے کہ اِس کائناتِ رنگ و بو کا خالق ہر چیز پر قادِر ہے اور چونکہ معجزات عطائے ربی ہوتے ہیں اِس لئے اُن کا اِنکار خدائے دوجہاں کی قدرتِ کاملہ کا اِنکار ہے قرآنِ حکیم اور اَحادیثِ نبوی ﷺ کے مطالعہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے باری تعالیٰ نے اِنسانوں کی رُشد و ہدایت کے لئے جتنے بھی اَنبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اُنہیں اپنے دعویٰ نبوّت کی صداقت و حقانیت کے لئے ظاہری و باطنی معجزات سے بھی نوازا ظاہری معجزات وہ ہیں جو خرقِ عادت کی صورت میں گاہے گاہے رُونما ہوتے

ہیں جبکہ باطنی معجزات وہ ہیں جو اللہ کے نبی کے اَخلاقِ حمیدہ اور اَوصافِ جلیلہ کے ساتھ اِرشاداتِ جمیلہ پر مُشتمل ہوتے ہیں نبی کا کردار اور اُس کی شخصیت ہی معجزاتی جمال کا مظہر ہوتی ہے قرآن حضور رحمتِ عالم ﷺ کی سیرت و کردار کو تمام اِنسانیت کے لئے بالعموم اور اہلِ اِیمان کے لئے بالخصوص اُسوۂ حسنہ سے تعبیر کرتا ہے اور رہتی دُنیا تک اِس مینارۂ نور سے اِکتسابِ شعور کی تلقین کرتا ہے اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ’’لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ‘‘۔ (الاحزاب، 21 : 33)

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ (کی زِندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

کردار کی روشنی کے ساتھ تمام اَنبیاء کو ظاہری معجزات کی خِلعتِ فاخرہ سے بھی نوازا گیا اور معجزہ لازمہ نبوّت قرار پایا قرآنی حوالوں سے چند ایک جلیل القدر اَنبیاء و رُسل کے معجزات کا ذِکر کیا جا رہا ہے:

1۔ حضرت نوح علیہ السلام

’’وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلاَ تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُواْ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَO‘‘

(ہود، 37 : 11)

اور تم ہمارے حکم کے مطابق ہمارے سامنے ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے (کوئی) بات نہ کرنا وہ ضرور غرق کیے جائیں گے o

2۔ حضرت ھود علیہ السلام

’’وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ Oسَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ‘‘O

اور رہی (قومِ) عاد تو وہ ایک نہایت تند و تیز (اور) سخت ہوا سے تباہ کر دیئے گئے o جس کو اللہ نے سات رات اور آٹھ دِن تک متواتر مسلّط رکھا پھر (اے مخاطب !اگر) تو اُن لوگوں کو اُس (آندھی) میں دیکھتا تو اُن کو اَیسا گرا ہوا پاتا جیسے کھجور کے (بے حس و حرکت) کھوکھلے تنے (پڑے ہوتے ہیں) o (الحاقہ، 6 : 69، 7)

3۔ حضرت صالح علیہ السلام

’’هَـٰذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللّٰهِ وَلاَ تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌO‘‘ (الاعراف، 73 : 7)

یہ اللہ کی اُونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے، سو تم اِسے (آزاد) چھوڑے رکھنا کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے اور اِسے برائی (کے اِرادے) سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں دردناک عذاب آ پکڑیگا o

4۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام

’’قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَکَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌO‘‘ (البقرہ، 260 : 2)

اِرشاد فرمایا سو تم چار پرندے پکڑ لو پھر اُنہیں اپنی طرف مانوس کر لو پھر (اُنہیں ذِبح کر کے) اُن کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو، پھر اُنہیں بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے اور جان لو کہ یقیناً اللہ بڑا غالب، بڑی حکمت والا ہے o

5۔ حضرت یوسف علیہ السلام

’’فَلَمَّا أَن جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَO‘‘ (یوسف، 96 : 12)

پھر جب خوشخبری سنانے والا آ پہنچا، اُس نے وہ قمیض یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی تو اُسی وقت اُن کی بینائی لوٹ آئی یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ بیشک میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے o

6۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

’’فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ Oوَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَO‘‘

پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا (نیچے) ڈال دیا تو اُسی وقت صریحاً اَژدھا بن گیا o اور اپنا ہاتھ (گریبان میں ڈال کر) نکالا تو وہ (بھی) اُسی وقت دیکھنے والوں کے لئے (چمکدار) سفید ہو گیا o

(الاعراف، 107 : 7، 108)

7۔ حضرت داؤد علیہ السلام

"وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ O" (الأنبياء، 79 : 21)

اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں (تک) کو داؤد علیہ السلام کے (حکم کے) ساتھ پابند کر دیا تھا وہ (سب اُن کے ساتھ مل کر) تسبیح پڑھتے تھے اور ہم ہی (یہ سب کچھ) کرنے والے تھے o

8۔ حضرت سلیمان علیہ السلام

"فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ O" (ص، 36 : 38)

پھر ہم نے (اُن کی اُس دعا کو قبول فرمایا اور) ہوا کو اُن کا تابع (فرمان) کر دیا کہ وہ اُن کے حکم سے جہاں وہ جانا چاہتے نرم اَنداز سے چلتی o

9۔ حضرت زکریا علیہ السلام

"قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا O قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ"۔ (مریم، 8 : 19، 9)

(زکریا علیہ السلام نے) عرض کیا : اے میرے رب ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، درآنحالیکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود بڑھاپے کے باعث (اِنتہائی ضعف میں) سُوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا ہوں o فرمایا: (تعجب نہ کرو) ایسے ہی ہوگا، تمہارے ربّ نے فرمایا ہے: یہ (لڑکا پیدا کرنا) مجھ پر آسان ہے۔

10۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

"أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ"۔ (آل عمران، 49 : 3)

و بیشک میں تمہارے پاس تمہارے ربّ کی جانب سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسا (ایک پتلا) بناتا ہوں۔۔۔ پھر میں اُس میں پھونک مارتا ہوں۔۔۔ سو وہ اللہ کے حکم سے فوراً اُڑنے والا پرندہ ہو جاتا ہے۔

11۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

"سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ O" (الاسراء، 1 : 17)

وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اُس) مسجدِ اَقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے، تاکہ ہم اُس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دِکھائیں۔ بیشک وُہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے o

خالقِ کون و مکاں نے اپنی آخری اِلہامی کتاب میں اُن معجزات کا ذِکر کیا ہے جن کا اُس کے اَنبیاء و رُسل کے ہاتھ پر ظہور ہوا ان کے علاوہ بھی بعض ایسے انبیاء علیھم السلام کا ذِکر موجود ہے جن کے معجزات کے بارے میں قرآن خاموش ہے مثلاً حضرت اِسحاق علیہ السلام، حضرت اِسماعیل علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام اور حضرت اِلیاس علیہ السلام اِن اَنبیاء کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں موجود ہے لیکن ان کے معجزات کا بیان درج نہیں قرآن کی اِس خاموشی سے ہرگز ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اِن اَنبیاء علیھم السلام کو اللہ ربّ العزّت نے معجزات سے سرفراز نہیں کیا اور اُنہیں کسی بُرہان سے نہیں نوازا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیثِ مُبارکہ ہے کہ تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "ما من الأنبياء نبی إلّا أعطی من الآيات ما مثله أومن .أو أمن، عليه البشر"۔

جملہ اَنبیائے کرام میں سے ہر نبی کو اُس (کے زمانے) کی مثل معجزات عطا کئے گئے جس کے سبب اُس

پر اِیمان لایا گیا یا لوگ اُس پر اِیمان لے آئے۔(صحیح البخاری، 1080 : 2، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم 6846 :، صحیح لمسلم، 86 : 1، کتاب الایمان، رقم 239 :)

اللہ ربّ العزّت نے اپنے اَنبیاء و رُسل میں سے ہر کسی کو معجزات کی خِلعتِ فاخرہ سے نوازا، باطنی معجزات کو اُن کے کردار اور شخصیت کا حصہ بنایا اور ظاہری معجزات کا صدُور اُن کے ہاتھ پر کیا ہر نبی اور رسول کو اپنی دَعوت کے حوالے سے جس سطح کے معاندین اور منکرین کا سامنا تھا اُسی اِعتبار سے اہمیت کے حامل معجزات کا صدُور ہوا زمانے اور علاقے کی آبادی کے اِعتقادی حوالوں اور ذِہنی اِستعداد کے مطابق معمولی اور غیر معمولی معجزات کا ظہور ہوتا رہا اور عقلِ اِنسانی اُنہیں اپنے اِحاطے میں لینے سے عاجز آتی رہی۔

قبول حق اور انسانی فطرت: کشورِ اِیمان و اِیقان تسلیم و رضا کی خوئے دِلنواز سے آباد ہے، لیکن حق وصداقت کو قبول کرنا عقلی اور رُوحانی دونوں حوالوں سے اِنسان کا بنیادی مسئلہ رہا ہے

عقل وشعور کے سارے دائرے اِنسان کے اِسی بنیادی مسئلے کی ماہیّت اور اصلیّت کو سمجھنے کے لئے مصروفِ عمل ہیں تاریخِ اِرتقائے نسلِ اِنسانی اِس اَمر کی شاہد عادل ہے کہ حق وصداقت کو قبول وتسلیم کرنے کے حوالے سے اِنسانی فطرت ہمیشہ دو طریقوں سے مانوس رہی ہے ایک یہ کہ مدّعی حق کی صداقت اور حقّانیت دلائل وبراہین کے ذرِیعہ ثابت ہو جائے اور ذہنِ اِنسانی اُسے دِل وجان سے قبول کر لے دُوسرا یہ کہ دلائل وبراہین کے ساتھ ساتھ عقلی بنیادوں کے علاوہ اِذنِ اِلٰہی سے اللہ کے نبی یا اُس کے رسول کے دستِ اَقدس سے ایسے عجیب اور حیرت انگیز اُمور صادِر ہوں جو عام قوانینِ قدرت کے تابع ہوں اور نہ ظاہری اَسباب وعِلل ہی کے محتاج، حتیٰ کہ اُن کا تعلق اِکتسابِ علم وفن سے بھی نہ ہو عوام وخواص اُن کے مقابلے میں نہ صرف عاجز آ جائیں بلکہ اَسباب وعِلل کے دائرے میں رہتے ہوئے اُن کی تخلیق واِیجاد سے بھی کلیتاً بے بس ہو جائیں۔

پہلے طریق کے ساتھ دُوسرا طریق اِنسانی عقل وفکر اور ہوش وتدبیر کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ داعی حق (نبی یا رسول) کا یہ فعل ہرگز ہرگز اُس کا ذاتی فعل نہیں بلکہ اِس واقعہ کے پس منظر میں اللہ تعالیٰ کی

قدرت کاملہ کارفرما ہے اِس حقیقت کو قرآنِ مجید نے اِن اَلفاظ میں بیان کیا ہے: ”وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـٰكِنَّ اللّٰهَ رَمَى“۔ (الانفال، 17 : 8)

(اے حبیبِ محتشم!) جب آپ نے (اُن پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے ο

فرمایا جا رہا ہے کہ : اے حبیب ! یہ فعل آپ کا نہ تھا بلکہ ہمارا تھا آپ کے دُشمنوں پر خاک آپ نے نہیں ہم نے پھینکی تھی دُوسرے لفظوں میں اللہ معجزے کے ذرِیعے اپنے نبی کا دِفاع بھی کرتا ہے اور اُس کی عظمت کا سِکّہ بھی اِنحراف کرنے اور قبول کرنے والوں کے دِلوں پر بٹھاتا ہے۔

قبولِ حق کے دو گروہ: مذکورہ دونوں طریق کی قبولیّت کے حوالے سے دو گروہ پائے جاتے ہیں پہلا گروہ اُن اَصحابِ علم ودانش پر مشتمل ہے جو اُمور ومسائل پر غور وفکر کرنے اور سوچنے سمجھنے میں اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں اُن کے نزدِیک قبولیّت کا پہلا طریق زیادہ مؤثر اور کارگر ہے، جبکہ دُوسرے طریق کو وہ پہلے کی تائید وتصدیق کی حیثیّت سے قبول کرتے ہیں دعویٰ نبوّت کی صداقت پر عملی دلیل دیکھنے سے اُن کے یقین میں اِضافہ ہوتا ہے اور وہ بلا تامّل دائرۂ اِیمان میں داخل ہو جاتے ہیں دُوسرا گروہ اُن اَربابِ قوّت و اِقتدار اور عام اِنسانوں پر مشتمل ہے جو عجائب سے متاثر ہوتے ہیں محیر العقول واقعات سے اَثر پذیری اُن کے مِزاج کا حصّہ ہوتی ہے ایسے لوگوں کے لئے طریقِ ثانی زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے جب یہ لوگ اللہ کے برگزیدہ نبی اور رسول کے معجزانہ اَفعال کا کھلی آنکھوں سے مُشاہدہ کرتے ہیں اور اُنہیں قوانینِ قدرت اور ظاہری اَسباب وعِلل سے ماوراء دیکھتے ہیں تو وہ یہ یقین کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ نبی یا رسول کے اُس معجزانہ فعل میں اللہ کا اِرادہ ضرور کارفرما ہے یہ اُسی کی قدرتِ کاملہ سے ظہور پذیر ہو رہا ہے جو ہر چیز پر قادِر اور اِس کائناتِ رنگ وبو کا خالق ومالک ہے یوں وہ اُس معجزے کو آیۃ اللہ تصوّر کرتے ہوئے دِل وجان سے قبول کر لیتے ہیں قرآنِ حکیم فرقانِ مجید نے اکثر مقامات پر پہلے طریق ہی کو حجۃ اللہ، برہان اور حکمۃ کے اَلفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

سورۂ اَنعام میں اِسلام کے بنیادی عقائد بیان کرنے کے بعد فرمایا: ”قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ“۔

فرما دیجئے کہ دلیلِ محکم تو اللہ ہی کی ہے۔(الانعام،149 : 6)

ایک دُوسرے مقام پر سیدنا حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے تذکرے میں فرمایا:

”وَتِلْکَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ“(الانعام،83 : 6)

اور یہی ہماری (توحید کی) دلیل تھی جو ہم نے اِبراہیم علیہ السلام کو اپنی (مخالف) قوم کے مقابلہ میں دی تھی۔

نبیوں اور رسولوں کے حوالے سے ایک اور مقام پر اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

”رُسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ“۔
(النساء،165 : 4)

رسول جو خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے تھے (اِس لئے بھیجے گئے) تاکہ (اُن) پیغمبروں (کے آ جانے) کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی عذر باقی نہ رہے۔

سورۂ نساء میں ہی ایک اور مقام پر فرمایا:”يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ“۔
(النساء،174 : 4)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے ربّ کی جانب سے (ذاتِ محمدی ﷺ کی صورت میں ذاتِ حق جلّ مجدہ کی سب سے مضبوط، کامل اور واضح) دلیلِ قاطع آ گئی ہے۔

سورۂ یوسف میں فرمایا:”لَوْلا أَن رَّأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ“۔(یوسف،24 : 12)

اگر اُنہوں نے اپنے ربّ کی روشن دلیل کو نہ دیکھا ہوتا۔

سورۂ نحل میں فرمایا:”ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ“۔(النحل،125 : 16)

(اے رسولِ معظم!) آپ اپنے ربّ کی راہ کی طرف حِکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور اُن سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجئے جو نہایت حسین ہو۔

سورۂ نساء ہی میں ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا:”وَأَنزَلَ اللّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ“۔(النساء،113 : 4)

اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے۔

قرآن کے کائناتی اُسلوب کا ایک منفرد وصف یہ بھی ہے کہ اُس میں گنجلک سے گنجلک مسئلہ بھی کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے تاکہ ذہنِ اِنسانی پر ہر مسئلہ اور مسئلے کا ہر پہلو روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے چنانچہ قرآنِ مجید میں دُوسرے طریقِ دلیل کو اکثر ”آیۃ اللہ“ یا ”آیاتُ اللہ“ اور بعض مقامات پر ”آیاتِ بیّنات“ یا صرف بیّنات کے اَلفاظ سے بیان کیا گیا ہے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کے بارے میں فرمایا:”قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَـذِهِ نَاقَةُ اللّهِ لَكُمْ آيَةً“۔

بیشک تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل آ گئی ہے یہ اللہ کی اُونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔(الاعراف،73 : 7)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذِکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ“۔(بنی اِسرائیل،101 : 17)

اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن نشانیاں دیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کا ذِکر کرتے ہوئے فرمایا:”وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ“O(الانبیاء،91 : 21)

اور ہم نے اُسے اور اُس کے بیٹے (عیسیٰ) کو جہان والوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنا دیاO

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے حوالے سے فرمایا:”إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْهُمْ إِنْ هَـذَا إِلاَّ سِحْرٌ مُّبِينٌ“O(المائدہ،110 : 5)

جب تم اُن کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو اُن میں سے کافروں نے (یہ) کہہ دیا کہ: یہ تو کھلے جادُو کے سوا کچھ نہیںO

سورۂ بقرہ میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:”وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ“۔(البقرہ،253 : 2)

اور ہم نے مریم کے فرزند عیسیٰ (علیہ السلام) کو واضح نشانیاں عطا کیں۔

اِصطلاحِ معجزہ کی حقیقت: محدّثین، مفسّرین اور مفکّرین نے ہر ہر مسئلہ کے ہر ہر پہلو پر علم و حکمت کے موتی بکھیرے ہیں اور کمالِ عرق ریزی سے اُمور و مسائل کی گتھیاں سُلجھانے کی سعی کی ہے اَربابِ علم و دانش نے اپنے محدود پیرائے میں معجزہ کے بارے میں بھی علمی، فکری اور اِعتقادی سطح پر حرفِ حق کی تلاش کا سفر جاری رکھا ہے اور تحقیق و جستجو کے محاذ پر دادِ شجاعت دی ہے اس ضمن میں بعض اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ معجزہ کا لفظ اللہ ربّ العزّت نے قرآنِ مجید میں کسی ایک مقام پر بھی اِستعمال نہیں کیا اِس لئے وہ اِحتیاطاً معجزات کے بیان اور اُن کے اِثبات کے لئے قرآنی لفظ آیات کا اِستعمال کرتے ہیں یہ اِستعمال یقیناً دُرست ہے لیکن قرآن کا اُسلوب ہمارے پیشِ نظر رہنا چاہیئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ قرآن اِصطلاحات اور مخصوص اَلفاظ کو بیان نہیں کرتا بلکہ وہ فقط نفسِ مضمون دیتا ہے اور ایمانیات کے بنیادی تصوّرات سے بحث کرتا ہے بعد اَزاں اہلِ علم اُسے اِصطلاحی زبان دے کر ترسیلِ مفہوم کی سعی کرتے ہیں یہی حال تصوّف کا بھی ہے قرآنِ مجید میں تصوف کے لئے لفظ تزکیہ اور حدیث میں اِحسان کا لفظ آیا ہے مگر جب وہ باقاعدہ علم بنا تو اُسے تصوّف کا نام دیا گیا اِسی طرح دیگر اِصطلاحاتِ علوم تشکیل پذیر ہوئیں اِس میں کوئی شک نہیں کہ لفظِ آیات میں لفظِ معجزہ کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لفظِ آیات میں عمومیت ہے جبکہ لفظِ معجزہ میں خصوصیّت ہے لفظِ معجزہ اصل فعل کے صدُور اور وُقوع کی کیفیّت کو بھی بیان کرتا ہے اِنسان کی ساری ظاہری اور باطنی صلاحیتیں اور قوّتیں معجزہ کے صدُور پر عاجز رہ جاتی ہیں۔

اللہ ربّ العزّت نے قرآن مجید میں اِس فعل کو فقط آیات سے تعبیر نہیں کیا بلکہ متعدّد دُوسرے الفاظ کے ذریعہ بھی اُس کے بنیادی تصوّر کو واضح کیا ہے۔

لفظِ آیت کا مفہوم: لفظِ آیت کا معنی عموماً نشانی (علامت) لیا جاتا ہے، تاہم یہ لفظ تین معنوں میں اِستعمال ہوتا ہے:

1۔ آیت بمعنیٰ قرآن کا جملہ: خدائے بزرگ و برتر نے کفّار و مُشرکین کو کھلا چیلنج دیتے ہوئے

فرمایا: "قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" O (یونس،38 : 10)

آپ فرما دیجئے: پھر تم اُس کی مثل کوئی (ایک) سورت لے آؤ اور (اپنی مدد کے لئے) اللہ کے سِوا جنہیں تم بُلا سکتے ہو بُلا لو، اگر تم سچے ہو O

قرآن کے مُنفرد اُسلوب اور غیر متزلزل اِعتماد کی نظیر ممکن ہی نہیں کفّار و مُشرکین اور اُن کے حواریوں کو قرآن کا کھلا چیلنج ہے کہ وہ کوئی ایک سورت یا آیت یا جملہ ہی بنا کر لائیں قرآن بذاتِ خود حضور ختمی المرتبت ﷺ کا ایک دائمی معجزہ ہے اور کسی معجزہ کی مِثال پیش کرنے سے عقلِ اِنسانی عاجز رہتی ہے۔

2۔ آیت بمعنیٰ واضح نشانی: قرآن میں آیت کا لفظ واضح نشانی کے معنوں میں بھی اِستعمال ہوا ہے امام راغب اِصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے المفردات میں لکھا ہے: "هی العلامة الظاهرة و حقیقته لکل شیء ظاهر هو ملازم لشیء لا یظهر ظهوره"۔ (المفردات بذیل آی 101 :)

اِس کے معنی علامتِ ظاہرہ یعنی واضح علامت کے ہیں دراصل آیۃ ہر اُس ظاہر شئے کو کہتے ہیں جو دُوسری ایسی شئے کو لازِم ہو جو اُس کی طرح ظاہر نہ ہو۔

اِس معنی کے لحاظ سے اللہ ربّ العزّت نے اِنسان کو مطالعۂ اَنفس و آفاق کی طرف قرآنِ حکیم میں یوں مخاطب کیا ہے: "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ"۔

ہم عنقریب اُنہیں دنیا میں اور خود اُن کی ذات میں اپنی (قدرت و حکمت کی) نشانیاں دِکھائیں گے یہاں تک کہ اُن پر کھل جائیگا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔ (السجدہ،53 : 41)

3۔ آیت بمعنیٰ خارقِ عادت: آیت کا لفظ قرآنِ حکیم میں خارقِ عادت کے معنوں میں بھی اِستعمال ہوا ہے خارقِ عادت اَیسے خِلافِ معمول اَفعال و واقعات کو کہتے ہیں جو عادتِ جاریہ کے برعکس ہوں اور اَسباب و عِلل کے اِحاطہ و اِدراک میں نہ آ سکیں جیسا کہ اِرشادِ ربّانی ہے:

"وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ"۔ (البقرہ،118 : 2)

اور جو لوگ علم نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ: اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں فرماتا یا ہمارے پاس (براہِ

راست) کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟

گویا ہمیں ایسے واقعات کیوں نہیں دِکھائے جاتے جو ہماری عقل کو عاجز کر دیں اور ہم اُنہیں دیکھ کر دائرۂ اِیمان میں داخل ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے براہِ راست اُن سے گفتگو کرنے کو یہ اللہ کی نشانیوں یعنی معجزات میں شمار کرتے آیتِ مذکورہ میں اللہ کے نبی سے معجزہ طلب کیا جا رہا ہے باری تعالیٰ سے ہمکلامی خارقِ عادت بات ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ"۔ (المومن، 78 : 40)

اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ کوئی نشانی (کوئی آیت، کوئی معجزہ) اللہ کے حکم کے بغیر لے آئے۔

قرآنی اسلوب کی مزید مثالیں: خارقِ عادت واقعات کے لئے کلامِ مجید میں لفظِ آیت کے علاوہ تین اَلفاظ اور بھی مذکور ہیں:

1. "مُبْصِرَةٌ": یہ لفظ بھی قرآن میں معجزہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی اَیسی بیّن و واضح نشانی جو بذاتِ خود اِس طرح ظاہر ہو کہ اُس کے دیکھنے سے دیکھنے والے کی آنکھیں کھل جائیں اور اُس پر حقیقت اپنے تمام تر پہلوؤں کے ساتھ واضح اور روشن ہو جائے تشکیک و شبہات کا غبار چھٹ جائے اور کسی قسم کا اِبہام باقی نہ رہے: "وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً"۔ (بنی اسرائیل، 59 : 17)

اور ہم نے قومِ ثمود کو (صالح علیہ السلام کی) اُونٹنی (کی) کھلی نشانی دِی تھی۔

قومِ ثمود کی فرمائش پر اُونٹنی کا ظہور ایک معجزہ تھا وہ ایک ایسی اُونٹنی تھی جو اللہ ربّ العزت کی قدرتِ کاملہ کی آئینہ دار تھی۔

2. "بَيِّنَةٌ": دُوسرا لفظ جو قرآن میں معجزہ کے مفہوم کی وضاحت کے لئے استعمال ہوا ہے "بَيِّنَةٌ" ہے " بینة " اَیسی کھلی دلیل کو کہتے ہیں جو فریقِ مخالف کو اِنکار کی صورت میں حجت و ثبوت کے طور پر پیش کی جائے اِس لحاظ سے اِس کا اِطلاق معجزہ پر بھی ہوتا ہے جب اِس لفظ کے ساتھ آیت کا لفظ

بھی آ جائے تو اِس کے معنی کی مزید تائید بھی ہوتی ہے اور اِس مفہوم کو تقویت بھی عطا ہوتی ہے:

"قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَـٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً"۔ (الاعراف، 73 : 7)

بیشک تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک رَوشن دلیل آ گئی ہے یہ اللہ کی اُونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ"۔ (الاسراء، 101 : 17)

اور بیشک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو روشن نشانیاں دیں۔

مذکورہ بالا دونوں آیاتِ کریمہ میں " بینة " اور " آیة " کے اَلفاظ تقدیم و تاخیر کے ساتھ اِستعمال ہوئے ہیں دونوں اَلفاظ معجزہ کے مفہوم کو واضح کر رہے ہیں " بینة " اور " آیة " کے الفاظ سے معجزہ کے علاوہ کوئی دُوسرا مفہوم اَخذ نہیں کیا جا سکتا۔

3. "بُرْهَانٌ": قرآنِ حکیم میں معجزہ کے لئے اِستعمال ہونے والا تیسرا لفظ بُرھان ہے برھان ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو فریقِ مخالف کے تمام دلائل سے زیادہ وزنی اور ان پر حاوی ہو اور کسی تنازعہ کا فیصلہ کر دینے والی ہو:

"اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ"O

اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر ڈالو (اور پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بیماری وغیرہ) کے سفید (روشن ہو کر) نکل آئے گا اور خوف (کو دُور کرنے) کے لئے اپنے بازو اپنے پہلو سے ملا لیا کرو۔

(القصص، 32 : 28)

پس یہ دو دلیلیں (یعنی دو معجزے) تمہارے ربّ کی طرف سے فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف ہیں بیشک وہ بڑے نافرمان لوگ ہیںO

یہاں قرآنِ حکیم میں معجزہ کے لئے لفظ برھان اِستعمال ہوا ہے یعنی ایسی دلیل جس کے سامنے کوئی دلیل کام نہ آ سکے یہ ایسی برھانِ قاطعہ تھی جس کے سامنے بنی اِسرائیل کے سارے جادُوگروں کا نشہ

ہرن ہوگیا اُن کے طلسم کا حِصار ٹوٹ گیا، اُن کا فنِ جادوگری ناکام ولاجواب ہوگیا اور اُن کی جملہ قوّتیں بے بسی کی تصویر بن کر رہ گئیں۔

معجزہ پیغمبرانہ جلال کا آئینہ دار ہوتا ہے: بلاشبہ باری تعالیٰ نے ہر دَور میں اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو آیات و معجزات سے نوازا کیونکہ اللہ ربّ العزّت کو اپنے اُن مقرّب نبیوں اور رسولوں کی عظمت کا اظہار مقصود تھا کہ لوگ اُنہیں احترام اور تقدس کی نگاہ سے دیکھیں ساری کائناتِ انسانی ہر دَور میں معجزاتِ انبیاء علیہم السلام کے سامنے بے بسی اور عاجزی کی تصویر بنی رہی اللہ کے نبیوں اور رسولوں کو اگرچہ ابتلاء وآزمائش کے اَن گنت مراحل سے گزرنا پڑا، اعلانِ حق پر باطل اپنے تمام تر مادّی وسائل کے ساتھ حرکت میں آتا اور روشنی کی راہ میں دِیوار بننے کی کوشش کرتا رہا، ذہنوں میں فتنے پرورش پاتے رہے، سازشیں تیار ہوتی رہیں، اکثر وبیشتر اُن مقرّبانِ خدا کو مرحلۂ ہجرت سے بھی گزرنا پڑا، تاہم اُن کے منصبِ رسالت ونبوّت کے گرد جلال وجمال کا ہالہ پوری آب وتاب کے ساتھ روشن رہا اور کفر اپنی تمام تر مخالفتوں اور چیرہ دستیوں کے باوجود اُن پیکرانِ وفا کو جھٹلانے میں کامیاب نہ ہوسکا کفار ومشرکین پیغمبرانہ جلال اور معجزات کے ظہور کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں عقل وخرد ہر دَور میں متعجب وحیران ہوئی، کبھی تسلیم کرنے کے لئے آگے بڑھی اور کبھی اِنکار پر اُتر آئی، کبھی زبانیں تعصّب کے زہر سے آلودہ ہو کر سحر سحر کا راگ الاپنے لگیں اور کبھی غرور وتکبر اور گھمنڈ قبولِ حق کی راہ میں آن کھڑا ہوا دِل اقرار اور زبانیں انکار کرتی رہیں چونکہ معجزہ ایک اَبدی حقیقت ہے اِس لئے قبولِ حق سے اِنکار کے باوجود اُسے دِل سے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت چونکہ تمام عالم کے لیے ہے اور قیامت تک کے لیے ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جملہ اقسام عالم سے معجزات عطائے فرمائے تاکہ عالم کی ہر چیز آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دے اور تمام انبیاء ومرسلین پر آپ ﷺ کی برتری واضح ہوجائے کہ آپ ﷺ کے تنہا معجزات کل انبیاء کے معجزات سے زیادہ ہیں، آپ ﷺ کی صورت اور آپ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کی رفتار وگفتار، آپ ﷺ کا کردار ہر چیز آپ ﷺ کی معجزہ اور آپ کی صداقت کا نشان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے بیشمار معجزات کا ظہور فرمایا، کائنات میں جتنے عالم پائے جاتے ہیں ہر عالم کا معجزہ آپ ﷺ سے ظاہر ہوا، جیسے،

(1) عالم معانی: قرآن مجید کا نزول اور اس کی حفاظت، حدیث رسول ﷺ آپ کی ہر ادا اور کیفیت باوثوق ذرائع سے مکمل محفوظ۔

(2) عالم ملائکہ: فرشتوں کا نازل ہونا، مختلف جنگوں میں شرکت کرنا۔

(3) عالم جنات: جنات کا حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کرنا، بتوں کے پیٹ سے رسالت کی گواہی کی آواز آنا۔

(4) عالم انسانیت: بیماروں کی شفاء، خلافت وملوکیت، اہل بیت، صحابہ، غزوات، ائمہ مجتہدین، مدعی مذاہب، علامات قیامت اور مختلف واقعات سے متعلق آپ کی پیشن گوئیوں کا من وعن صادق آنا۔

(5) عالم علوی: واقعہ معراج، آسمان، چاند، سورج، ستارے۔

(6) عالم بساط: زمین، پانی، آگ، ہوا۔

(7) عالم جمادات: پہاڑوں کا ہلنا، کنکریوں کا کلمہ پڑھنا۔

(8) عالم نباتات: درختوں کا گواہی دینا، آپ ﷺ کے لیے سایہ کرنا۔

(9) عالم حیوانات: اونٹ، بکری، ہرن ودیگر جانوروں سے متعلق کئی معجزات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو معجزات عطا فرمائے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔

(1) عقلی۔(2) حسی۔

عقلی وہ ہیں جن کے سمجھنے میں عقل درکار ہوتی ہے اور اس قسم کے معجزات کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو دانشمند اور فہیم ہوتے ہیں اور معجزات حسیہ وہ خارق عادت امور ہیں جن کا ادراک حواس سے ہوتا ہے ایسے معجزات کے طلب گار اکثر وہی لوگ ہوتے ہیں جو عقلی اصول سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، چند عقلی معجزے ملاحظہ فرمائیے:

پہلا عقلی معجزہ۔آپ کی سیرت وصورت: جو شخص آپ ﷺ کی سیرت وصورت کا مشاہدہ کرتا وہ آسانی کے ساتھ اس بات کا یقین کر لیتا کہ جس ذات بابرکت میں ایسے اخلاق اور اعمال اور ایسے کمالات علمیہ وعملیہ جمع ہوں جو نہ کسی نے دیکھے ہوں اور نہ کسی نے سنے ہوں وہ ذات بلاشبہ اللہ رب العزت کی منتخب کردہ شخصیت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم میں ایک ممتاز صورت اور سیرت پر پیدا کیا، ایسے کمالات کو محنت، مجاہدہ اور ریاضت کے ذریعہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔

دوسرا عقلی معجزہ: آپ ﷺ کے حالات زندگی بھی نبوت کی دلیل ہیں جن میں غور کرنے سے فوراً آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کا یقین حاصل ہو جاتا ہے، آپ ﷺ یتیم تھے اور ظاہری طور پر نہ آپ ﷺ کے پاس کوئی قوت تھی جس کے ذریعہ لوگوں سے اپنی بات منواتے، نہ صاحب مال وجاہ تھے کہ اس سے قریش کو فریفتہ کرتے، نہ آپ ﷺ کسی سلطنت وریاست کے مالک اور وارث تھے کہ لوگ روزی اور حصول جاہ کے لیے آپ ﷺ کے پیچھے چلتے، آپ ﷺ نے توحید کی دعوت دی، سارے لوگ مخالف ہو گئے اور آپ ﷺ کی جان کے دشمن بن گئے، پھر لوگ آپ ﷺ پر ایسے فدا ہوئے کہ اپنا جان ومال سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے:

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا — دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی ہو گئے — کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

تیسرا عقلی معجزہ: گزشتہ کتابوں میں آپ ﷺ کی نبوت کی خبر موجود تھی جس کا آپ ﷺ نے اعلان فرمایا اور بہت سے اہل کتاب ایمان لے آئے۔

چوتھا عقلی معجزہ: جتنے مذاہب اس وقت دنیا میں موجود تھے ہر مذہب طرح طرح کی گمراہیوں اور گناہوں میں برباد ہو چکا تھا، آپ ﷺ دین حق لے کر آئے اور تمام باطل مذاہب اور ادیان کا رد فرمایا، کہنے کو ظاہرا "امی" ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے ہر باطل نظریہ کی تردید فرمائی یہودی اور عیسائی اپنی کتابوں میں تحریف کر چکے تھے، بت پرستی، دہریت اور صائبین کے اپنے اپنے گمراہ خیالات تھے آپ ﷺ نے سب کی تردید فرمائی اور اعتدال اور حق کا راستہ بتایا۔

پانچواں عقلی معجزہ: آپ ﷺ غیب کی خبریں اس طرح بتایا کرتے تھے کہ اس میں ذرہ برابر غلطی نہیں ہوتی تھی، انبیائے سابقین اور امم سابقہ کے واقعات اس طرح بیان کرتے تھے گویا کہ آپ ﷺ اس وقت وہاں موجود تھے اس طرح کی پیشن گوئیاں صاحب وحی کے علاوہ کوئی اور نہیں بتا سکتا۔

چھٹا عقلی معجزہ: آپ ﷺ کا مستجاب الدعوات ہونا ہے آپ ﷺ کے نبی برحق ہونے کی صریح دلیل ہے کہ آپ ﷺ جو دعا کرتے وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتی، آپ ﷺ نے جس کے لیے جو دعا کی وہ قبول ہو گئی۔

ساتواں عقلی معجزہ: قرآن کریم۔

قرآن کریم حضور اکرم ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے اس لیے یہاں پر پہلے قرآن کریم کے اعجاز سے متعلق چند باتیں ذکر کی جائیں گی اس کے بعد قرآنی پیشن گوئیاں بیان کی جائیں گی اس کے بعد زبان رسالت کی پیشن گوئیاں نقل کی جائیں گی پھر آپ ﷺ سے متعلق معجزات کی تفصیل پیش کی جائے گی۔

قرآن پاک رسول اللہ ﷺ کا معجزہ: آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے جو علمی معجزہ ہے اور تمام انبیاء کے معجزات سے بڑھا ہوا ہے سب مانتے ہیں کہ علم کو عمل پر شرف ہے یہی وجہ ہے ہر فن میں استادوں کی تعظیم کی جاتی ہے۔

قرآن کریم آنحضرت ﷺ کا علمی معجزہ ہے اور آپ ﷺ کے معجزات میں عمدہ ترین معجزہ ہے ایسا معجزہ

اور کسی پیغمبر کو عنایت نہیں ہوا سب انبیاء اور مرسلین کے معجزہ ایک خاص وقت میں ظاہر ہوئے اور ختم ہو گئے اور معجزہ قرآن ایسا معجزہ ہے جو کبھی زوال پذیر نہیں ہوتا ابتدائے نزول سے لیکر آج تک اسی طرح بلا تغیر وتبدل باقی اور محفوظ ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح باقی رہیگا جس طرح آپ ﷺ پر نازل ہوا تھا، قرآن کریم کو زندہ جاوید معجزہ کہنے کی چند وجوہات یہاں ذکر کی جارہی ہیں:

(1) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا چرچا تھا، اللہ نے ان کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ عطا فرمایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مریضوں کی شفاء اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا، آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اہل عرب اپنے آپ کو سب سے زیادہ فصیح اور ساری دنیا کو گونگے سمجھتے تھے اس لیے ان کی فصاحت سے زیادہ فصیح الفاظ میں اللہ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور ساری دنیا کو بالخصوص اہل عرب کو رہتی دنیا تک چیلنج کیا گیا کہ اس جیسا کلام بنا کر بتاؤ چاہے اس کے لیے تم جس کی مدد لینا چاہتے ہو لے لو، فصیح وبلیغ شعراء، انسان اور جنات اور ان کے معبودان باطل جن کی چاہے مدد لو لیکن اس جیسا کلام تم نہیں لاسکتے "قاضی عیاض شفاء میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں باعتبار بلاغت سات ہزار سے زیادہ معجزے ہیں"۔

(2) قرآن کریم کے اعجاز کی دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن علوم ہدایت کا جامع ہے جو شخص قرآن کریم کے علوم کا تحقیقی مطالعہ کریگا اس کو اس کتاب میں عقائد واعمال، تہذیب، اخلاق، معاشرت ومعاملات، حکومت وسیاست، روحانی ترقی، تزکیہ نفس، عدل وانصاف، قرب الی اللہ کے تمام قواعد اور سامان نظر آئیں گے، جس کو دیکھ کر بے اختیار اس کا دل اور اس کی زبان گواہی دیں گے کہ بلاشبہ یہ اللہ کا کلام ہے، ایسے علوم ومعارف کا خزانہ تو سارے عالم کے حکماء مل کر بھی نہیں پیش کرسکتے، ایک امی کی جانب سے ایسی جامع کتاب دنیا کے سامنے پیش کی گئی جو دنیا وآخرت دونوں کی درستگی اور کامیابی کے لیے مکمل ہدایت نامہ ہے، جو حقوق اللہ اور حقوق العباد وحقوق نفس کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے، عالم کے تمام مذاہب باطلہ کا دلیل کے ساتھ رد کرتی ہے اور کسی مذہب کے عالم میں یہ قدرت نہیں ہے

کہ وہ ان دلائل قرآنی کا جواب دے سکے یہ سب چیزیں اس بات کی کھلی دلیل ہیں کہ یہ قرآن اللہ کا نازل کردہ کلام ہے۔

(3) قرآن کریم انبیاء سابقین کے واقعات بیان کرتا ہے اور گذری ہوئی قوموں کے عروج وزوال کی حقیقت واضح کرتا ہے دیگر مذاہب کے ماننے والے ان واقعات کو سن کر اس کی تصدیق کرتے ہیں اسی طرح آئندہ پیش آنے والے واقعات کو قرآن کریم بیان کرتا ہے اور اسی بیان کے مطابق واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں جیسے ابتدائے اسلام میں رومیوں کی فتح کی خبر دی گئی، جنگ بدر میں مشرکین کے شکست کی خبر، اسلام کے ظہور اور غلبہ کی خبر دی گئی، اس طرح کئی واقعات کی خبریں دی گئیں جس پر مفصل کتابیں اعجاز القرآن کے نام سے تحریر کی گئیں ہیں تحقیقی مطالعہ کے لیے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

قرآنی پیشن گوئیاں

فتح خیبر کی پیشن گوئی: قرآن کریم میں جہاں بہت سی پیش گوئیاں ہیں ان میں سے ایک مشہور پیش گوئی وہ ہے جو صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں سورہ فتح میں ذکر فرمائی ہے، اور ان تمام مسلمانوں کو جو حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرر ہے تھے ان سے اپنی رضامندی کا اعلان کیا اور فرمایا :وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا، وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا. (فتح)۔

روحانی برکتوں کے علاوہ ہم نے انکو ایک فتح کی خبر دی جو بہت نزدیک ان کو ملنے والی ہے اور مال غنیمت کی کثرت اور اس کے حصول کی بھی ان کو خبر دی۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی نے ان مسلمانوں کی ہمت افزائی فرمائی ان کو اپنی رضامندی عطا فرمائی اور ان کے دلوں کے خلوص کو ظاہر کر دیا اور ان پر سکینہ یعنی روحانی تسکین نازل فرمائی اور مکہ معظّمہ سے بغیر عمرہ کیے واپس جانے پر ان کو بدلے میں ایک فتح قریب اور کثیر مال غنیمت سے ان کو مالا مال فرمایا بہر حال جو اطلاع دی تھی وہ پوری ہوئی چنانچہ اللہ تعالی نے تھوڑے ہی دنوں بعد خیبر کو فتح کیا اور اس کے ساتوں قلعے قبضے میں آئے بہت سے باغات بھی بطور فئے حاصل ہوئے جن کی تفصیل کتب سیر میں موجود ہے۔

صلح حدیبیہ کے بعد: نبی کریم ﷺ نے اپنا ایک خواب صحابۂ کرام کو بتایا کہ ہم لوگ عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ میں داخل ہوں گے اور ارکان عمرہ بجالائیں گے چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس خواب کو سن کر مکہ معظّمہ چلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اور حضور ﷺ کے ہمراہ تشریف لے گئے وہاں جا کر معاندین کی مزاحمت کی اور آپ ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور کفار مکہ سے گفتگو ہوئی سورۂ فتح میں اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کے خواب کی توثیق کی اور فرمایا یہ خواب آئندہ سال کے متعلق ہے اس سال یہ پورا ہونے والا نہ تھا بلکہ اس کی تعبیر آئندہ سال پوری ہونے والی ہے چنانچہ یہ خواب والی پیشن گوئی آئندہ سال پوری ہوئی اور صحابہ کرام نہایت اطمینان کے ساتھ ارکان عمرہ بجالائے اور

عمرے سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ بخیریت تمام واپس ہوئے اور یہ پیشن گوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی سورۂ فتح کی آخری رکوع میں اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

روم اور فارس کے فتح کرنے کی پیشن گوئی: آئندہ کی فتوحات کے سلسلہ میں ایک اور پیشن گوئی سورہ فتح میں مذکور ہے :وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا. (فتح)۔

اس فتح کی خبر کے علاوہ اللہ تعالی نے ان غنائم کو اپنے احاطہ علمی میں لے رکھا ہے اور ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔

یعنی بظاہر تمہاری قدرت میں نہیں کہ تم ان پر قبضہ کر سکو مگر وہ اللہ کے علم و قدرت میں ہیں اور اس کی تائید سے وہ غنیمتیں تم کو حاصل ہوں گی۔

جمہور مفسرین نے اس پیشن گوئی سے مراد فارس اور روم کے غنائم کیے ہیں اور یہ واقعہ بھی ہے کہ شاہان فارس اور روم کے مقابلہ میں مسلمانوں کا کوئی شمار نہ تھا یہ قومیں بڑی طاقت اور بکثرت ساز و سامان سے بھرپور تھیں چنانچہ قرآن نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور مسلمانوں کو بیشمار غنائم ہاتھ لگے۔

مرتدین کی سرکوبی: قرآنی پیشن گوئیوں میں ایک پیشن گوئی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد کچھ مسلمان دین چھوڑ کر مرتد ہو جائیں گے پھر اللہ تعالی ان مرتدین کا استیصال ایسے مسلمانوں کے ہاتھ سے کرائے گا جو اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالی ان کو دوست رکھتا ہے مسلمانوں کے روبرو تواضع کرنے والے ہیں اور منکرین کے مقابلہ میں خوددار اور منکروں کو دبانے اور مغلوب کرنے والے ہیں اور بغیر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کے خوف کے اپنی سعی اور کوشش اور جہاد فی سبیل اللہ کو جاری رکھتے ہیں چنانچہ قرآن کی اس پیشن گوئی کے مطابق واقعہ پیش آیا اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے اور کچھ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہو گئے جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا اس وقت اخیار صحابہ نے جو صفات مذکورہ سے متصف تھے اس ارتداد کو اللہ تعالی کے فضل سے رفع کیا اور اس شبہ کو مٹایا مرتدین کو ہزیمت ہوئی اور مسیلمہ کذاب وحشی کے ہاتوں سے

مارا گیا اور مقتول ہوا اور حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں یہ فتنہ فرو ہوا اور مسلمانوں کے ایک لشکر کو حضرت خالد کی سرکردگی میں ان تمام مرتدین اور منکرین پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی چنانچہ پارہ چھ میں ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ. (المائدہ)

اے یمان والو ! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دیگا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے، جو مؤمنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

اہل فارس: من جملہ اور پیش گوئیاں کی طرح قرآن کی یہ پیشن گوئی بھی مشہور ہے جو روم اور فارس کی جنگ کے سلسلہ میں فرمائی ہے واقعہ اس طرح ہے کہ رومیوں کی اہل فارس سے جنگ ہوئی تھی اس لڑائی میں اہل فارس کو غلبہ ہوا اور کچھ علاقہ اہل روم کے اہل فارس نے دبا لیے اس خبر سے کفار مکہ نے خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگے جس طرح اہل فارس جو مشرک ہیں اہل کتاب پر غالب ہوں گے اہل فارس اور اہل روم اس وقت کی دوزبردست اور ترقی یافتہ حکومتیں تھیں اہل کتاب چونکہ آسمانی کتاب کا نام لیتے تھے اس لیے مسلمانوں کو ان سے دلچسپی تھی اور کفار مکہ کو بوجہ کفر کے اہل فارس سے محبت تھی اس لیے فطرتاً مسلمانوں کو اس شکست سے رنج ہوا اور کفار مکہ اہل فارس کی فتح پر بہت خوش ہوئے اور اپنے لیے نیک فال لینے لگے اللہ تعالی نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی: الم ، غُلِبَتِ الرُّومُ، فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ، فِي بِضْعِ سِنِينَ. (روم)۔

روم مغلوب ہوئے نزدیک کے ملک اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند ہی سال میں۔

قرآن نے یہ بات ظاہر کی کہ اہل فارس کی یہ فتح عارضی ہے کچھ دنوں کے بعد نو سال کے اندر اس کا الٹا اور اس کا عکس ہوگا اور آج کے مغلوب اس دن غالب آجائیں گے اور یہ بھی فرمایا کے اس دن اللہ تعالی

کی مدد سے مسلمان خوش ہو رہے ہوں گے چنانچہ یہ پیشن گوئی پوری ہوئی اور جس دن مسلمان جنگ بدر میں فتح یاب ہوئے اسی دن نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ رومیوں نے اہل فارس پر فتح پائی اور مسلمان بہت مسرور ہوئے ایک طرف جنگ بدر میں جو فتح نصیب ہوئی اس کی خوشی دوسری خوشی اس خبر سے حاصل ہوئی کہ رومیوں کو فتح حاصل ہوئی فارس پر اور رومیوں نے اپنے علاقے واپس لے لیے اور قرآن کریم کی پیشن گوئی پوری ہوئی۔

یہودیوں سے متعلق: قرآن کی پیشن گوئیوں میں ایک پیشن گوئی یہ ہے کہ جو قرآن نے یہود کے بارے میں بیان فرمائی کہ یہ کبھی موت کی تمنا اور خواہش نہیں کریں گے واقعہ یوں ہے کہ یہود اس بات کے مدعی تھے کہ سوائے ہمارے اور کوئی شخص قیامت میں قرب خداوندی کا مستحق نہ ہوگا اور دار آخرت کی تمام خوبیاں اور بھلائیاں صرف ہمارے لیے ہوں گی قرآن نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا اگر تمہارے زعم باطل میں یہ بات ہے کہ دار آخرت میں فائدہ اٹھانے والے صرف تم ہی تم ہو تو پھر تم دنیا میں رہنا کیوں پسند کرتے ہو اور اللہ تعالی سے موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تم کو دنیا سے آخرت میں منتقل کر دے تاکہ تم ان فوائد سے مستفید ہو اور دنیا کی الجھنوں سے رہائی حاصل کر لو اور یہود کی طبائع اور ان کے دل کی خباثت سے اللہ تعالی واقف تھا اس نے اپنی کتاب میں یہ پیشن گوئی بھی فرمادی: وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ. (جمعہ)

یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے، اس سبب سے جو کمائی ان کے ہاتھ کر چکے ہیں۔

اور یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت میں ان کے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی، یہود نے موت کی تمنا نہیں کی اور آج تک بھی موت طلب کرنے کو آمادہ نہیں۔

اقتدار سے متعلق: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ

فَأُولَئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ. (النور)

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا، اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا، (بس) وہ میری عبادت کریں میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ نافرمان ہوں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں سے لوگ خلافت راشدہ کے مستحق ہوئے اور یہ سلسلہ خلافت راشدہ کے بعد بھی چلتا رہا تا آنکہ لوگ عیش پرستی میں مبتلا ہو گئے اور حکومت کو بجائے خدمت کے اپنا حق اور اپنی ملک سمجھنے لگے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح زمین پر پھیلے تھے بالآخر سمٹنے شروع ہو گئے اور ضعف بڑھتا گیا اور آج دنیا میں کہیں بھی صحیح معنوں میں اقتدار باقی نہ رہا، جو کبھی اقتدار تقسیم کیا کرتے تھے وہ آج خود اقتدار سے محروم اور دوسروں کے دست نگر ہیں بہر حال پیشن گوئی پوری ہو چکی۔

دین حق: هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَی وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّه. (فتح)

حضرت حق جل مجدہ کی وہ شان ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اس دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔

دین حق کا غلبہ حکومت کے اعتبار سے پورا ہو چکا ہے اور دین حق کا غلبہ ادیانِ باطلہ کے مقابلہ میں یہ بھی پورا ہو۔

مشرکین مکہ: سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّونَ الدُّبُرَ. (قمر)۔

قریب ہے کہ اہل مکہ شکست پائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

میدان بدر میں یہ پیشن گوئی پوری ہوئی اور تقریباً نو سو ساٹھ اہل باطل تین سو تیرہ مسلمانوں سے شکست

کھا کر بری طرح بدحواس ہو کر بھاگے۔

سخت جنگجو قوم: قُلْ لِلْمُخَلَّفِینَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَی قَوْمٍ أُولِی بَأْسٍ شَدِیدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ یُسْلِمُونَ ، فَإِنْ تُطِیعُوا یُؤْتِکُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا، وَإِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا أَلِیمًا. (فتح)۔

اے پیغمبر ! آپ ان اعراب اور اہل دیہات سے جو حدیبیہ میں شریک نہیں ہو سکے، فرما دیجیے کہ تھوڑے دنوں کے بعد تم کو ایک سخت جنگ جو قوم سے لڑنے کی دعوت دی جائے گی اس سخت قوم سے تم جنگ کرو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے اور اسلام قبول کر لیں گے پھر اس موقع پر تم نے اگر دعوت جہاد قبول کر لی اور اس جنگ جو قوم سے لڑنے کو نکل آئے تو اللہ تعالیٰ تم کو بہترین اجر عنایت فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی جیسا کے پہلے روگردانی کر چکے ہو تو تم کو بڑا دردناک عذاب دے گا۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں ان لوگوں کی مسیلمہ کذاب اور اس کے ہمراہی مرتدین سے اور فارس وروم وغیرہ سے جنگ ہوئی اور اعراب کو دعوت دی گئی اور قرآن نے جو پیشن گوئی کی تھی وہ لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

اللہ آپ ﷺ کا محافظ ہے: یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِینَ. (مائدہ)

آپ ﷺ کے پروردگار کی جانب سے جو احکام آپ ﷺ پر نازل کیے جاتے ہیں آپ ان احکام کی تبلیغ کرتے رہیں اور مخالفین ومعاندین کا اندیشہ نہ کریں اور کسی دشمن کا خوف دل میں نہ لائیں، اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرنے والا اور آپ کو بچانے والا ہے۔

اس آیت کے نزول سے قبل آپ ﷺ اپنے خدام میں سے بعض حضرات کو بطور پہرہ دار اور محافظ کے مقرر فرمایا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے جملہ محافظین کو رخصت فرما دیا یہ پیشن

کوئی پوری ہوئی اور باوجود صدہا منکرین ومعاندین کے اللہ تعالی نے ہمیشہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا اور بڑے بڑے خطرات کے مواقع پر آپ ﷺ کی مدد فرمائی اور دشمنوں کے تمام مکر وفریب پامال کر دیے گئے اور کوئی دشمن یا دشمن کی کوئی جماعت آپ ﷺ پر قابو نہیں پاسکی ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور آپ ﷺ نے اپنی تلوار درخت میں لٹکا رکھی تھی چنانچہ ایک شخص نے دبے پاؤں آ کر تلوار اتار لی اور تلوار ہاتھ میں لے کر حضور ﷺ کو آواز دی اور کہا اے محمد ﷺ اب میرے ہاتھ سے تجھ کو کون بچائیگا آپ ﷺ نے آنکھ کھول کر فرمایا: اللہ تعالی بچائیگا ،اللہ تعالی کا نام سن کر اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی آپ ﷺ اپنی خوابگاہ سے اٹھے تلوار اٹھائی اور اس سے دریافت کیا :اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا، اس نے معذرت کی اور آپ ﷺ سے معافی طلب کی آپ ﷺ نے معاف کر دیا، آپ ﷺ کی اس عنایت سے اس پر یہ اثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم میں جا کر کہا میں نے محمد ﷺ سے بہتر کوئی آدمی نہیں پایا بہر حال حفاظت کی پیشن گوئی اسی طرح ہر موقع پر پوری ہوئی۔

یہودیوں کی حقیقت: لَنۡ یَضُرُّوۡکُمۡ اِلَّاۤ اَذًی ؕ وَ اِنۡ یُّقَاتِلُوۡکُمۡ یُوَلُّوۡکُمُ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا یُنۡصَرُوۡنَ. (ال عمران)۔

وہ تھوڑا بہت ستانے کے سوا تمہیں کوئی بڑا نقصان ہرگز نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے بھی تو پیٹھ دکھا جائیں گے پھر انہی کوئی مدد بھی نہیں پہنچے گی۔

یہ آیت یہودیوں سے متعلق نازل ہوئی جس میں ان کی حقیقت کو واضح کیا گیا یہودیوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہا اللہ نے ان کی تدبیروں کو ناکام بنا دیا بنی قریظہ، بنی نضیر، بنی قینقاع اور خیبر کے یہود نے جب مقابلہ کیا پسپا ہوئے یہاں تک کہ فاروق اعظم کے زمانے میں ان سب کو خطہ عرب سے جلا وطن کر دیا گیا اور عرب سے ان کو نکال دیا گیا۔

2- عالم ملائکہ

فرشتوں سے متعلق معجزات

جنگوں میں فرشتوں کی آمد: صحیحین میں روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ احد کے دن نبی کریم ﷺ کے دائیں بائیں نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے دو شخصوں کو دیکھا جو کافروں سے خوب لڑ رہے تھے ان شخصوں کو نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا، یہ جبرئیل اور میکائیل دو فرشتے تھے، اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لیے بہت سی لڑائیوں میں فرشتے بھیجے؛ چنانچہ بدر کی لڑائی میں قرآنی ارشاد کے مطابق پانچ ہزار فرشتے مدد کو آئے اسی طرح جنگ حنین اور احد میں بھی آئے، فرشتوں کا مدد کو آنا آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن ایک انصاری مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا اچانک اس انصاری نے کوڑے مارنے کی آواز سنی اور اسکے ساتھ یہ آواز بھی آئی جیسے کوئی سوار کہہ رہا ہو بڑھ کر چل اے حیزوم، انصاری نے سامنے جو دیکھا تو وہ مشرک چت پڑا ہوا ہے، اس کی ناک اور منہ پھٹ گیا اور کوڑے کے اثر سے وہاں کی تمام جگہ ہری اور سبز ہوگئی انصاری نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ ہماری مدد کو آیا تھا اور حیزوم اس کے گھوڑے کا نام تھا۔

ابن اسحاق اور بیہقی میں ابو واقد لیثی کی روایت ہے کہ میں بدر کی لڑائی میں ایک مشرک کو مارنے کے لیے جھپٹا میری تلوار اس پر پڑنے سے پہلے کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا سر زمین پر پڑا ہوا ہے، حاکم بیہقی اور ابونعیم میں سہیل بن حنیف سے اسی طرح کی ایک روایت ہے کہ بدر کے دن ہم تلوار کا اشارہ ہی کر رہے تھے کہ تلوار مشرکوں کے سر تک پہنچنے سے قبل ہی ان کا سر کٹ کر زمین پر گر پڑتا تھا یہ فرشتوں کی مدد تھی جو مسلمانوں کی طرف سے کفار کو قتل کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے یہ نبی کا معجزہ ہے۔

بیہقی میں ابو بردہ بن نیا کی روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کٹے ہوئے تین سر لا کر عرض کیا ان میں سے دو کو تو میں نے مارا ہے تیسرے کا حال معلوم نہیں کہ کس نے مارا ہے بس اتنا میں نے دیکھا کہ ایک گورا اور لمبا آدمی اسکو قتل کر گیا اور میں نے اس کا سر اٹھالیا، آنخضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں فرشتہ تھا جس نے اس تیسرے کو قتل کیا۔

بیہقی نے سائب بن ابی جیش کی روایت ہے (سائب جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے لڑنے آئے تھے) یہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم جب قریش شکست کھا کر بھاگے تو میں بھی بھاگا، مجھے کسی نے قید نہیں کیا تھا، اچانک ایک گورہ اور لمبا آدمی جو آسمان اور زمین کے درمیان گھوڑے پر سوار نظر آرہا تھا اس نے مجھے باندھ کر ڈالدیا، اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف آئے انہوں نے مجھے بندھا ہوا دیکھ کر لشکر والوں سے دریافت کیا اسے کس نے باندھا ہے؟ کسی نے یہ نہ کہا کہ میں نے باندھا ہے، بندھا ہوا ہی لے کر مجھے آنخضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کس نے باندھا ہے میں نہ کہا باندھنے والے کو میں نہیں پہچانتا اور جو منظر میں نے باندھتے وقت دیکھا تھا وہ بتانا مناسب نہیں سمجھا؛ کیونکہ اس میں فرشتے کا ذکر اور اسلام کی سچائی کا ذکر ہو جاتا، آنخضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا تجھے کسی فرشتے نے باندھا دیا ہے۔

امام احمد، ابن سعد اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس اور بیہقی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ جنگ بدر میں ابوالیسر نے حضرت عباس کو گرفتار کیا تھا حالانکہ ابوالیسر بہت کمزور اور عباس بہت طاقت ور آدمی تھے، نبی کریم ﷺ نے ابوالیسر سے پوچھا کہ تم نے عباس کو کیسے قید کر لیا، ابوالیسر نے عرض کیا کہ ان کو قید کرنے میں مجھ کو ایک ایسے شخص نے مدد کی جس کو میں نے پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا ، آنخضور ﷺ نے فرمایا کے معزز فرشتہ تھا جس نے تمہاری مدد کی تھی۔

بیہقی کی روایت میں حضرت سہیل بن عمرو آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں بہت سے گورے چٹے آدمی چت کبرے گھوڑے پر سوار مجھے نظر آئے، ان کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا، یہ فرشتے تھے جو سہیل کو نظر آئے تھے آنخضور ﷺ اور صحابہ کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے جیسا کے قرآن میں اس

کا ذکر ہے۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک بار ابو جہل نے لات وعزی کی قسم کھا کر کہا کہ اگر میں نے محمد کو زمین پر ناک رگڑتے یعنی نماز میں سجدہ کرتے کبھی دیکھ لیا تو اپنے پیروں سے اس کی گردن روند ڈالوں گا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ابو جہل اپنے ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے آگے بڑھا پھر اچانک الٹے پاؤں پھرا جیسے ہاتھوں سے کوئی چیز روک رہا ہو لوگوں نے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا میں نے اپنے اور محمد کے درمیان دہکتی آگ کی ایک خندق دیکھی اور بڑا خوفناک منظر دیکھا اور کچھ پر بھی نظر آئے، آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو جہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کر لے جاتے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام: بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے اور مسلم میں حضرت عمر سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک ایسا آدمی آپہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید، بال ایک دم کالے تھے اور اس پر سفر کی علامت گرد وغبار یا تھکن وغیرہ کے آثار بالکل نہیں تھے، ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا نہ تھا وہ آتے ہی آنخضور ﷺ کے دونوں زانوں سے اپنے دونوں زانوں کو ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ آنخضور ﷺ کے دونوں زانوں پر رکھ کر سوالات اس طرح شروع کر دئے : اے محمد مجھے بتاؤ اسلام کسے کہتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کے اسلام یہ ہے کہ گواہی دو صرف اللہ کے لائق عبادت ہونے کی اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے کی اور نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، رمضان شریف کے روزے رکھنا اور اگر وسعت ہو تو کعبہ کا حج کرنا یہ اسلام ہے، اس شخص نے کہا سچ کہتے ہو، صحابہ کا بیان ہے کہ اس پر ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ سوال کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو واقفیت نہیں ہے مگر جواب کی تصدیق کرتا ہے جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اس کو سب کچھ معلوم ہے، پھر اس شخص نے دریافت کیا:

مجھے بتایے ایمان کسے کہتے ہیں؟

آنحضور ﷺ نے جواب دیا ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت پر اور اس بات پر کہ اللہ نے ہر اچھائی اور برائی کو پہلے سے مقدر کر رکھا ہے یہ سن کر اس شخص نے کہا تم سچ کہتے ہو پھر دریافت کیا کہ:

احسان کسے کہتے ہیں؟

آپ ﷺ نے جواب دیا کہ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو اور عبادت میں تمہاری یہ کیفیت ہو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اتنا ہو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے، اس شخص نے کہا کہ آپ ﷺ سچ فرمار ہے ہیں پھر اس شخص نے دریافت کیا:

قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے جواب دیا کہ قیامت سے متعلق سوال کرنے والے سے زیادہ جواب دینے والا نہیں جانتا، پھر اس نے کہا اچھا!

قیامت کی علامتیں بیان فرما دیجیے؟

حضور ﷺ نے بیان فرمایا قیامت کی علامت یہ ہے کہ قریب لونڈی اپنی مالک کو جنے گی (یعنی شرفاء میں لونڈیاں رکھنے کا رواج زیادہ ہوگا اور جو لونڈی سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی وہ باپ کی شرافت کی وجہ سے شہزادی ہوگی مگر اس کی ماں لونڈی ہی ہے) یعنی لونڈیاں بکثرت رکھیں گے اشارہ کثرت عیش اور تعیش کی طرف ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اولاد نافرمان ہوگی، ماں سے اس طرح گفتگو کرے گی جس طرح کوئی اپنی لونڈی سے بات کرتا ہے، ایک علامت یہ بھی ہے کہ مفلس نادار اور بھوکے ننگے جو بکریاں چراتے تھے وہ اتنے مالدار ہو جائیں گے کہ اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کریں گے یعنی پست اقوام بلند ہو جائیں گے اور بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کریں گے، اتنا سن کر وہ اجنبی شخص چلا گیا، اس کے چلے جانے کے بعد آنحضور ﷺ نے صحابہ کو اس کے پیچھے دوڑایا کہ جاؤ اسے واپس بلا لاؤ لوگ اس کے پیچھے گئے مگر کوئی نظر نہ آیا، تھوڑی دیر کے بعد آنحضور ﷺ نے مجھ سے یعنی حضرت عمر سے پوچھا کہ تم جانتے

ہو یہ سوالات کرنے والا کون تھا میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے سائل کی صورت میں تم کو دین کی باتیں بتانے آئے تھے فرشتہ کا بصورت انسان آنحضور ﷺ کی خدمت میں آنا بھی ایک معجزہ ہے۔

دلائل النبوۃ اور طبقات ابن سعد میں عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں دکھا دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ، حضرت حمزہ بیٹھے، حضرت جبرئیل کعبہ پر اترے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نظر اٹھا کر دیکھو، حضرت حمزہ نے نظر اٹھا کر جبرئیل کو زمرد کی طرح چمکتا ہوا دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے، یہ بھی معجزہ ہے کہ جس کو ایک دفعہ انسان دیکھ کر بے ہوش ہو جائے اسے رسول ﷺ نے بار بار دیکھا۔

ترمذی کی روایت میں حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو مرتبہ حضرت جبرئیل کو دیکھا۔

فرشتوں کا سلام: صحیح مسلم میں عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ مجھے ملائکہ سلام کیا کرتے تھے مگر جب میں نے اپنی ایک بیماری میں اپنے بدن کو داغا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا چھوڑ دیا، اس دن سے میں نے بدن داغنا چھوڑ دیا تو فرشتوں نے پھر مجھے سلام کرنا شروع کر دیا ترمذی میں یہ روایت ہے کہ عمران بن حصین کے گھر والے سلام کرنے کی آواز سنا کرتے تھے؛ مگر کوئی شخص سلام کرنے والا نظر نہ آتا تھا۔

نسیم الریاض میں معتبر کتابوں کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ فرشتے عمران بن حصین سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے، امام نووی نے لکھا ہے کہ عمران بن حصین کو بواسیر کی بیماری تھی اس کے علاج کے لیے بدن داغا تھا کہ خون تھم جائے؛ لیکن چونکہ عمران بن حصین کا صبر بھی تو بہت مشہور تھا اسی وجہ سے فرشتے سلام کیا کرتے تھے، جب مرض کے لیے علاج کی توجہ ہوئی جس سے ترک توکل ظاہر ہوا تو فرشتوں نے سلام کرنا چھوڑ دیا تھا، غلامان رسول ﷺ کا اتنا مرتبہ کہ فرشتہ سلام کریں یہ بھی رسول ہی کا معجزہ ہے۔

فرشتوں کا قرآن سننا: صحیحین میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر ایک رات سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا جو پاس ہی بندھا ہوا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا، اسید نے تلاوت بند کی تو گھوڑے کا کودنا بند ہو گیا، پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر پھڑ کنے اور کودنے لگا، اسید پھر چپ ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا، اسی طرح تیسری دفعہ ہوا کہ پڑھنے لگے تو گھوڑا کودنے لگا؛ چنانچہ حضرت اسید بن حضیر نے نماز سے فراغت پا کر اپنے لڑکے یحیی کو جو گھوڑے کے قریب ہی سو رہے تھے ہٹا لیا کہ کہیں گھوڑا ان کو کچل نہ دے، پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیز خیمہ کی طرح تنی ہوئی ہے اور اس میں چراغاں ہو رہا ہے، صبح کو یہ سب واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیان کیا تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا کے اے ابن حضیر قرآن پڑھتے رہو، ابن حضیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ڈر گیا کہ میرا گھوڑا یحیی کو روند نہ ڈالے، جب یحیی کے پاس گیا اور آسمان پر نظر کی تو روشن سائبان دیکھا میں دیکھتا رہا اور وہ سائبان اٹھتے اٹھتے غائب ہو گیا آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا اسید تم جانتے ہو یہ کیا چیز تھی؟ اسید نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تمہاری تلاوت کی آواز سن کر تم سے قریب ہوئے تھے تم نے تلاوت بند کر دی تو وہ غائب ہو گئے، اگر تم صبح تک تلاوت کرتے رہتے تو لوگ صبح انہیں دیکھ لیتے یعنی مدینے کے لوگ ان فرشتوں سے ملاقات کرتے۔

﴿3۔ عالم جنات﴾

جنات سے متعلق معجزات

(1) بتوں کے پیٹ سے گواہی کی آواز: بخاری میں حضرت عمر روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بتوں کے پاس موجود تھا، ایک بت پرست اور بتوں کے پجاری نے ایک بچھڑا بتوں پر چڑھا کر ذبح کیا، اسی دوران اچانک ایک بت کے پیٹ سے ان الفاظ کے ساتھ یہ آواز نکلی: "یا جلج امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ"، اے قوی انسان ایک کام کی بات یہ ہے کہ ایک فصیح شخص کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

حضرت عمر کا بیان ہے کہ لوگ یہ چیخ سن کر ڈر سے بھاگ گئے؛ لیکن میں آواز کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے رکا رہا دوسری مرتبہ بھی یہی آواز نکلی چنانچہ تھوڑی مدت کے بعد محمد ﷺ کی بابت یہ خبر سنی کہ یہ نبی ہیں اور لا الہ الا اللہ کی تعلیم دیتے ہیں بت کے پیٹ میں معجزہ جنات سے تعلق رکھتا ہے۔

(2) ابو نعیم اور ابن عسا کر نے قبیلہ بنی خشعم کے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ عرب حرام وحلال کی پہچان نہیں رکھتے تھے، بتوں کو پوجتے تھے اور جب آپس میں کوئی اختلاف ہوتا تو بتوں سے جا کر حال بیان کرتے اور بتوں کے پیٹ سے جو آواز آتی تھی اس پر عمل کرتے، بنی خشعم کے اس آدمی نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ہم آپس میں ایک مرتبہ جھگڑا کر کے فیصلہ کے لیے بتوں کے پاس گئے اور جا کر چڑھاوا چڑھایا اور اس بت کے پاس بیٹھے رہے، اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آئی تم پتھروں سے فیصلہ چاہتے ہو یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے یہ پیغمبر تمام انسانوں کے سردار ہیں اور تمام حاکموں میں یہ سب سے زیادہ منصف اور انصاف والے ہیں، یہ نور اور اسلام کو نمایاں کر کے لوگوں کو گناہوں سے بچاتے ہیں، بنی خشعم کا وہ شخص کہتا ہے کہ یہ سن کر ہم ڈر سے بھاگے اور ہر مجلس میں اسی قصہ کا چرچا رہا کچھ دنوں کے بعد ہم کو خبر ملی کہ آنحضور ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، یہ خبر پاتے ہی ہم سب

مسلمان ہوگئے۔

(3) بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص مازن ملک شام کے ایک شہر عمان میں بتوں کی نگرانی وخدمت پر مقرر تھا مازن کا بیان ہے کہ بتوں میں ایک بت کا نام تاجر تھا ایک دن اس بت پر چڑھانے کیلیے ایک جانور ذبح کیا اس وقت اس بت کے شکم سے اس طرح کے اشعار کی آواز آئی جن کا مطلب یہ تھا: اے مازن ! میرے پاس آ! میں تجھے ضروری بات بتاؤں، یہ خدا کے پیغمبر ہیں، یہ خدا کا بھیجا ہوا پیغام برحق لائے ہیں تو ان پر ایمان لانا کہ اس آگ کی گرمی سے تجھے نجات ملے جو سخت شعلوں والی ہے، اس آگ میں لکڑیوں کے بجائے پتھر جلائے جاتے ہیں، مازن کا بیان ہے کہ یہ آواز سن کر مجھے حیرت ہوئی، پھر دوسرے دن بھی ایک جانور ذبح کر کے چڑھایا تو اس بت کے پیٹ میں سے پھر آواز آئی یہ اشعار ان اشعار سے زیادہ واضح تھے ان کا مطلب یہ تھا اے مازن سن اور خوش ہو جا کہ نیکی ظاہر ہوگئی برائی چھپ گئی قوم مضر سے اللہ کا دین لیکر ایک نبی پیدا ہوا ہے تو پتھر کی مورتیوں کو پوجنا ترک کردے دوزخ کی آگ سے نجات پائیگا۔

(4) مازن کا بیان ہے کہ اسی وقت سے میں اس ہی کی تلاش میں بے چین تھا، اچانک ایک قافلہ حجاز سے آیا میں نے وہاں کے حالات پوچھے قافلے والوں نے بتایا کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں انکا نام احمد ہے وہ اپنے کو خدا کا بھیجا ہوا نبی بتاتے ہیں، میں نے سمجھ لیا کہ بت کے شکم سے ان ہی کے متعلق آواز آئی تھی اور اشعار سنائی دیتے تھے؛ چنانچہ میں نے سواری کا انتظام کیا اور سامان سفر تیار کر کے روانہ ہوگیا وہاں پہنچ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور اسلام قبول کرلیا، آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا اور بھی کوئی مقصد ہے میں نے کہا اللہ کے رسول میرے تین مقصد اور بھی ہیں، اول یہ کہ مجھے گانے بجانے اور زنا کاری کا شوق ہے، دوم یہ کہ ہمارے ملک میں زبردست قحط ہے، سوم یہ کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے، مجھے اولاد کی تمنا ہے، آپ ﷺ ان تینوں سے نجات کے لیے دعا فرمایے آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی کے اے اللہ گانے بجانے کے بجائے اس کو قرآن کی تلاوت کا شوق اور

قرآن پڑھنے کی توفیق دے، بازاری اور حرامکار عورتوں کے بجائے اس کو حلال عورتیں اور اس کو شرم وحیا عطا کر اور اس کو اولاد بھی عطا فرما، مازن کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے ہمارا ملک سرسبز وشاداب ہوا میرے عیب دور ہوگئے اور چار حسین عورتیں میرے نکاح میں آئیں اور حبان جیسا نیک اور لائق لڑکا خدا نے مجھے دیا۔

(5) بزار، ابونعیم اور ابن سعد نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم موضع بوانہ میں ایک بت کے پاس بیٹھے تھے ہم نے بت پر ایک اونٹ ذبح کر کے چڑھایا اچانک بت کے شکم سے اس طرح کی آواز آئی کہ خبردار ہوشیار ہو جاؤ بڑی تعجب خیز اور حیرت ناک بات ہے پہلے آسمانی خبروں کو جن چرالایا کرتے تھے؛ لیکن اب ان کی یہ چوری ختم ہوگئی؛ کیونکہ خدا کی وحی اترنے لگی، اب چرانے والے جنوں پر انگاروں کی مار پڑتی ہے؛ کیونکہ مکہ میں احمد نام کے ایک نبی برحق پیدا ہوئے ہیں وہ (یثرب) مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے، جبیر کہتے ہیں کہ ہم سخت تعجب کرتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور اس واقعہ کے چند ہی روز بعد محمد ﷺ کی نبوت کا چرچا ہوگیا۔

(6) ابونعیم ابن جریر اور طبرانی وغیرہ نے بہت سی سندوں سے عربوں کے ایک بڑے سردار عباس بن مرداس سے روایت کی ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے اپنی موت کے وقت وصیت کی جب تمہیں کوئی سخت مصیبت پہنچے تو ضمار نامی بت کی پوجا کر کے اپنی حاجت روائی چاہنا، اتفاق کی بات ہے کہ ایک دن میں اپنے رفقاء کے ساتھ ایک جنگل میں شکار کو گیا، دوپہر کے وقت آرام کے لیے میں اور میرے سب ساتھی ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے، اچانک یہ منظر میں نے دیکھا کے سفید روئی کے گالے کی طرح ایک شتر مرغ ہوا پر سے اترا اس شتر مرغ پر ایک بوڑھا آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے نظر آیا، اس مرد پیر نے مجھ سے کہا کہ عبداللہ بن مرداس تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ آسمان کو اب چوکیداروں کی حفاظت حاصل ہے زمین پر لڑائی چل گئی گھوڑے لڑائی کیلیے تیار ہوچکے، نیکی کا راستہ کھل آیا ہے وہ پیر کے دن پیدا ہوا ہے اس کے پاس قصوا نامی ایک اونٹنی ہے۔

عباس بن مرواس کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا اور پریشانی کے عالم میں باپ کے بتائے ہوئے بت ضمار کے پاس گیا اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا؛ تا کہ میری پریشانی دور ہو، اچانک اس بت کے پیٹ سے چند اشعار کی آواز آئی ان کا مطلب یہ تھا سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو کہ بت خانہ والے تباہ ہو گئے مسجدوں والے زندہ ہو گئے، ضمار بھی ہلاک ہوا اس کی لوگ پوجا کرتے تھے؛ لیکن محمد ﷺ کے نبی ہونے اور ان پر کتاب نازل ہونے کے بعد بتوں کی پوجا ختم ہوگئی یہ نبی عیسی بن مریم کے بعد نبوت کے وارث ہوئے یہ خاندان قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیح راہ پر گامزن ہیں۔

عباس بن مرواس کہتے ہیں کہ میں نے یہ قصہ لوگوں سے چھپایا اور کسی سے ذکر نہ کیا، ان ہی دنوں جب کفار مکہ حضرت محمد ﷺ سے جنگ احزاب لڑکر واپس ہو رہے تھے میں مقام عقیق کی طرف اونٹ خریدنے گیا تھا اچانک سخت آواز آسمان سے آئی، میں نے سر اٹھا کر دیکھا وہی پہلا بوڑھا سفید کپڑے پہنے ہوئے شتر مرغ پر سوار نظر آیا وہ کہہ رہا تھا کہ: نور پیر کے روز منگل کی شب میں ظاہر ہوا ہے بہت جلد اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر ملک نجد پہنچے گا، حضرت عباس بن مرواس کا بیان ہے کہ اسی وقت سے میرے دل میں اسلام کی محبت وعقیدت جم گئی۔

(7) ابن سعد اور ابونعیم کی روایت میں سعید بن عمرو ہذلی بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک بت پر ایک بکری ذبح کر کے چڑھائی، اچانک اس کے پیٹ میں سے چند اشعار کی آواز آئی جن کا مطلب یہ تھا کہ تعجب خیز بات یہی ہوئی ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد سے ایک ایسے نبی پیدا ہوئے ہیں جو زنا کاری اور بتوں کے نام پر نذر ونیاز کو حرام کہتے ہیں ان کے آنے کے بعد آسمانوں کی حفاظت ہونے لگی اب ہم ستاروں سے مار بھگائے جاتے ہیں، حضرت سعید کا بیان ہے کہ میرا باپ آواز سن کر مکہ آ گیا، کسی نے پیغمبر کا پتہ نہ دیا، جب حضرت ابوبکر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہاں ہمارے یہاں اللہ کے پیغمبر بھیجے گئے ہیں تم ان پر ایمان لے آؤ۔

اب کبھی عزی کی پوجا نہیں ہوگی: بیہقی اور نسائی کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب عزی کے بت کدے کو ڈھا دیا تو اندر سے ننگے سر بکھرے بالوں والی ایک کالی عورت نکلی اور سر پر ہاتھ رکھ کر چیخنے لگی، حضرت خالد نے تلوار سے اس عورت کے دو ٹکڑے کر دیے، آنحضور ﷺ سے جب یہ واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ وہی عورت عزی تھی اب کبھی اس کی پوجا نہ ہوگی۔

عزّی ایک درخت تھا اس پر مشرکین نے ایک تھان بنا کر پوجنا شروع کیا اس درخت میں سے آوازیں آتی تھیں اس لیے اس کی پوجا ہونے لگی تھی، یہ آواز اس درخت کی ایک خبیثہ جنیہ (بھوتنی) کی تھی آنحضور ﷺ کے اثر سے وہ خبیثہ مجسم عورت دشکل میں ظاہر ہو کر مار ڈالی گئی؛ چنانچہ اس کے قتل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت کی پوجا اسی بھوتنی کی وجہ سے ہوا کرتی تھی اب وہ ماری گئی تو کبھی عزی کی پوجا نہ ہوگی۔

(1) جنات کا ایمان لانا: بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے مکہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو بھی جنوں کو دیکھنا چاہتا ہے وہ آج رات کو آ جائے، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ سوائے میرے اور کوئی نہ آ سکا آنحضور ﷺ مجھے اپنے ساتھ لے کر مکہ کی اونچی پہاڑی پر پہنچے، آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے میرے لیے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا کہ تم اسی کے اندر بیٹھے رہنا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس دائرے میں بٹھا کر آگے تشریف لے گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر قرآن پاک کی تلاوت شروع فرما دی، اچانک بڑی جماعت نے آپ کو گھیر لیا اور میرے اور آپ کے درمیان وہ جماعت حائل ہوگئی، میں نے جنوں کو یہ کہتے سنا کہ تمہارے پیغمبر ہونے کی کون گواہی دیتا ہے، قریب ہی ایک درخت تھا آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت گواہی دے تو تم مان لو گے جنوں نے کہا ہاں مان لیں گے، اس پر آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا، درخت نے آ کر گواہی دی اور وہ سارے جن آپ کی نبوت

پر ایمان لے آئے۔

(2) ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ ابن مسعود سے لوگوں نے پوچھا کہ جس رات آنحضور ﷺ کی خدمت میں جن حاضر ہوئے کیا تم آپ ﷺ کے ساتھ تھے، ابن مسعود نے کہا: ہاں واقعہ یہ ہے کہ مدینے کا ایک شخص تمام صفہ والوں میں سے ایک ایک آدمی کو کھانا کھلانے لے گیا صرف میں باقی رہ گیا مجھے کوئی نہیں لے گیا، نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور پوچھا کے تمہیں کوئی کھانا کھلانے نہیں لے گیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ چلو شاید رات کو کھانا تمہیں مل جائے، میں آپ کے ساتھ ام سلمہ کے مکان تک گیا، آنحضور ﷺ اندر تشریف لے گئے، ایک بچی نے آکر کہا کہ کھانا اس وقت نہیں ہے، یہ سن کر میں واپس ہوا اور مسجد میں کپڑا لپیٹ کر سو گیا، پھر بچی آئی اس نے کہا رسول اللہ ﷺ تم کو یاد فرما رہے ہیں میں کھانے کی امید لیے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ہاتھ کھجور کی ایک سوکھی لکڑی تھی اسے میرے سینے سے لگا کر فرمایا جہاں میں جارہاں ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو اور کچھ کلمات بتائے جن کو تین بار میں نے پڑھ کر آپ ﷺ کے ساتھ میں ہولیا اور مدینہ کے قبرستان بقیع الغرقد تک جب ہم پہنچے تو لکڑی سے آپ ﷺ نے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر مجھ کو بٹھا دیا اور فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم یہاں سے نہ ہٹنا آپ ﷺ تشریف لے گئے میں نے دیکھا کہ میرے سامنے کھجور کے درختوں سے ایک کالی گھٹا اٹھی میں ڈر گیا کہ کہیں حضور ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے مگر چونکہ آپ ﷺ کا حکم تھا کہ بغیر اجازت کے یہاں سے نہ ہٹنا اس لیے میں بیٹھا رہا میں نے سنا کہ آنحضور ﷺ فرما رہے تھے بیٹھ جاؤ یہ سن کر تمام جنات بیٹھ گئے اور صبح کے قریب ہونے تک وہیں بیٹھے رہے پھر جب چلے گئے تو آنحضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے اپنے خوف کا قصہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ نصیبین شہر کے جن تھے جو مجھ سے ملنے آئے تھے ان جنوں کی یاد ابن مسعود کو اس وقت بھی رہی جب کوفہ میں رہنے لگے تھے کوفے میں کالے کالے خبیثوں کو دیکھ کر ابن مسعود نے کہا کہ یہ ان جنوں کے بالکل مشابہ ہیں جو آنحضور ﷺ کی خدمت میں نظر آئے تھے۔

(3) ابوالبقا شبلی حنفی نے اپنی کتاب آکام المرجان فی احکام الجان میں لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں جنوں کے حاضر ہونے کے چھ واقعات احادیث سے ثابت ہے، پہلی مرتبہ میں یہ واقعہ ہوا کہ آپ ﷺ اچانک ہم سے کہیں گم ہوگئے صحابہ نے ہر چہار طرف میدانوں میں آپ ﷺ کو تلاش کیا مگر آپ ﷺ کو کہیں نہ پایا صبح کو آپ ﷺ حرا پہاڑ کی جانب سے تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا قاصد دعوت نامہ لیکر آیا تھا میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو اللہ کا کلام سنایا اس مرتبہ آپ بالکل تنہا تھے یہ واقعہ ابن مسعود کی روایت سے ابوداؤد میں موجود ہے۔

دوسری مرتبہ مکہ کی پہاڑی حجون پر آپ ﷺ کی ملاقات جنوں سے ہوئی، تیسری مرتبہ مکہ کے پہاڑوں میں جنوں سے ملاقات ہوئی، چوتھی مرتبہ بقیع الغرقد میں، ان دونوں موقعوں پر حضرت ابن مسعود بھی آپ کے ساتھ تھے، پانچویں مرتبہ مدینے سے باہر جن ملے اس دفعہ حضرت ابن زبیر آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، چھٹی مرتبہ ایک سفر میں ملے جب کہ حضرت بلال آپ ﷺ کے ہمسفر تھے۔

جنات کی گواہی: (1) بیہقی کی روایت میں ہے سواد بن قارب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک جن سے میری دوستی تھی وہ آنیوالی باتوں کی خبریں مجھے بتاتا تھا اور میں لوگوں کو بتا دیا کرتا، لوگ بکثرت میرے معتقد ہوگئے اور مجھے نذرانے دینے لگے؛ چونکہ اس کی بتائی ہوئی خبریں سچی ثابت ہوتی تھیں، ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ اس جن نے آکر مجھے جگایا اور کہنے لگا کہ اٹھ ہوش میں آ اور تجھ میں کچھ مادہ ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب کی اولاد میں سے ایک نبی پیدا ہوئے ہیں پھر اس جن نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ مجھے ان جنوں پر تعجب آتا ہے کہ جو بے قرار ہو کر اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے مکہ جاتے ہیں، جو جن ناپاک کافر جنوں سے افضل ہیں، سو تجھے بھی اس سردار عرب کی طرف آنکھیں اٹھانی چاہیے اور بنو ہاشم کے اس سردار کی طرف سفر کرنا چاہیے۔

سواد بن اقارب کہتے ہیں کہ میں وہ اشعار سن کر رات بھر بیقرار و بے چین رہا، دوسری رات کو بھی اس

جن نے مجھے آ کر جگایا اور اسی طرح کے اشعار پڑھے، تیسری رات بھی یہی واقعہ پیش آیا مسلسل تین راتوں کا یہ واقعہ دیکھ کر اسلام کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں حضور ﷺ کی خدمت میں مکہ پہنچا آپ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا : مرحبا اے اسود بن اقارب ہمیں معلوم ہے کہ تم کس لیے یہاں آئے ہو، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کی تعریف میں چند اشعار میں نے عرض کیے ہیں پہلے آپ ﷺ وہ اشعار سن لیں، آنحضور ﷺ کا حکم پا کر سواد نے اپنا قصیدہ نعتیہ پڑھ سنایا اس قصیدے کا آخری شعر ہے:

ولکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعة　　　سواک بمغن عن سواد بن اقارب

اے اللہ کے رسول جس دن سواد کے لیے کوئی سفارشی نہ ہوگا آپ ﷺ اس دن کے لیے میرے سفارشی ہو جایے۔ (الکلام المبین ،ص:87، بحوالہ بیہقی)

(2) امام احمد نے جابر بن عبداللہ سے ابونعیم نے ضمرہ سے اور بیہقی نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی خبر مدینہ میں اس طرح پہنچی کہ مدینہ کی ایک عورت سے ایک جن کو عشق تھا جن پرندہ کی شکل میں عورت کی دیوار پر آ کر بیٹھا تھا اتفاقاً چند روز اس کا آنا بند ہو گیا، پھر ایک دن آ کر دیوار پر بیٹھا تو عورت نے پوچھا کہ تم اتنی مدت سے کہاں غائب تھے اس نے کہا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں تم اب مجھ سے ملنے کی امید نہ رکھنا مکہ میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں انہوں نے زنا کرنے کو ہم پر حرام کر دیا ہے۔

(3) ایک مرتبہ ہم ملک شام کے سفر میں تھے وہاں ایک مشہور کاہنہ عورت تھی ہم نے اس سے مل کر اپنے سفر کے غائبانہ حالات دریافت کیے، اس نے کہا اب مجھے اس طرح کا کوئی علم نہیں رہا؛ کیونکہ جو جن مجھے آ کر خبریں بتایا کرتا تھا اور میں لوگوں کو بتایا کرتی تھی اس نے ایک دن میرے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں میرے آنے کی امید نہ رکھنا میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا احمد ظاہر ہوئے ہیں اور اب ایسی چیزیں پیدا ہو گئی ہیں کہ میں بے بس ہوں۔

(4) ابن شاہین وغیرہ محدثین کی روایت ہے کہ ذباب بن حارث کہتے ہیں کہ ایک جن سے میری آشنائی تھی وہ غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا، ایک دن وہ جن میرے پاس آیا اور میں نے اس سے کچھ سوال کیا اس نے حسرت سے میری طرف دیکھ کر کہا: اے ذباب تعجب خیز بات سن لے محمد ﷺ اللہ کی کتاب لیکر مکہ میں بھیجے گئے ہیں، لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف بلاتے ہیں؛ لیکن لوگ ان کی بات نہیں مانتے ، میں نہ کہا کہ میرا سوال کچھ اور ہے اور تمہارا جواب کچھ اور ہے، یہ سن کر جن نے کہا اچھا تم جلد ہی میری بات سمجھ لوگے یہ کہہ کر وہ چلا گیا، چند ہی روز کے بعد نبی کریم ﷺ کی نبوت کی خبر پہنچی اسی طرح کا واقعہ ابن شیبہ نے جموح بن عثمان غفاری سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ غفار میں ایک کاہن تھا اسے بھی اس کے ایک جن ساتھی نے آنحضور ﷺ کی نبوت کی خبر دی اور رخصت ہو گیا۔

(5) ابونعیم نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر محفل میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا حضرت عمر نے فرمایا تیرے چہرے اور بشرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو پہلے کاہن تھا اور جنوں سے تیرا تعلق رہا ہے اس نے کہا ہاں عمر نے فرمایا کہ کیا اب بھی تمہاری دوستی جنوں سے ہے اس نے جواب دیا کہ اب نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ دین اسلام کی شہرت سے پہلے ایک دن میرا ایک ہم صحبت جن میرے پاس آیا اور کہا: **"یا سالم یاسالم الحق المبین والخیر الدائم غیر حلم النائم اللہ اکبر"**

اے سالم ظاہر ہو گیا، دائمی بھلائی نمودار ہو گئی یہ کسی سونے والے کا خواب نہیں؛ بلکہ حقیقت ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔

ایک دوسرا شخص اس مجلس میں موجود تھا اس نے بیان کیا کہ اس طرح میرے سامنے بھی ایک واقعہ پیش آیا ایک دن میں چٹیل میدان میں جا رہا تھا جہاں آگے پیچھے کوئی انسان نظر نہ آتا تھا اچانک ایک اونٹ سوار میرے سامنے آیا اور بلند آواز سے کہا: **"یا احمد یا احمد، اللہ اعلی وامجد ،اناک ما وعدک ما الخیر یا احمد"**

اے احمد! اللہ بڑی بزرگی والا ہے اللہ نے تم سے جو نیکی کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا۔

یہ کہتے ہی وہ اونٹ میری نگاہوں سے غائب ہو گیا، ایک تیسرا انصاری شخص مجلس میں تھا اس نے بھی اسی طرح کا اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ میں ملک شام کے ایک چٹیل میدان کا سفر کر رہا تھا، اچانک چند اشعار سننے میں آئے جن کا مطلب یہ تھا کہ ایک ستارہ چمکا جس نے مشرق کو منور کر دیا وہ ایک رسول ہیں جو شخص ان کی پیروی اور تصدیق کریگا نجات پائیگا اللہ نے ان کی نبوت کو امر حق ثابت کر دیا۔

مسعر نامی جن کا قتل: فاکہی نے اخبار مکہ میں عامر بن ربیعہ سے ابو نعیم نے ابن عباس سے اور دوسرے محدثین نے عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے ہ ایک مرتبہ مکہ کہ پہاڑ ابو قبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سنے گئے، یہ جن کی آواز تھی اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ مسلمانوں کو مار ڈالو شہر سے نکال دو، بت پرستی مت چھوڑو، کفار بہت خوش ہوئے اور اترا کر کہنے لگے کہ غیب سے بھی تمہارے قتل کرنے اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوتا ہے، مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو یہ آواز مسعر نامی جن کی تھی بہت جلد اللہ اس کو سزا دیگا، تیسرے دن آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ آج ایک بہت بڑا جن مسیح نامی میرے پاس آ کر مسلمان ہوا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اس نے مجھ سے مسعر کو قتل کرنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دیدی آج مسعر مارا جائیگا، مسلمان خوش ہو کر انتظار میں تھے شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ آئے جن کا مضمون یہ تھا کہ ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس نے سرکشی کی حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ بنایا اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کی میں نے ایک چمکتی ہوئی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

جنگل کے جنوں کی گواہی: ابو نعیم کی روایت ہے کہ تمیم داری کا بیان ہے جن دنوں نبی کریم ﷺ کو نبوت ملی میں ان دنوں شام میں تھا مجھے راستے میں رات ہو گئی پرانے دستور کے مطابق میں نے جنگل میں رات بسر کرنے کے لیے با آواز بلند کہا کہ میں اس جنگل کے سردار کی پناہ میں ہوں اس کے

بعد اچانک آواز آئی کہنے والا کوئی نظر نہ آیا اس آواز کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کی پناہ طلب کر، جنات خدا کی مدد کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دے سکتے، میں نے کہا یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے پھر کہا کہ عرب میں پیغمبر ظاہر ہو گئے، ہم نے ان کے پیچھے مکہ کی اطاعت کرنے کا عہد کیا، اب جنات کا مکر ختم ہو گیا، اب جنات کو انگاروں کی مار پڑتی ہے تو جا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جا۔

تمیم داری کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو میں نے سفر شروع کر دیا ایک شہر میں پہنچ کر ایک راہب سے یہ قصہ بیان کیا اس نے کہا جنوں نے سچ کہا ایک پیغمبر حرم میں ظاہر ہو کر دوسرے حرم کی طرف ہجرت کریں گے، وہ پیغمبر تمام پیغمبروں سے افضل ہیں جا بہت جلد تو ان کی خدمت میں حاضر ہو جا۔

ابو نعیم نے خویلد ضمری سے روایت کی ہے یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس کے پیٹ سے یہ آواز آئی اب آسمانی خبروں کی چوری جو جن کیا کرتے تھے وہ ختم ہو گئی اب جنوں کو ستاروں سے مار بھگایا جاتا ہے، اس لیے کہ مکہ میں احمد نام کے ایک نبی پیدا ہوئے ہیں اور وہ یثرب (مدینہ) کی جانب ہجرت کریں گے، وہ نبی نماز روزے نیکو کاری اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے ہیں، خویلد کہتے ہیں کہ ہم یہ آواز سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نبی کی تلاش کی تو لوگوں نے خبر دی کہ سچ ہے مکہ میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں جن کا نام احمد ہے۔

ابن سعد کی روایت میں جسعد بن قیس مراوی کا بیان ہے کہ ایک حج کے لیے چار آدمی جا رہے تھے، راستے میں یمن کے ایک جنگل میں جاتے جاتے چند اشعار کی آواز سنی گئی، ان کا مطلب یہ تھا کہ اے مسافرو جب تم زمزم اور حطیم (کعبہ کے ایک گوشہ) پر پہنچو تو اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کو ہمارا پیغام کہہ دینا کہ ہم تمہارے دین کے پابند ہیں ہم کو عیسیٰ بن مریم نے اس بات کی وصیت کی تھی یعنی جب احمد نبی آئیں تو تم سب ان پر ایمان لانا۔

جنات کے درمیان فیصلہ: امام احمد، بزار ابو یعلی اور بیہقی وغیرہم نے بلال بن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے مقام عروج میں جب ہمارا پڑاؤ ہوا تو میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں ملنے گیا دیکھتا ہوں آنحضور ﷺ لشکر کے خیمے سے دور جنگل میں

اکیلے بیٹھے ہیں میں آپ کے قریب پہنچا تو بڑا شور وشغب میں نے سنا ایسا معلوم ہوا کہ بہت سے آدمی آپس میں جھگڑ رہے ہیں، میں وہیں ٹھہر گیا میں نے سمجھا کہ غیب سے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اچانک آپ ﷺ خود اپنی جگہ سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے میں نے شور وہنگامہ کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جنات اور کافر جنات کے درمیان جائے قیام کے بارے میں جھگڑا تھا میں نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جنات حبش میں اور کافر جنات غور میں قیام کریں اور ایک دوسرے سے نہ ملیں اس واقعہ کی راوی کثیر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہمارے تجربہ میں بات آئی ہے کہ حبش میں اگر کسی کو جن کا اثر ہوتا تو شفا ہو جاتی ہے؛ لیکن غور میں جسے آسیب ہوتا ہے وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے۔

جن کا اثر ختم ہوگیا: خطیب نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، آرام کی غرض سے آنحضور ﷺ ایک کھجور کے درخت کے سائے میں بیٹھے تھے، اچانک ایک کالا سانپ آپ کے پاس پہنچ کر اپنا منہ آنحضور ﷺ کے کان کے سوراخ میں لے گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد آنحضور ﷺ نے اس کے کان کے پاس اپنا منہ لے جا کر کچھ فرمایا، اس کے بعد وہ سانپ ایسا غائب ہو گیا گویا اسے زمین نگل گئی، ہم نے عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ نے سانپ کا منہ اپنے کانوں تک پہنچنے دیا تو ہمیں بڑا ڈر معلوم ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جن تھا، فلاں صورت کی چند آیتیں بھول گیا تھا ان ہی آیتوں کی تحقیق کے لیے جنوں نے اسے بھیجا تھا، تم لوگ موجود تھے اس لیے وہ سانپ کی صورت بدل کر آیا اور آیتیں پوچھ گیا، حضرت جابر کہتے ہیں اس کے بعد حضور ﷺ روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے وہاں کے آدمی آپ کی آمد کی خبر پا کر آپ کے منتظر تھے آپ پہنچے تو انہوں نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ اس گاؤں کی ایک نوجوان عورت پر ایک جن عاشق ہو گیا ہے، اسے اتنا پریشان کر رکھا ہے کہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے مرنے کے قریب ہے ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس عورت کو میں نے دیکھا ایسی خوبصورت تھی جیسے چاند ٹکڑا، آنحضور ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا اے جن تجھے معلوم ہے کہ میں محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کا

رسول ہوں ، اس عورت کو تو چھوڑ دے اور یہاں سے تو چلا جا آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ عورت اچھی ہوشیار ہو گئی فوراً ہوش آیا، اس نے منہ چھپا لیا اور مردوں سے حجاب کرنے لگی۔

جنوں کا سلام و پیغام:۔ ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی حج کا ارادہ کر کے اپنے وطن سے روانہ ہوئے یمن کے ایک جنگل میں ہم لوگ چل رہے تھے کہ ناگہاں اشعار پڑھنے کی آواز آئی ہم نے ان اشعار کو غور سے سنا تو ان کا مضمون یہ تھا کہ اے سوارو ! جب تم لوگ زمزم اور حطیم پر پہنچو تو حضرت محمد ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ہمارا سلام عرض کر دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ ہم آپ ﷺ کے دین کے فرماں بردار ہیں کیونکہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نے ہم لوگوں کو اس بات کی وصیت فرمائی تھی۔ (یقیناً یہ یمن کے جنگل میں رہنے والے جنوں کی آواز تھی۔) (الکلام المبین ، ص:93، بحوالہ ابن سعد)

جن سانپ کی شکل میں آیا:۔ خطیب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بہت بڑے کالے سانپ نے آپ کی طرف رُخ کیا، لوگوں نے اس کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس آنے دو۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچا تو اپنا سر آپ کے کانوں کے پاس کر دیا۔ پھر آپ نے اس سانپ کے منہ کے قریب اپنا منہ کر کے چپکے چپکے کچھ ارشاد فرمایا اس کے بعد اسی جگہ یکبارگی وہ سانپ اس طرح غائب ہو گیا کہ گویا زمین اس کو نگل گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! (ﷺ) آپ نے سانپ کو اپنے کانوں تک پہنچنے دیا یہ منظر دیکھ کر ہم لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سانپ آپ کو کاٹ نہ لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنوں کی جماعت کا بھیجا ہوا ایک جن تھا۔ فلاں سورہ میں سے کچھ آیتیں یہ بھول گیا۔ ان آیتوں کو دریافت کرنے کے لئے جنوں نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا۔ میں نے اس کو وہ آیتیں بتا دیں اور وہ ان کو یاد کرتا ہوا چلا گیا۔ (الکلام المبین ، ص:96)

﴿4۔ عالمِ انسانیت﴾

عالمِ انسانیت کے معجزات

شفاءِ امراض

آشوبِ چشم سے شفاء:۔ ہم غزوہ خیبر کے بیان میں مفصل طور پر یہ معجزہ تحریر کر چکے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے فتح کا جھنڈا عطا فرمانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے اور مسند احمد بن حنبل کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ یہ آشوبِ چشم اتنا سخت تھا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر لائے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگا دیا اور دعا فرمادی تو وہ فوراً ہی شفاء یاب ہو گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں اور وہ اسی وقت جھنڈا لے کر روانہ ہو گئے اور جوشِ جہاد میں بھرے ہوئے انتہائی جانبازی کے ساتھ جنگ کی اور خیبر کا قلعہ ان کے دستِ حق پرست سے اسی دن فتح ہو گیا۔ (بخاری، جلد:1،ص:525، مناقب علی بن ابی طالب)

سانپ کا زہر اُتر گیا:۔ واقعہ ہجرت میں ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ جب غارِ ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا اور درد و کرب کی شدت سے بے تاب ہو کر رو پڑے تو آپ ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی درد جاتا رہا اور سانپ کا زہر اتر گیا۔ (زرقانی علی المواہب، جلد:1،ص:339)

ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی:۔ بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے واپس آنے لگے تو اس کے کوٹھے کے زینے سے گر پڑے جس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر بارگاہ

نبوت میں لائے، حضورِ اقدس ﷺ نے ان کی زبان سے ابو رافع کے قتل کا سارا واقعہ سنا پھر ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا تو وہ فوراً ہی اچھی ہو گئی اور یہ معلوم ہونے لگا کہ ان کی ٹانگ میں کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔ (بخاری، جلد:2،ص:577، باب قتل ابی رافع)

تلوار کا زخم اچھا ہو گیا:۔ غزوۂ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ میں تلوار کا زخم لگ گیا، وہ فوراً ہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے آپ ﷺ نے ان کے زخم پر تین مرتبہ دم کر دیا پھر انہیں درد کی کوئی شکایت محسوس نہیں ہوئی صرف زخم کا نشان رہ گیا تھا۔

(بخاری، جلد:2،ص:605،غزوۂ خیبر)

اندھا بینا ہو گیا:۔ حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اندھا حاضر ہوا اور اپنی تکالیف بیان کرنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں دعا کر دوں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے درخواست کی کہ یارسول اللہ! (ﷺ) میری بینائی کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو کہ خداوندا! اپنے رحمت والے پیغمبر کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر دے ترمذی اور حاکم کی روایت میں اتنا ہی مضمون ہے مگر ابن حنبل اور حاکم کی دوسری روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس نابینا نے ایسا کیا تو فوراً ہی اچھا ہو گیا اور اس کی آنکھوں پر بھرپور روشنی آ گئی۔ (مسند ابن حنبل، جلد:6،ص:138 و مستدرک، جلد:1،ص:546)

گونگا بولنے لگا:۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور انور ﷺ کی خدمت میں قبیلہ "خثعم" کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ! (ﷺ) یہ میرا اکلوتا بیٹا بولتا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور اس میں ہاتھ دھو کر کلی فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ یہ پانی اس بچے کو پلا دو اور کچھ اس کے اوپر چھڑک دو۔ دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے لوگوں سے بیان کیا کہ اس کا لڑکا اچھا ہو گیا اور بولنے لگا۔ (ابن ماجہ،ص:26، باب النشرہ)

حضرت قتادہ کی آنکھ:۔ جنگِ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں

ایک تیر لگا جس سے ان کی آنکھ ان کے رخسار پر بہ کر آ گئی، یہ دوڑ کر حضور رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، آپ ﷺ نے فوراً ہی اپنے دست مبارک سے ان کی بہی ہوئی آنکھ کو آنکھ کے حلقہ میں رکھ کر اپنا مقدس ہاتھ اس پر پھیر دیا تو اسی وقت ان کی آنکھ اچھی ہو گئی اور یہ آنکھ ان کی دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تمہاری آنکھ کو تمہارے حلقہ چشم میں رکھ دوں اور وہ اچھی ہو جائے اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں اس کے بدلے پر جنت ملے گی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) جنت بلا شبہ بہت ہی بڑی نعمت ہے مگر مجھے کانا ہونا بہت برا معلوم ہوتا ہے اس لئے آپ میری آنکھ اچھی کر دیجئے اور میرے لئے جنت کی دعا بھی فرما دیجئے۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنے اس جاں نثار پر پیار آ گیا اور آپ ﷺ نے ان کی آنکھ کو حلقہ چشم میں رکھ کر ہاتھ پھیر دیا تو ان کی آنکھ بھی اچھی ہو گئی اور ان کے لئے جنتی ہونے کی دعا بھی فرما دی اور یہ دونوں نعمتوں سے سرفراز ہو گئے۔ (الکلام المبین، ص:78 بحوالہ بیہقی)

فائدہ:۔ یہ معجزہ بہت ہی مشہور ہے اور حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہمیشہ اس بات کا تفاخر رہا کہ ان کے جد اعلیٰ کی آنکھ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے اچھی ہو گئی۔ چنانچہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار خلافت میں پہنچے تو انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنا یہ قطعہ پڑھا کہ۔

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ — فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَحْسَنَ الرَّدِّ
فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ لِاَوَّلِ اَمْرِھَا — فَیَا حُسْنَ مَا عَیْنٍ وَّ یَا حُسْنَ مَا رَدِّ

یعنی میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ جس کی آنکھ اس کے رخسار پر بہ آئی تھی تو حضرت مصطفیٰ ﷺ کی ہتھیلی سے وہ اپنی جگہ پر کیا ہی اچھی طرح سے رکھ دی گئی تو پھر وہ جیسی پہلے تھی ویسی ہی ہو گئی تو کیا ہی اچھی وہ آنکھ تھی اور کیا ہی اچھا حضور ﷺ کا اس آنکھ کو اس کی جگہ رکھنا تھا۔ (الکلام المبین، ص:89)

قے میں کالا پلّا گرا:۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور رسالت مآب ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) میرے اس بچے پر صبح و شام جنون کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس بچے کے سینے پر اپنا دستِ رحمت پھیر دیا اور دعا دی تو اس بچے کو ایک زوردار قے ہوئی اور ایک کالے رنگ کا (کتے کا) پلّا قے میں گرا جو دوڑتا پھر رہا تھا اور بچہ شفایاب ہو گیا۔

(مشکوٰۃ، جلد:2، ص:561، معجزات)

جنون اچھا ہو گیا:۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے تین معجزات دیکھے۔ پہلا معجزہ یہ کہ ایک اونٹ کو دیکھا کہ اس نے بلبلا کر اپنی گردن آپ کے سامنے ڈال دی۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور خوراک کی کمی کا مجھ سے شکوہ کیا ہے لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔

دوسرا معجزہ یہ کہ ایک منزل میں آپ سو رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت چل کر آیا اور آپ کو ڈھانپ لیا پھر لوٹ کر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام کرے تو خدا نے اس کو اجازت دے دی اور وہ میرے سلام کے لئے آیا تھا۔

تیسرا معجزہ یہ کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی جو جنون کا مریض تھا تو نبی ﷺ نے اس بچے کے نتھنے کو پکڑ کر فرمایا کہ نکل جا کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں پھر ہم وہاں سے چل پڑے اور جب واپسی میں ہم اس جگہ پہنچے اور آپ ﷺ نے اس عورت سے اس کے بچے کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد سے اس بچے کو کوئی تکلیف ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔ (مشکوٰۃ، جلد:2، ص:560، معجزات)

جلا ہوا بچہ اچھا ہو گیا:۔ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں یہ بچپن میں اپنی ماں کی گود سے آگ میں گر پڑے اور کچھ جل گئے، ان کی ماں ان کو لے کر خدمت اقدس میں آئیں تو آپ

ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان پر مل کر دعا فرمادی۔ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کہتی تھیں کہ میں بچے کو لے کر وہاں سے اٹھنے بھی نہیں پائی تھی کہ بچے کا زخم بالکل ہی اچھا ہو گیا۔

(مسند ابن حنبل، جلد:6،ص:259 وخصائص کبریٰ، جلد:2،ص:69)

مرض نسیان دور ہوگیا:۔ تغیر الفاظ اور چند جملوں کی کمی بیشی کے ساتھ بخاری شریف کی متعدد روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ۔ انہوں نے پھیلایا، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس چادر پر ڈالا پھر فرمایا کہ اب اس کو سمیٹ لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد سے پھر میں کوئی بات نہیں بھولا۔

(بخاری شریف، جلد:1،ص:22، باب حفظ العلم)

مقبولیتِ دُعاء:۔ یہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے بالکل ناگہاں عادت جاریہ کے خلاف کسی غیر متوقع بات کا ظاہر ہو جانا اس کا بھی معجزات ہی میں شمار ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے بڑی بڑی مشکلات کو حل فرما دیتا ہے اور قسم قسم کی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور بہت سی غیر متوقع چیزیں ظہور میں آجاتی ہیں۔ چنانچہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے معجزات میں سے آپ کی دعاؤں کی مقبولیت بھی ہے کہ آپ ﷺ نے جب بھی مشکلات یا طلب حاجات کے وقت خدا کی امداد غیبی کا سہارا ڈھونڈتے ہوئے دعائیں مانگیں تو ہر موقع پر حق تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے لیے مقبولیت کا دروازہ کھول دیا اور آپ کی دعاؤں سے ایسی ایسی خلاف امید اور غیر متوقع چیزیں عالم وجود میں آگئیں کہ جن کو معجزات کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا، ان میں سے چند معجزات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

قریش پر قحط کا عذاب:۔ جب کفار قریش حضور اقدس ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بے پناہ مظالم ڈھانے لگے جو ضبط و برداشت سے باہر تھے تو آپ ﷺ نے ان شریروں کی

سرکشی کا علاج کرنے کے لیے ان لوگوں کے حق میں قحط کی دعاء فرمادی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر قحط کا ایسا عذاب شدید بھیجا کہ اہل مکہ سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ بھوک سے بے تاب ہو کر مردار جانوروں کی ہڈیاں اور سوکھے چمڑے اُبال اُبال کر کھانے لگے۔ بالآخر اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ رحمت کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور ان کے حضور میں اپنی فریاد پیش کریں۔ چنانچہ ابوسفیان بحالت کفر چند رؤسائے قریش کو ساتھ لے کر آپ کے آستانہ رحمت پر حاضر ہوئے اور گڑگڑا کر کہنے لگے کہ اے محمد! (ﷺ) تمہاری قوم برباد ہوگئی، خدا سے دعا کرو کہ یہ قحط کا عذاب ٹل جائے۔ آپ ﷺ کو ان لوگوں کی بے قراری اور گریہ وزاری پر رحم آگیا۔ چنانچہ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے فوراً ہی آپ کی دعا مقبول ہوئی اور اس قدر زور دار بارش ہوئی کہ سارا عرب سیراب ہو گیا اور اہل مکہ کو قحط کے عذاب سے نجات ملی۔

(بخاری، جلد:1،ص:137، ابواب الاستسقاء و بخاری، جلد:2،ص:716 تفسیر سورہ دخان)

سردارانِ قریش کی ہلاکت:۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ صحن حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کفار قریش کے چند سرکش شریروں نے بحالت نماز آپ کی مقدس گردن پر ایک اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی اور خوب زور زور سے ہنسنے لگے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آکر اس اوجھڑی کو آپ کی پشت اطہر سے اٹھایا۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو ان شریروں کا نام لے لے کر نام بنام یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! تو ان سبھوں کو اپنی گرفت میں پکڑ لے۔ چنانچہ یہ سب کے سب جنگِ بدر میں انتہائی ذلت کے ساتھ قتل ہو کر ہلاک ہو گئے۔

(بخاری، جلد:2،ص:565، غزوہ بدر)

مدینہ کی آب و ہوا اچھی ہوگئی:۔ پہلے مدینہ کی آب و ہوا اچھی نہ تھی، وہاں قسم قسم کی وباؤں کا اثر تھا۔ چنانچہ ہجرت کے بعد اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے اور بیماری کی حالت میں اپنے وطن مکہ کو یاد کر کے پردرد لہجے میں اشعار پڑھا کرتے تھے، آپ ﷺ نے ان لوگوں کا یہ حال دیکھ کر یہ دعا فرمائی

کہ الٰہی ! مدینہ کو بھی ہمارے لئے ویسا ہی محبوب کردے جیسا کہ مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ الٰہی ! ہمارے صاع اور مد میں برکت دے اور مدینہ کو ہمارے لئے صحت بخش بنادے اور یہاں کے بخار کو جحفہ میں منتقل کردے۔ آپ ﷺ کی دعا حرف بحرف مقبول ہوئی اور مہاجرین کو شہر مدینہ سے ایسی الفت اور والہانہ محبت ہوگئی کہ وہی حضرت ابوبکر و حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو چند روز پہلے مدینہ کی بیماریوں سے گھبرا اٹھے تھے اور اپنے وطن مکہ کی یاد میں خون رلانے والے اشعار گایا کرتے تھے، اب مدینہ کے ایسے عاشق بن گئے کہ پھر کبھی بھول کر بھی مکہ کی سکونت کا نام نہیں لیا اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں یہ دکھلا دیا کہ مدینہ کی وبائیں مدینہ سے دفع ہوگئیں اور مدینہ کی آب و ہوا صحت بخش ہوگئی۔

(بخاری، جلد:1، ص:558، باب مقدم النبی و بخاری، جلد:2، ص:1062، باب المرأۃ السوداء)

اُمِ حرام کے لئے دعاء شہادت :۔ ایک روز حضور ﷺ حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں کھانے کے بعد قیلولہ فرما رہے تھے کہ ناگہاں ہنستے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے، حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہنسی کی وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا کہ میری امت میں مجاہدین کا ایک گروہ میرے سامنے پیش کیا گیا جو جہاد کی غرض سے دریا میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھا ہوا سفر کرے گا جس طرح تخت پر بادشاہ بیٹھے رہا کرتے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے درخواست کی کہ یارسول اللہ ! (ﷺ) دعا فرمادیجئے کہ میں بھی ان مجاہدین کے گروہ میں شامل رہوں۔ آپ نے دعا فرمادی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب بحری جنگ کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مجاہدین کی اس جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں اور دریا سے نکل کر جب خشکی پر آئیں تو سواری سے گر کر شہادت کا شرف حاصل کیا۔

(بخاری، جلد:2، ص:1036، باب الرویا بالنہار)

ستر برس کا جوان :۔ حضرت ابوقتادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں حضور ﷺ نے یہ دعا

فرمادی کہ " اَفْلَحَ وَجْهُكَ اَللّٰهُمّ بَارِكْ لَه فِیْ شَعْرِهٖ وَ بَشَرِهٖ "یعنی فلاح والا ہو جائے تیرا چہرہ، یا اللہ ! اس کے بال اور اس کی کھال میں برکت دے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر برس کی عمر پا کر وفات پائی مگر ان کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا نہ بدن میں جھریاں پڑی تھیں، چہرے پر جوانی کی ایسی رونق تھی کہ گویا ابھی پندرہ برس کے جوان ہیں۔ (الکلام المبین، ص:68، بحوالہ دلائل النبوۃ بیہقی)

برکت اولاد کی دعا:۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی ہوشمند اور حضور ﷺ کی نہایت ہی جاں نثار تھیں ان کا بچہ بیمار ہو گیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر ہی تھے کہ بچے کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچے کو الگ مکان میں لٹا دیا اور جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان میں داخل ہوئے اور بیوی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بیوی نے جواب دیا کہ اس کا سانس ٹھہر گیا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ آرام پا گیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ وہ اچھا ہے۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی ایک ہی بستر پر سوئے لیکن صبح کو جب ابوطلحہ غسل کر کے مسجد نبوی میں نمازِ فجر کے لئے جانے لگے تو بیوی نے بچے کی موت کا حال سنا دیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کا سارا ماجرا بارگاہِ نبوت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ خداوند تعالیٰ تمہاری آج کی رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اس رات کی برکت مقررہ مہینوں کے بعد ظاہر ہوئی کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور حضورِ اقدس ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھا کر اور عجوہ کھجور کو چبا کر ان کے منہ میں ڈالا اور ان کے چہرے پر اپنا دست رحمت پھرا دیا اور عبداللہ نام رکھا۔

ایک انصاری حضرت عبایہ بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ دعاءِ نبوی کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ میں نے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نو اولادوں کو دیکھا جو سب کے سب قرآن مجید کے قاری تھے۔

(مسلم، جلد:2، ص:292، باب فضائل اُمِ سلیم و بخاری، جلد:1 ص:167، باب: من لم یظهر حزنه عند المصيبة)

حضرت جریر کے حق میں دعا:۔ حضرت جریر بن عبداللہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ نہیں سکتے تھے حضورِ اقدس ﷺ نے ان کو ''ذوالخلصہ'' کے بت خانہ کو توڑنے کے لئے بھیجنا چاہا تو انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا۔ آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! اس کو گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کی قوت عطا فرما اور اس کو ہادی و مہدی بنا اس دعا کے بعد حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کا لشکر لے کر گئے اور اس بت خانہ کو توڑ پھوڑ کر جلا ڈالا اور مزاحمت کرنے والے کفار کو بھی قتل کر ڈالا جب واپس آئے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے اور قبیلہ احمس کے حق میں دعا فرمائی۔ (مسلم، جلد:2، ص:297 فضائل جریر)

قبلہ دوس کا اسلام:۔ حضرت طفلی دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند ساتھوں کے ساتھ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) قبیلہ دوس نے اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا، لہٰذا آپ اس قبلہ کی ہلاکت کے لئے دعا فرما دیجئے۔ لوگوں نے آپس میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب آپ کی دعاءِ ہلاکت سے یہ قبیلہ ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن رحمتِ عالم ﷺ نے قبیلہ دوس کے لئے یہ رحمت بھری دعا فرمائی کہ الٰہی! تو قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ چنانچہ پورا قبیلہ مسلمان ہو کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا۔ (مسلم، جلد:2، ص:307، باب فضائل غفار و دوس وغرہ)

ایک متکبر کا انجام:۔ حضورِ اقدس ﷺ کے سامنے ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانے لگا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے غرور سے کہا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ چونکہ اس مغرور نے گھمنڈ سے ایسا کہا تھا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کرے ایسا ہی ہو چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ہوا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر واقعی اپنے منہ تک نہیں لے جا سکتا تھا۔

(مسلم، جلد:2، ص:172، باب آداب الطعام)

مردے زندہ ہو گئے:۔ خدا عزوجل کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دینا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بہت ہی مشہور معجزہ ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا جامع بنایا ہے اس لئے آپ ﷺ کو بھی اس معجزہ کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے چند معجزات احادیث اور سیرت نبویہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

لڑکی قبر سے نکل آئی:۔ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لا سکتا جب تک کہ میری مردہ بچی زندہ نہ ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس نے اپنی لڑکی کی قبر دکھا دی حضورِ اکرم ﷺ نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا تو اس لڑکی نے قبر سے نکل کر جواب دیا کہ اے حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس لڑکی سے فرمایا کہ کیا تم پھر دنیا میں لوٹ کر آنا پسند کرتی ہو؟ لڑکی نے جواب دیا کہ نہیں یارسول اللہ! ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔ (زرقانی علی المواہب، جلد:5، ص:182، وشفاء، جلد:1 ص:211)

5۔ عالم علوی (آسمانی) کے معجزات

چاند دو ٹکڑے ہو گیا:۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے معجزات میں شق القمر کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ کفار مکہ نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھایئے۔ اس وقت آپ نے ان لوگوں کو شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر نظر آیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس وحضرت انس بن مالک وحضرت جبیر بن مطعم وحضرت علی بن ابی طالب وحضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حذیفہ بن یمان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد:5،ص:124)

ان روایات میں سب سے زیادہ صحیح اور مستند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جو بخاری ومسلم وترمذی وغیرہ میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس موقع پر موجود تھے اور انہوں نے اس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ:

حضور ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا۔ آپ نے کفار کو یہ منظر دکھا کر ان سے ارشاد فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ گواہ ہو جاؤ۔

(بخاری: جلد:2،ص:721،ص:722 باب قولہ وانشق القمر)

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ اس عظیم الشان معجزہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۔

(سورۃ القمر)

قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا اور یہ کفار اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو تو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

اس آیت کا صاف وصریح مطلب یہی ہے کہ قیامت قریب آگئی اور دنیا کی عمر کا قلیل حصہ باقی رہ گیا

کیونکہ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا جو علامات قیامت میں سے تھا وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ہو چکا مگر یہ واضح ترین اور فیصلہ کن معجزہ دیکھ کر بھی کفار مکہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ظالموں نے یہ کہا کہ محمد (ﷺ) نے ہم لوگوں پر جادو کر دیا اور اس قسم کی جادو کی چیزیں تو ہمیشہ ہوتی ہی رہتی ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:۔ آیت مذکورہ بالا کے بارے میں بعض ان ملحدین کا جو معجزہ شق القمر کے منکر ہیں یہ خیال ہے کہ اس شق القمر سے مراد خالص قیامت کے دن چاند کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا ہے جب کہ آسمان پھٹ جائے گا اور چاند ستارے جھڑ کر بکھر جائیں گے۔

مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ ان ملحدوں کی یہ بکواس سراسر لغو اور بالکل ہی بے سروپا خرافات والی بات ہے کیونکہ اولاً تو اس صورت میں بلا کسی قرینہ کے انشق (چاند پھٹ گیا) ماضی کے صیغہ کو ینشق (چاند پھٹ جائے گا) مستقبل کے معنی میں لینا پڑے گا جو بالکل ہی بلا ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ چاند شق ہونے کا ذکر کرنے کے بعد یہ فرمایا گیا ہے کہ: وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ یعنی شق القمر کی عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر کفار نے یہ کہا کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب کفار مکہ نے شق القمر کا معجزہ دیکھا تو اس کو جادو کہا ورنہ کھلی ہوئی بات ہے کہ قیامت کے دن جب آسمان پھٹ جائے گا اور چاند ستارے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جھڑ جائیں گے اور تمام انسان مر جائیں گے تو اس وقت اس کو جادو کہنے والا بھلا کون ہوگا؟ اس لیے بلا شبہ یقیناً اس آیت کے یہی معنی متعین ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا اور اس معجزہ کو دیکھ کر کفار نے اس کو جادو کا کرتب بتایا۔

ایک سوال وجواب:۔ ہاں البتہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جو اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ جب مکہ میں ظاہر ہوا تو آخر یہ معجزہ دوسرے ممالک اور دوسرے شہروں میں کیوں نہیں نظر آیا؟

اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اولاً تو مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے لوگوں نے بھی جیسا کہ

احادیث سے ثابت ہے اس معجزہ کو دیکھا۔ چنانچہ حضرت مسروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ معجزہ دیکھ کر کفار مکہ نے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) نے تم لوگوں پر جادو کر دیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ باہر سے آنے والے لوگوں سے پوچھنا چاہئے کہ دیکھیں وہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ محمد (ﷺ) کا جادو تمام انسانوں پر نہیں چل سکتا۔ چنانچہ باہر سے آنے والے مسافروں نے بھی یہ گواہی دی کہ ہم نے بھی شق القمر دیکھا ہے۔ (شفاء قاضی عیاض جلد:1 ص:183)

اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دوسرے ممالک اور شہروں کے باشندوں نے اس معجزہ کو نہیں دیکھا تو کسی چیز کو نہ دیکھنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ چیز ہوئی ہی نہیں۔ آسمان میں روزانہ قسم قسم کے آثار نمودار ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً رنگ برنگ کے بادل، قوس قزح، ستاروں کا ٹوٹنا، مگر یہ سب آثار انہی لوگوں کو نظر آتے ہیں جو اتفاق سے اس وقت آسمان کی طرف دیکھ رہے ہوں دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آتے۔

اسی طرح دوسرے ممالک اور شہروں میں یہ معجزہ نظر نہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے بعض مقامات پر ایک وقت میں چاند کا طلوع ہوتا ہے اور اس وقت میں دوسرے شہروں کے اندر چاند کا طلوع ہی نہیں ہوتا اسی لیے جب چاند میں گرہن لگتا ہے تو تمام ممالک میں گرہن نظر نہیں آتا۔ اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں اور شہروں میں ابر یا پہاڑ وغیرہ کے حائل ہو جانے سے کسی کسی وقت چاند نظر نہیں آتا۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں وہ نقشہ بعینہ نقل کر دیں جو قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین میں تحریر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت مکہ مکرمہ میں معجزہ شق القمر واقع ہوا اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کیا اوقات تھے؟ اس نقشہ کی ذمہ داری مصنف رحمۃ للعالمین کے اوپر ہے۔ ہم صرف نقل مطابق اصل ہونے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کی عبارت اور نقشہ حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اس سے بڑھ کر اب ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ اگر مکہ معظمہ میں یہ واقعہ رات کو بجے وقوع پذیر ہوا تو اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کیا اوقات تھے۔

نام ملک	گھنٹہ	منٹ	دن یا رات
ہندوستان	12	50	رات

یہ نقشہ اوقات اسٹینڈرڈ ٹائم کے حساب سے ہے۔ (رحمۃ للعالمین جلد سوم: ص:190)

ایک ثبوت: سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ: صوبہ مالوہ میں دریائے چنبل کے پاس انڈیا کے جنوب مغرب میں واقع مالا بار کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مالا بار کے ایک بادشاہ چکراوتی فارمس نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس نے سوچا کہ ضرور زمین پر کچھ ایسا ہوا ہے کہ جس کے نتیجے میں یہ واقعہ رونما ہوا اس نے اپنے یہاں کے پنڈتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عرب میں ایک نبی پیدا ہوں گے ان کے ہاتھ سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ظاہر ہوگا چنانچہ اس نے اس واقعے کی تحقیق کے لیے اپنے کارندے دوڑائے تو اسے خبر ملی کہ یہ معجزہ مکہ میں کسی نبی کے ہاتھوں رونما ہوا ہے اس نبی کی آمد کی پیشین گوئی عرب میں پہلے سے ہی پائی جاتی تھی چنانچہ اس نے نبی ﷺ سے ملاقات کا پروگرام بنایا اور اپنے بیٹے کو اپنا قائم مقام بنا کر عرب کی طرف سفر پر روانہ ہوا وہاں اس نے نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی اور مشرف با اسلام ہوا نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق جب وہ واپسی سفر پر گامزن ہوا تو یمن کے ظفر ساحل پر اس نے وفات پائی یمن میں اب بھی اس کا مقبرہ موجود ہے جس کو ہندوستانی راجہ کا مقبرہ کہا جاتا ہے اور لوگ اس کو دیکھنے کے لیے وہاں کا سفر بھی کرتے ہیں اسی معجزے کے رونما ہونے کی وجہ سے اور راجہ کے مسلمان ہونے کے سبب مالا بار کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا اس طرح انڈیا میں سب سے پہلے اسی علاقے کے لوگ مسلمان ہوئے بعد ازاں انہوں نے عربوں کے ساتھ اپنی تجارت کو بڑھایا نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل عرب کے لوگ اسی علاقے کے ساحلوں سے گزر کر تجارت کی غرض سے چین جاتے تھے یہ تمام واقعہ اور مزید تفصیلات لندن میں واقع انڈین آفس

لائبیریری کے پرانے مخطوطوں میں ملتاہے جس کاحوالہ نمبرہے۔ (Arabic ,2807,152-173)

اس واقعے کومولانا رفیع الدین صاحب نے بھی اپنے رسالہ شق القمر میں تاریخ فضلی سینقل کرر کھا ہے، جس میں مالوہ کے اس راجہ کا نام راجہ بھوج بتایا چاند کے دوٹکڑے ہونے پر بیدینوں نے بہت سے اعتراضات کیے ہیں ان سب کا جواب مولانا رفیع الدین نے اپنے رسالہ دفع اعتراضات معجزہ شق القمر میں خوب تفصیل سے دیا ہے اور بتایا ہے کہ حکماء یورپ کو بھی یہ مسئلہ ماننا پڑا اور فلاسفہ کا بہت بڑا طبقہ فلکیات میں خرق والتیام کا قائل ہے، سوائے مشائین کے وہ خرق والتیام کے منکر ہیں اگرچہ ان کے دلائل بہت کمزور ہیں اور علمائے کلام نے ان کا جواب دیا ہے۔

چاند کی حقیقت اور معجزہ (ایک تحقیقی رپورٹ): چاند دنیا کا واحد قدرتی سیّارہ ہے، اور سولر سسٹم کا پانچواں سب سے بڑا سیّارہ ہے 1959ء میں سب سے پہلے صرف سویت یونین کی طرف سے ایک "لونا پروگرام " کے تحت صرف ایک خلائی جہاز بھیجا گیا تھا اور پھر اس کے بعد 1968ء میں یونائیٹڈ سٹیٹ کے ناسا اپولو پروگرام کے تحت پہلی بار انسان نے چاند پر موجود چٹان یا پتھر کے نمونے لاکران کے بارے میں مزید ریسرچ کی، جو ابھی بھی جاری ہے۔۔۔۔۔!

سب سے پہلا خلائی مسافر جو خلا میں پہنچا، اس کو تو تقریبا سب ہی جانتے ہیں، اور اس پر باتیں بھی بہت ہوتی ہی رہتی ہے، لیکن سب سے آخری خلائی مسافر جو چاند پر پہنچے ان کے نام بہت کم لوگ جانتے ہیں، ان میں "ہیریسن شمٹ اور یوجین سرنین " شامل ہیں اسی طرح خلابازوں میں ایک نام شیخ مظفر شکور صاحب کا بھی ہے، جو پہلے ملائیشین خلاءباز تھے یہ اکتوبر 2007 رمضان کے مہینے میں خلا میں گئے، اور خلاء میں عبادت کے مسئلوں کی طرف توجہ دلائی، جس کے بعد اسلامک نیشنل فتوی کونسل نے باقاعدہ اس آسانی کیلیئے ایک فتوی کی کتاب جاری کی۔۔۔ باقی ایک انوشا انصاری نامی پہلی مسلم خاتون کو بھی خلائی سفر میں حصہ لینے کا اعزاز حاصل ہے۔

اس سفر کی ناسا کی طرف سے شائع کی گئی چاند کی تصویر قران اور نبیء آخرالزماں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے جو کہ سائنسی دنیا مین بھی کسی انقلاب سے کم نہیں جی میں بتاتا چلوں، تصویر ناسا کی طرف سے ہے، جو اپولو 10 اور اپولو 11 کی مدد سے لی گ ء، اپولو کیا ہے؟؟ اپولو ایک خلائی جہاز ہے، جس کے تحت انسان پہلی بار چاند پر پہنچا تھا، اس تصویر میں بالکل واضح ہے، کہ چاند ماضی میں 2 ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا، یہ ایک حقیقت ہے جس پر ناسا کے سائنسٹسٹ ابھی تک ریسرچ کرر ہے ہیں، لیکن ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچے یہ میرا ذاتی خیال ہے، کہ وہ قران، حدیث اور تاریخ کے بغیر اس پر ریسرچ کرر ہے ہو گے، ورنہ شاید کسی نتیجہ پر پہنچ جاتے، خیر یہ میرا ذاتی خیال ہے جو غلط بھی ہوسکتا ہے۔ ورنہ قران کی حقانیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلق ان کی اپنی سائنس سے ایجاد کرداہ بہت ساری چیزیں اور تحقیق خود منہ بولتے ثبوت ہیں۔

چاند کے متعلق کچھ اہم اور دلچسپ معلومات: یاد رہے، چاند دنیا کا واحد قدرتی سیّارہ ہے، اور سولر سسٹم کا پانچواں بڑا سیّارہ ہے۔

1۔ اگر کسی انسان کا وزن دنیا میں 100 پؤنڈز ہے، تو چاند پر اس کا وزن صرف 16، 6 پونڈ رہ جائے گا، اس طرح اگر کوئی چاند پر اچھلنے کی کوشش کرے، تو وہ دنیا کے مقابلے میں 6 گنا زیادہ اونچا اوچھل سکتا ہے، اور 6 گنا زیادہ بھاری وزن اٹھا سکتا ہے۔

2۔ چاند کی قوت ثقل یا کشش کا اثر سمندر کی لہروں پر بھی پڑتا ہے اگر آپ سمندر کی کنارے پر ہو، اور آپ کے بالکل اوپر چاند ہو، تو آپ کے پاس سمندر کی لہریں اور بھی تیزی سے آئیں گی۔

3۔ زمین سے ایک وقت میں چاند کی ایک ہی سائیڈ دیکھی جا سکتی ہے یعنی ہم اس کے دائیں بائیں یا پیچھے سے یا اوپر سے نہیں دیکھ سکتے۔

4۔ زمین سے چاند اور سورج دیکھنے میں ایک ہی سائز کے لگتے ہیں، لیکن سورج چاند سے 400 گنا زیادہ بڑا ہے۔

بیشک: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان زندہ معجزات میں سے ایک ہے، جس کی گواہی خود اللہ سبحانہ وتعالی نے دی، اور پھر احادیث، اور تاریخی اوراق، میں بھی رقم ہوئی اور اب تو خلق خدا بھی چیخ چیخ کر گواہی دے

رہی ہے، لیکن منکرین ہے، کہ اپنی ضد چھوڑنے پر آج بھی تیار نہیں، جن کیلیئے افسوس ہی کیا سکتا ہے۔ ورنہ تو اور کوئی چارہ نہیں بیشک اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ساتھ کیا وعدہ پورا فرمایا، اور "بلندتر کردیا آپ کے ذکر کو "مزید دن بہ دن ہوتا ہی جارہا ہے، لاکھوں کروڑوں درود وسلام آپ پر۔۔۔(صلی اللہ علیہ وسلما تسلیما کثیرا)

سورج پلٹ آیا:۔ حضورِ اقدس ﷺ کے آسمانی معجزات میں سورج پلٹ آنے کا معجزہ بھی بہت ہی عظیم الشان معجزہ اور صداقتِ نبوت کا ایک واضح ترین نشان ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان ہے کہ خیبر کے قریب ''منزل صہبا'' میں حضور ﷺ نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر اقدس رکھ کر سو گئے اور آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر اقدس کو اپنی آغوش میں لیے بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو آپ نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! یقیناً علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا تو سورج کو واپس لوٹا دے تا کہ علی نماز عصر ادا کرلیں۔

حضرت بی بی اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔

(زرقانی، جلد:5،ص:113 وشفاء، جلد:1،ص:185 ومدارج النبوۃ، جلد:2،ص:252)

اس میں شک نہیں کہ بخاری کی روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر نہیں ہے لیکن یاد رکھیے کہ کسی حدیث کا بخاری میں نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ حدیث بالکل ہی بے اصل ہے۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ انہی حدیثوں میں سے چن کر انہوں نے بخاری شریف میں اگر مکررات ومتابعات کو شامل کر کے شمار کی جائیں تو صرف نو ہزار بیاسی حدیثیں لکھی ہیں اور اگر مکررات و متابعات کو چھوڑ کر گنتی کی جائے تو کل حدیثوں کی تعداد دو ہزار سات سو اکسٹھ 2761 رہ جاتی ہیں۔ (مقدمہ فتح الباری)

باقی حدیثیں جو حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کو زبانی یاد تھیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بے اصل اور موضوع نہ ہوں گی بلکہ وہ بھی یقیناً صحیح یا حسن ہی ہوں گی تو آخر وہ سب کہاں ہیں؟ اور کیا ہوئیں؟ تو اس بارے میں یہ کہنا ہی پڑے گا کہ دوسرے محدثین نے انہی حدیثوں کو اور کچھ دوسری حدیثوں کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہوگا۔ چنانچہ منزل صہبا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر کے لیے سورج پلٹ آنے کی حدیث کو بہت سے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت امام ابو جعفر طحاوی، احمد بن صالح، وامام طبرانی وقاضی عیاض نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے اور امام طحاوی نے تو یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ امام احمد بن صالح جو امام احمد بن حنبل کے ہم پلہ ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ یہ روایت عظیم ترین معجزہ اور علامات نبوت میں سے ہے لہٰذا اس کو یاد کرنے میں اہل علم کو نہ پیچھے رہنا چاہیے نہ غفلت برتنی چاہیے۔

(مدارج النبوۃ، جلد:2،ص:254)

بہر حال جن جن محدثین نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے ان کی ایک مختصر فہرست یہ ہے:

(1) حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل الآثار میں۔

(2) حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں۔

(3) حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم کبیر میں۔

(4) حضرت حافظ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مرویات میں۔

(5) حضرت حافظ ابوالبشر رحمۃ اللہ علیہ نے الذریۃ الطاہرہ میں۔

(6) حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں۔

(7) حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص المتشابہ میں۔

(8) حضرت حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے الزہر الباسم میں۔

(9) حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں۔

(10) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف اللبس میں۔

(11) حضرت علامہ ابن یوسف دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے مزیل اللبس میں۔

(12) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء میں۔

(13) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں۔

(14) حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے زرقانی علی المواہب میں۔

(15) حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں۔

اس حدیث پر علامہ ابن جوزی نے اپنی عادت کے موافق جو جرحیں کی ہیں اور اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے، حضرت علامہ عینی نے عمدۃ القاری جلد:7،ص:146 میں تحریر فرمایا ہے کہ علامہ ابن جوزی کی جرحیں قابل التفات نہیں ہیں، حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کو سندیں لکھ کر فرمایا" کھٰذَانِ الْحَدِیْثَانِ ثَابِتَانِ وَرُوَاتُھُمَا ثِقَاتٌ" یعنی یہ دونوں روایتیں ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔ (شفاء شریف، جلد:1،ص:185)

اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی علامہ ابن جوزی کی جرحوں کو رد کر دیا ہے اور اس حدیث کے صحیح اور حسن ہونے کی پرزور تائید فرمائی ہے۔

(مدارج النبوۃ، جلد:2،ص:254)

اسی طرح ازالۃ الخفاء میں علامہ محمد بن یوسف دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب" مزیل اللبس عن حدیث ردالشمس" کی یہ عبارت منقول ہے کہ:

اعلم ان هذا الحديث رواه الطحاوی فی کتابه شرح مشکل الاثار عن اسماء بنت عميس من طريقين و قال هذان الحديثان ثابتان و رواتهما ثقات و نقله قاضی عياض فی الشفاء و الحافظ ابن سيد الناس فی بشری اللبيب و الحافظ علاء الدين مغلطائی فی کتابه الزهر الباسم و صححه ابو الفتح الازدی و حسنه ابو زرعة بن العراقی و شيخنا الحافظ جلال الدين السيوطی فی الدرر المنتشرة فی الاحاديث المشتهرة و قال الحافظ احمد بن صالح و ناهيک به لا ينبغی لمن

سبيله العلم التخلف عن حديث اسماء لانه من اجل علامات النبوة و قد انکر الحفاظ علی ابن الجوزی ايراده الحديث فی کتاب الموضوعات۔

(التقریر المعقول فی فضل الصحابۃ واہل بیت الرسول:ص:88)

تم جان لو کہ اس حدیث کو امام طحاوی نے اپنی کتاب "شرح مشکل الآثار" میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں اور ان دونوں کے روایت کرنے والے ثقہ ہیں اور اس حدیث کو قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن سید الناس نے "بشری اللبیب" میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب "الزہر الباسم" میں نقل کیا ہے اور ابوالفتح ازدی نے اس حدیث کو صحیح بتایا اور ابوزرعہ عراقی اور ہمارے شیخ جلال الدین سیوطی نے "الدرر المنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ" میں اس حدیث کو حسن بتایا اور حافظ احمد بن صالح نے فرمایا کہ تم کو یہی کافی ہے اور علماء کو اس حدیث سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے کیونکہ یہ نبوت کے بہت بڑے معجزات میں سے ہے اور حدیث کے حفاظ نے اس بات کو برا مانا ہے کہ "ابن جوزی" نے اس حدیث کو "کتاب الموضوعات" میں ذکر کر دیا ہے۔

سورج ٹھہر گیا:۔ حضور اقدس ﷺ کے آسمانی معجزات میں سے سورج پلٹ آنے کے معجزہ کی طرح چلتے ہوئے سورج کا ٹھہر جانا بھی ایک بہت ہی عظیم معجزہ ہے جو معراج کی رات گزر کر دن میں وقوع پذیر ہوا۔ چنانچہ یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے حضور اقدس ﷺ سے اپنے اس قافلہ کے حالات دریافت کیے جو ملک شام سے مکہ آ رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے تمہارے اس قافلہ کو بیت المقدس کے راستہ میں دیکھا ہے اور وہ بدھ کے دن مکہ آ جائے گا۔ چنانچہ قریش نے بدھ کے دن شہر سے باہر نکل کر اپنے قافلہ کی آمد کا انتظار کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا اس وقت حضور ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو ٹھہرا دیا اور ایک گھڑی دن کو بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ وہ قافلہ آن پہنچا۔

(زرقانی: جلد:5،ص:114 وشفاء، جلد:1،ص:185)

واضح رہے کہ "حبس الشمس" یعنی سورج کو ٹھہرا دینے کا معجزہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لیے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء سابقین میں سے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے بھی یہ معجزہ ظاہر ہو چکا ہے۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن وہ بیت المقدس میں قوم جبارین سے جہاد فرما رہے تھے ناگہاں سورج ڈوبنے لگا اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر سورج غروب ہو گیا تو سنیچر کا دن آ جائے گا اور سنیچر کے دن موسوی شریعت کے حکم کے مطابق جہاد نہ ہو سکے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی تک سورج کو چلنے سے روک دیا یہاں تک کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام قوم جبارین پر فتح یاب ہو کر جہاد سے فارغ ہو گئے۔ (تفسیر جلالین، سورہ مائدہ، ص:98 و تفسیر جمل، جلد:1، ص:480)

ستاروں کا قریب آنا: بیہقی نے عثمان ابن ابی العاص کی ماں فاطمہ بنت عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت میں وہاں موجود تھی آپ ﷺ جس وقت پیدا ہوئے میں نے دیکھا سارا گھر نور سے بھر گیا اور ستارے اس قدر قریب آ گئے تھے کہ اس امر کا گمان ہوا کہ یہ تارے اب گر پڑیں گے۔

انگلی کے اشارے سے چاند کا حرکت کرنا: بیہقی، صابونی، خطیب اور ابن عسا کرنے عباس بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے، عباس کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ: میرے اسلام لانے کا سبب آپ ﷺ کی نبوت کی ایک علامت ہوئی ہے وہ علامت یہ ہے کہ جس وقت آپ اپنی ابتدائی عمر میں اپنی پنگورے (جھولے) میں آرام فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ اپنی انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے تو جس طرف آپ ﷺ اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں چاند سے باتیں کرتا تھا چاند مجھے رونے سے باز رکھتا تھا اور جب چاند عرش کے نیچے سجدہ کے لیے گرتا تھا تو میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا، صابونی کا بیان ہے کہ یہ روایت معجزات میں حسن ہے۔

معراج شریف:۔ حضورِ اکرم ﷺ کے آسمانی معجزات میں سے معراج کا واقعہ بھی بہت زیادہ

اہمیت کا حامل اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ہی ماوراء اور عقل انسانی کے قیاس و گمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

احادیث و سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کو بہت کثیر التعداد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے صحابیوں کو نام بنام گنایا ہے جنہوں نے حدیث معراج کو روایت کیا ہے۔

معراج کب ہوئی؟:۔ معراج کی تاریخ، دن اور مہینہ میں بہت زیادہ اختلافات ہیں۔ لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا اور ابن قتیبہ دینوری (المتوفی 267ھ) اور ابن عبدالبر (المتوفی 463ھ) اور امام رافعی و امام نووی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ معراج رجب کے مہینے میں ہوا۔ اور محدث عبدالغنی مقدسی نے رجب کی ستائیسویں بھی متعین کر دی ہے اور علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے اور بعض مورخین کی رائے ہے کہ یہی سب سے زیادہ قوی روایت ہے۔

(زرقانی، جلد:1، ص:355 تا ص:358)

معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی:۔ جمہور علماء ملت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ صرف ایک بار ہوئی جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین نیز صوفیہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ علامہ حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (استاد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ) نے تحریر فرمایا کہ: وَ الْاَصَحُّ اَنَّهٗ كَانَ فِی الْيَقْظَةِ بِجَسَدِهٖ مَعَ رُوْحِهٖ وَ عَلَيْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ فَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ بِالرُّوْحِ فَقَطْ اَوْ فِی النَّوْمِ فَقَطْ فَمُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ فَاسِقٌ. (تفسیرات احمدیہ، بنی اسرائیل: ص:407)

اور سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ ہوئی یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ معراج فقط روحانی ہوئی یا معراج فقط خواب میں ہوئی وہ

شخص بدعتی وگمراہ اور گمراہ کن وفاسق ہے۔

دیدارِ الٰہی:۔ کیا معراج میں حضور ﷺ نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور ان حضرات نے "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ٥" کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی شکل وصورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

(شفاء، جلد:1،ص:120 تا 121)

چنانچہ عبداللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد ﷺ نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا۔ یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد ﷺ نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى" کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ: "رَاَیْتُ رَبِّیْ" یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبدالرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ابن اسحٰق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جی ہاں اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور ﷺ نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔

(شفاء، جلد:1،ص:119 تاص:120)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شریک بن عبداللہ نے جو معراج کی روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ:

حَتّٰی جَآءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ (بخاری، جلد:2،ص:1120، باب قول اللہ: وکلم اللہ ۔الخ

حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے اور عزت والا جبار (اللہ تعالیٰ) یہاں تک قریب ہوا اور نزدیک آیا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

بہر حال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور ﷺ نے شبِ معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔

اس معاملہ میں رویت کے علاوہ ایک روایت بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شوکت وشان اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں ۔۔۔۔۔۔ کے ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا۔ مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق ومحبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق ومحبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابل فہم بات ہے۔ لہٰذا ہم عشق بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتا رہے گا کہ:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا   جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ)

مختصر تذکرۂ معراج:۔ معراج کی رات آپ ﷺ کے گھر کی چھت کھلی اور ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور آپ کو حرم کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب انور کو نکال کر آب زمزم سے دھویا پھر ایمان وحکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا۔ پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے۔ براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی۔ بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کو جو وہاں حاضر تھے دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔ (تفسیر روح البیان، جلد:5،ص:112)

جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ بوقتِ ملاقات ہر پیغمبر نے خوش آمدید !اے پیغمبر صالح کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت پر جب انوار الٰہی کا پرتو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی اور اس

میں رنگ برنگ کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا۔ پھر حضرت حق جل جلالہ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت ونزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی" کے رمز واشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرما دیا ہے۔

بارگاہ الٰہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ ورسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

(1) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ (2) یہ خوشخبری کہ آپ ﷺ کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔ (3) امت پر پچاس وقت کی نماز۔

جب آپ ﷺ ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا لہٰذا آپ واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا۔ اے محبوب !آپ کی امت کے لیے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی۔ نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر وثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ ﷺ عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الٰہیہ کا معاینہ ومشاہدہ فرما کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا۔ ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ ﷺ مسجد حرام میں پہنچ کر چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی

تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو روسائے قریش کو سخت تعجب ہوا یہاں تک کہ بعض کور باطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کیے چونکہ اکثر روسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضور ﷺ کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لیے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے در و دیوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا۔ چنانچہ کفار قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ، کتاب الانبیاء، کتاب التوحید، باب المعراج وغیرہ مسلم باب المعراج وشفاء، جلد:1،ص:185، وتفسیر روح المعانی، جلد:15،ص:4 تاص:10 وغیرہ کا خلاصہ)

سفر معراج کی سواریاں:۔ امام علائی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ معراج میں حضور ﷺ نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا مکہ سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک نور کی سیڑھیوں پر، آسمان اول سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضرت جبریل علیہ السلام کے بازو پر، سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک رفرف پر۔ (تفسیر روح المعانی، جلد:15،ص:10)

سفر معراج کی منزلیں:۔ بیت المقدس سے مقام قاب قوسین تک پہنچنے میں آپ نے دس منزلوں پر قیام فرمایا اور ہر منزل پر کچھ گفتگو ہوئی اور بہت سی خداوندی نشانیوں کو ملاحظہ فرمایا۔

(1) آسمان اول (2) دوسرا آسمان (3) تیسرا آسمان (4) چوتھا آسمان (5) پانچواں آسمان (6) چھٹا آسمان (7) ساتواں آسمان (8) سدرۃ المنتہیٰ (9) مقام مستویٰ جہاں آپ نے قلم قدرت کے چلنے کی آوازیں سنیں (10) عرش اعظم. (تفسیر روح المعانی, جلد15: ص:10)

بادل کٹ گیا:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عرب میں نہایت ہی سخت

قسم کا قحط پڑا ہوا تھا اس وقت جب کہ آپ ﷺ خطبہ کے لیے منبر پر چڑھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) بارش نہ ہونے سے جانور ہلاک اور بال بچے بھوک سے تباہ ہو رہے ہیں لہٰذا آپ دعا فرمایئے۔ اس وقت آسمان میں کہیں بدلی کا نام و نشان نہیں تھا مگر جوں ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اٹھایا ہر طرف سے پہاڑوں کی طرح بادل آ کر چھا گئے اور ابھی آپ منبر پر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کے قطرات آپ کی نورانی داڑھی پر ٹپکنے لگے اور آٹھ دن تک مسلسل موسلا دھار بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جب دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ کے لیے منبر پر رونق افروز ہوئے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) مکانات منہدم ہو گئے اور مال مویشی غرق ہو گئے لہٰذا دعا فرمایئے کہ بارش بند ہو جائے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے پھر اپنا مقدس ہاتھ اٹھا دیا اور یہ دعا فرمائی کہ " اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا " اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو اور ہم پر نہ بارش ہو۔ پھر آپ نے بدلی کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا تو مدینہ کے ارد گرد سے بادل کٹ کر چھٹ گیا اور مدینہ اور اس کے اطراف میں بارش بند ہو گئی۔ (بخاری: جلد:1،ص:127, باب الاستسقاء فی الجمعہ)

ایک ضروری تبصرہ:۔ یہ چند آسمانی معجزات جو مذکور ہوئے اس بات کی دلیل ہیں کہ:
حضورِ اقدس ﷺ خدا کی عطا کی ہوئی طاقت سے آسمانی کائنات میں بھی تصرفات فرماتے ہیں اور آپ کی خداداد سلطنت کی حکمرانی زمین ہی تک محدود نہیں بلکہ آسمانی مخلوقات میں بھی آپ کی حکومت کا سکہ چلتا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوا کرتے ہیں اور میرے دونوں آسمانی وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور میرے زمین کے دونوں وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔

(مشکوٰۃ جلد:2،ص:540، باب مناقب ابوبکر و عمر)

ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے وزیر اس کی سلطنت کی حدود ہی میں رہا کرتے ہیں۔ اگر آسمانوں میں حضور ﷺ کی سلطنت خداداد نہ ہوتی تو حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام آپ کے دو وزیروں کی حیثیت

سے بھلا آسمانوں میں کس طرح مقیم رہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ شہنشاہ مدینہ ﷺ کی بادشاہی بہ عطاء الٰہی زمین وآسمان کی تمام مخلوقات پر ہے۔

نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام   صاحب رجعت شمس وشق القمر

اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام   عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں

قرآن مجید:۔ رسول اعظم ﷺ کے معجزات نبوت میں سے قرآن مجید بھی ایک بہت ہی جلیل القدر معجزہ اور آپ کی صداقت کا ایک فیصلہ کن نشان ہے۔ بلکہ اگر اس کو اعظم المعجزات کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت کا انکشاف ہوگا جس کی پردہ پوشی ناممکن ہے کیونکہ حضورِ اقدس ﷺ کے دوسرے معجزات تو اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئے اور آپ کے زمانے ہی کے لوگوں نے اس کو دیکھا مگر قرآن مجید آپ کا وہ عظیم الشان معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے فصحاءِ عرب کو قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک بار اس طرح چیلنج دیا کہ:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَايَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ (بنی اسرائیل)

(اے محبوب) فرمادیجئے کہ اگر تمام انسان وجن اس کام کے لیے جمع ہو جائیں کہ قرآن کا مثل لائیں تو نہ لاسکیں گے اگرچہ ان کے بعض بعض کی مدد کریں۔

مگر کوئی بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ پھر قرآن نے ایک بار اس طرح چیلنج دیا کہ: قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ ۔ (ہود)

یعنی اگر تم لوگ پورے قرآن کا مثل نہیں لاسکتے تو قرآن جیسی دس ہی سورتیں بنا کر لاو۔

مگر انتہائی جدوجہد کے باوجود یہ بھی نہ ہو سکا۔ پھر قرآن نے اس طرح للکارا کہ

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (بقرۃ)

(اے حبیب) آپ فرمادیجئے کہ اگر تم لوگوں کو اس میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمایا ہے تو تم اس جیسی ایک ہی سورۃ لے آو اور اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو

اللہ اکبر! قرآن عظیم کی عظیم الشان ومعجزانہ فصاحت وبلاغت کا بول بالا تو دیکھو کہ عرب کے تمام وہ فصحاء وبلغاء جن کی فصیحانہ شعر گوئی اور خطیبانہ بلاغت کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج رہا تھا مگر وہ اپنی پوری پوری کوششوں کے باوجود قرآن کی ایک سورۃ کے مثل بھی کوئی کلام نہ لاسکے۔ حد ہوگئی کہ قرآن مجید نے فصحاءِ عرب سے یہاں تک کہہ دیا کہ: فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ۔ (سورہ طور)

یعنی اگر کفار عرب سچے ہیں تو قرآن جیسی کوئی ایک ہی بات لائیں۔

الغرض چار چار مرتبہ قرآن کریم نے فصحاءِ عرب کو للکارا، چیلنج دیا، جھنجھوڑا کہ وہ قرآن کا مثل بنا کر لائیں۔ مگر تاریخ عالم گواہ ہے کہ چودہ سو برس کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک کوئی شخص بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول نہ کر سکا اور قرآن کے مثل ایک سورۃ بھی بنا کر نہ لاسکا۔ یہ آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ قرآن مجید حضور خاتم النبیین ﷺ کا ایک لاثانی معجزہ ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی کر سکا ہے نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔

علم غیب:۔ حضورِ اقدس ﷺ کے معجزات میں سے آپ کا علم غیب بھی ہے۔ اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ علم غیب ذاتی تو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں مگر اللہ اپنے برگزیدہ بندوں یعنی اپنے نبیوں اور رسولوں وغیرہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن)

(اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ (آل عمران)

اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگوں! تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں

میں سے جسے چاہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا۔ اور آپ نے ہزاروں غیب کی خبریں اپنی امت کو دیں جن میں سے کچھ کا تذکرہ تو قرآن مجید میں ہے باقی ہزاروں غیب کی خبروں کا ذکر احادیث کی کتابوں اور سیر و تواریخ کے دفتروں میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ: تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ۔ (ہود)

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

ہم یہاں ان بے شمار غیب کی خبروں میں سے مثال کے طور پر چند کا ذکر تحریر کرتے ہیں۔ پہلے ان چند غیب کی خبروں کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیے: جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

غالب مغلوب ہوگا:۔ 614ء میں روم اور فارس کے دونوں بادشاہوں میں ایک جنگِ عظیم شروع ہوئی چھبیس ہزار یہودیوں نے بادشاہ فارس کے لشکر میں شامل ہو کر ساٹھ ہزار عیسائیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ 616ء میں بادشاہ فارس کی فتح ہوگئی اور بادشاہ روم کا لشکر بالکل ہی مغلوب ہو گیا اور رومی سلطنت کے پرزے پرزے اڑ گئے۔ بادشاہ روم اہل کتاب اور مذہباً عیسائی تھا اور بادشاہ فارس مجوسی مذہب کا پابند اور آتش پرست تھا۔ اس لیے بادشاہ روم کی شکست سے مسلمانوں کو رنج و غم ہوا اور کفار کو انتہائی شادمانی و مسرت ہوئی۔ چنانچہ کفار نے مسلمانوں کو طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ تم اور نصاریٰ اہل کتاب ہو اور ہم اور اہل فارس بے کتاب ہیں جس طرح ہمارے بھائی تمہارے بھائیوں پر فتح یاب ہو کر غالب آ گئے اسی طرح ہم بھی ایک دن تم لوگوں پر غالب آ جائیں گے۔ کفار کے ان طعنوں سے مسلمانوں کو اور زیادہ رنج و صدمہ ہوا۔

اس وقت رومیوں کی یہ افسوسناک حالت تھی کہ وہ اپنے مشرقی مقبوضات کا ایک ایک چپہ کھو چکے تھے۔ خزانہ خالی تھا۔ فوج منتشر تھی ملک میں بغاوتوں کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ شہنشاہ روم بالکل نالائق تھا۔ ان حالات میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بادشاہ روم بادشاہ فارس پر غالب ہو سکتا تھا مگر ایسے وقت میں نبی صادق نے قرآن کی زبان سے کفار مکہ کو یہ پیش گوئی سنائی کہ: الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی

الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ م بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ط ۔ (روم)

رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صرف نو سال کے بعد خاص صلح حدیبیہ کے دن بادشاہ روم کا لشکر اہل فارس پر غالب آ گیا اور مخبر صادق کی یہ خبر غیب عالم وجود میں آ گئی۔

ہجرت کے بعد قریش کی تباہی:۔ حضور اقدس ﷺ نے جس بے سروسامانی کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس کسمپرسی اور بے کسی کے عالم میں کچھ حبشہ، کچھ مدینہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ یہ بے سروسامان اور غریب الدیار مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی ناقابل تسخیر عسکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ گل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن خداوند علام الغیوب کا محبوب دانائے غیوب ﷺ ہجرت سے ایک سال پہلے ہی قرآن پڑھ پڑھ کر اس خبر غیب کا اعلان کر رہا تھا کہ: وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْکَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (بنی اسرائیل)

اگر وہ تم کو سرزمین مکہ سے گھبرا چکے تا کہ تم کو اس سے نکال دیں تو وہ اہل مکہ تمہارے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ہی سال کے بعد غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفار مکہ کی لشکری طاقت کی جڑ کٹ گئی اور ان کی شان و شوکت کا جنازہ نکل گیا۔

مسلمان ایک دن شہنشاہ ہوں گے:۔ ہجرت کے بعد کفار قریش جوشِ انتقام میں آپے

سے باہر ہو گئے اور بدر کی شکست کے بعد تو جذبہ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا۔ تمام قبائل عرب کو ان لوگوں نے جوش دلا دلا کر مسلمانوں پر یلغار کر دینے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خونریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جس میں مسلمانوں کو تنگ دستی، فاقہ مستی، قتل و خونریزی، قسم قسم کی حوصلہ شکن مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لیے سکون میسر نہیں تھا۔ مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے اور رات رات بھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ نبوت کا پہرہ دیا کرتے تھے لیکن عین اس پریشانی اور بے سروسامانی کے ماحول میں دونوں جہان کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا یہ اعلان نشر فرمایا کہ مسلمانوں کو خلافت ارض یعنی دین و دنیا کی شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا۔ چنانچہ غیب داں رسول نے اپنے دلکش اور شیریں لہجہ میں قرآن کی ان روح پرور اور ایمان افروز آیتوں کو علی الاعلان تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط۔ (سورہ نور)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

مسلمان جن نامساعد حالات اور پریشان کن ماحول کی کشمکش میں مبتلا تھے ان حالات میں خلافتِ ارض اور دین و دنیا کی شہنشاہی کی یہ عظیم بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی بھلا کون تھا جو یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بے کس گروہ جس کو کفار مکہ نے طرح طرح کی اذیتیں دے کر کچل ڈالا تھا اور اس نے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ کر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی اور اس کو یہاں آ کر بھی سکون و اطمینان کی نیند نصیب نہیں ہوئی تھی بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس گروہ کو ایسی شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین پر خدا کے سوا ان کو کسی اور کا ڈر نہ ہوگا۔ بلکہ ساری دنیا ان کے جاہ و جلال سے ڈر کر لرزہ براندام رہے گی مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بشارت پوری ہوئی

اور ان مسلمانوں نے شہنشاہ بن کر دنیا پر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام متمدن حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کے پرچم عظمت اسلام کی شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ کیا اب بھی کسی کو اس پیشین گوئی کی صداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

فتح مکہ کی پیشگوئی:۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے اس طرح ہجرت فرمائی تھی کہ رات کی تاریکی میں اپنے یارِ غار کے ساتھ نکل کر غار ثور میں رونق افروز رہے۔ آپ کی جان کے دشمنوں نے آپ کی تلاش میں سرزمین مکہ کے چپے چپے کو چھان مارا اور آپ ان دشمنوں کی نگاہوں سے چھپتے اور بچتے ہوئے غیر معروف راستوں سے مدینہ منورہ پہنچے۔ ان حالات میں بھلا کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چھپ کر روتے ہوئے اپنے پیارے وطن مکہ کو خیر باد کہنے والا رسولِ برحق ایک دن فاتح مکہ بن کر فاتحانہ جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں اپنی فتح مبین کا پرچم لہرائے گا اور اس کے دشمنوں کی قاہر فوج اس کے سامنے قیدی بن کر دست بستہ سر جھکائے لرزہ براندام کھڑی ہوگی۔ مگر نبی غیب داں نے قرآن کی زبان سے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا کہ: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔ (سورہ نصر)

جب اللہ کی مدد اور فتح (مکہ) آ جائے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اُس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی کہ 8ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور آپ فاتح مکہ ہونے کی حیثیت سے افواجِ الٰہی کے جاہ و جلال کے ساتھ مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہوئے اور کعبہ معظمہ میں داخل ہو کر آپ نے دوگانہ ادا فرمایا اور اہل عرب فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے قبل اِکا دُکا لوگ اسلام قبول کرتے تھے۔

جنگِ بدر میں فتح کا اعلان: ۔جنگ بدر میں جب کہ کل تین سو تیرہ مسلمان تھے جو بالکل ہی نہتے، کمزور اور بے سروسامان تھے بھلا کسی کے خیال میں بھی آ سکتا تھا کہ ان کے مقابلہ میں ایک ہزار کا لشکر جرار جس کے پاس ہتھیار اور عسکری طاقت کے تمام سامان وا وزار موجود تھے شکست کھا کر بھاگ جائے گا اور ستر مقتول اور ستر گرفتار ہو جائیں گے مگر جنگ بدر سے برسوں پہلے مکہ مکرمہ میں آیتیں نازل ہوئیں اور رسول برحق نے اقوام عالم کو کئی برس پہلے جنگ بدر میں اس طرح اسلامی فتح مبین کی بشارت سنائی کہ: اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔

کیا وہ کفار کہتے ہیں کہ ہم سب متحد اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ یہ لشکر عنقریب شکست کھا جائیگا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَایَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۔(فتح)

اور اگر کفار تم (مسلمانوں) سے لڑیں گے تو یقیناً وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔

یہودی مغلوب ہوں گے: ۔مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کے یہودی قبائل بہت ہی مالدار، انتہائی جنگجو اور بہت بڑے جنگ باز تھے اور ان کو اپنی لشکری طاقت پر بڑا گھمنڈ اور ناز تھا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین کا حال سن کر ان یہودیوں نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کہ قبائل قریش فنون جنگ سے ناواقف اور بے ڈھنگے تھے اس لیے وہ جنگ ہار گئے اگر مسلمانوں کو ہم جنگ بازوں اور بہادروں سے پالا پڑا تو مسلمانوں کو ان کی چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ اور واقعی صورتحال ایسی ہی تھی کہ سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ مٹھی بھر کمزور اور بے سروسامان مسلمانوں سے قبائل یہود کا یہ مسلح و منظّم لشکر کبھی شکست کھا جائے گا۔ مگر اس حال و ماحول میں غیب داں رسول نے قرآن کی زبان سے اس غیب کی خبر کا اعلان فرمایا کہ: وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ط مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ط وَاِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ

(آل عمران)

اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے یہ بہتر ہوتا ان میں کچھ ایماندار اور اکثر فاسق ہیں اور وہ تم (مسلمانوں) کو بجز تھوڑی تکلیف دینے کے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو یقیناً پشت پھیر دیں گے پھر ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود کے قبائل میں سے بنو قریظہ قتل کر دیئے گئے اور بنو نضیر جلاوطن کر دیئے گئے اور خیبر کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور باقی یہود ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرنے پر مجبور ہو گئے۔

عہد نبوی کے بعد کی لڑائیاں: ۔قرآن مجید کی پیشگوئیاں اور غیب کی خبریں صرف انہیں جنگوں کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں تھیں جو عہد نبوی میں ہوئیں بلکہ اس کے بعد خلفاء کے دور خلافت میں عرب و عجم میں جو عظیم و خوں ریز لڑائیاں ہوئیں ان کے متعلق بھی قرآن مجید نے پہلے سے پیشگوئی کر دی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ مسلمانوں کو رُوم و ایران کی زبردست حکومتوں سے جو لڑائیاں لڑنی پڑیں وہ تاریخ اسلام کے بہت ہی زریں اوراق اور نمایاں واقعات ہیں مگر قرآن مجید نے برسوں پہلے ان جنگوں کے نتائج کا اعلان ان لفظوں میں کر دیا تھا: قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ج ۔(فتح)

جہاد میں پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دو کہ عنقریب تم کو ایک سخت جنگجو قوم سے جنگ کرنے کے لیے بلایا جائے گا تم لوگ ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔

اس پیش گوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ روم و ایران کی جنگجو اقوام سے مسلمانوں کو جنگ کرنی پڑی جس میں بعض جگہ خونریز معرکے ہوئے اور بعض جگہ کے کفار نے اسلام قبول کر لیا۔ الغرض اس قسم کی بہت سی غیب کی خبریں قرآن مجید میں مذکور ہیں جن کو غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعات کے واقع ہونے سے بہت پہلے اقوامِ عالم کے سامنے بیان فرما دیا اور یہ تمام غیب کی خبریں آفتاب کی طرح ظاہر ہو کر اہل عالم کے سامنے زبان حال سے اعلان کر رہی ہیں اور قیامت تک اعلان کرتی رہیں گی کہ

رفعت شانِ رفعنا لک ذِکرک دیکھے　　　چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے

احادیث میں غیب کی خبریں

اسلامی فتوحات کی پیشگوئیاں:۔ ابتداء اسلام میں مسلمان جن آلام ومصائب میں گرفتار اور جس بے سروسامانی کے عالم میں تھے اس وقت کوئی اس کو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چند نہتے، فاقہ کش اور بے سروسامان مسلمان قیصر وکسریٰ کی جابر حکومتوں کا تختہ الٹ دیں گے۔ لیکن غیب جاننے والے پیغمبر صادق نے اس حالت میں پورے عزم ویقین کے ساتھ اپنی امت کو یہ بشارتیں دیں کہ اے مسلمانو! تم عنقریب قسطنطنیہ کو فتح کروگے اور قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں تمہارے دست تصرف میں ہوں گی۔ مصر پر تمہاری حکومت کا پرچم لہرائے گا۔ تم سے ترکوں کی جنگ ہوگی جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور چہرے چوڑے چوڑے ہوں گے اور ان جنگوں میں تم کو فتح مبین حاصل ہوگی۔ (بخاری، جلد:1، ص:504 تاص:513، باب علامات النبوۃ)

تاریخ گواہ ہے کہ غیب داں نبی ﷺ کی دی ہوئی یہ سب غیب کی خبریں عالم ظہور میں آئیں۔

قیصر وکسریٰ کی بربادی:۔ عین اس وقت جب کہ قیصر وکسریٰ کی حکومتوں کے پرچم انتہائی جاہ وجلال کے ساتھ دنیا پر لہرا رہے تھے اور بظاہر ان کی بربادی کا کوئی سامان نظر نہیں آرہا تھا مگر غیب داں نبی ﷺ نے اپنی امت کو یہ غیب کی خبر سنائی کہ: اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (بخاری، جلد:1، ص:511، باب علامات النبوۃ)

جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (مسلمانوں کے ہاتھ سے) خرچ کیے جائیں گے۔

دنیا کا ہر مورخ اس حقیقت کا گواہ ہے کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ اور قیصر کی تباہی کے بعد نہ پھر کسی نے سلطنت فارس کا تاج خسروی دیکھا نہ رومی

سلطنت کا روئے زمین پر کہیں وجود نظر آیا۔ کیوں نہ ہو کہ یہ غیب داں نبی صادق کی وہ غیب کی خبریں ہیں جو خداوند علام الغیوب کی وحی سے آپ نے دی ہیں۔ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ غیب داں نبی کی دی ہوئی غیب کی خبریں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی خلاف واقع ہوسکیں۔

یمن، شام، عراق فتح ہوں گے:۔ حضور اکرم ﷺ نے یمن وشام وعراق کے فتح ہونے سے برسوں پہلے یہ غیب کی خبر دی تھی کہ یمن فتح کیا جائے گا تو لوگ اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے اور اپنے اہل وعیال اور متبعین کو لے کر (مدینہ سے) یمن چلے آئیں گے حالانکہ مدینہ ہی کا قیام ان کے لیے بہتر تھا۔ کاش وہ لوگ اس بات کو جان لیتے۔

پھر شام فتح کیا جائے گا تو ایک قوم اپنے گھر والوں اور اپنے پیروی کرنے والوں کو لے کر سواریوں کو ہنکاتے ہوئے (مدینہ سے) شام چلی آئے گی حالانکہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر تھا کاش! وہ لوگ اس کو جان لیتے۔

پھر عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے گھر والوں اور جو ان کا کہنا مانیں گے ان سب کو لے کر سواریوں کو ہنکاتے ہوئے (مدینہ سے) عراق آجائیں گے حالانکہ مدینہ ہی کی سکونت ان کے لیے بہتر تھی کاش! وہ اس کو جان لیتے۔ (مسلم، جلد:1، ص:445، باب ترغیب الناس فی سکنی المدینہ)

یمن 8ھ میں فتح ہوا اور شام وعراق اس کے بعد فتح ہوئے لیکن غیب جاننے والے مخبر صادق ﷺ نے برسوں پہلے یہ غیب کی خبریں دے دی تھیں جو حرف بحرف پوری ہوئیں۔

فتح مصر کی بشارت:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ عنقریب مصر کو فتح کروگے اور وہ ایسی زمین ہے جہاں کا سکہ قیراط کہلاتا ہے۔ جب تم لوگ اس کو فتح کرو تو اس کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ تمہارے اور ان کے درمیان ایک تعلق اور رشتہ ہے۔ (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصر کی تھیں جن کی اولاد میں سارا عرب ہے۔) اور جب تم دیکھنا کہ وہاں ایک اینٹ بھر جگہ کے لیے دو آدمی جھگڑا کرتے

ہوں تو تم مصر سے نکل جانا۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنی آنکھ سے مصر میں یہ دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن شرحبیل اور ان کے بھائی ربیعہ ایک اینٹ بھر جگہ کے لیے لڑ رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی وصیت کے مطابق مصر چھوڑ کر چلے آئے۔

(مسلم، جلد:2،ص:311، باب وصیۃ النبی ﷺ)

بیت المقدس کی فتح:۔ بیت المقدس کی فتح ہونے سے برسوں پہلے حضورِ اقدس مخبر صادق ﷺ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے اپنی امت سے ارشاد فرمایا کہ: قیامت سے پہلے چھ چیزیں گن رکھو(1) میری وفات (2) بیت المقدس کی فتح (3) پھر طاعون کی وبا جو بکریوں کی گلٹیوں کی طرح تمہارے اندر شروع ہو جائے گی۔(4) اس قدر مال کی کثرت ہو جائے گی کہ کسی آدمی کو سو دینار دینے پر بھی وہ خوش نہیں ہوگا۔(5) ایک ایسا فتنہ اٹھے گا کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہیں رہے گا جس میں فتنہ داخل نہ ہوا ہو۔(6) تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی اور رومی عہد شکنی کریں گے وہ اسی جھنڈے لے کر تمہارے اوپر حملہ آور ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی۔

(بخاری، جلد:1،ص:450، باب:مایحذر من الغدر)

خوفناک راستے پر امن ہو جائیں گے۔:۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا تو ایک شخص نے آکر فاقہ کی شکایت کی پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے راستوں میں ڈاکہ زنی کا شکوہ کیا۔ یہ سن کر شہنشاہِ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی! اگر تمہاری عمر لمبی ہوگی تو تم یقیناً دیکھو گے کہ ایک پردہ نشین عورت اکیلی حیرہ سے چلے گی اور مکہ آکر کعبہ کا طواف کرے گی اور اس کو خدا کے سوا کسی کا کوئی ڈر نہیں ہوگا۔

حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا قبیلہ ''طی'' کے وہ ڈاکو جنہوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے کہاں چلے جائیں گے؟

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے لمبی عمر پائی تو یقیناً تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانوں کو مسلمان اپنے ہاتھوں سے کھولیں گے اور اے عدی! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ضرور ضرور دیکھو گے کہ ایک

آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر تلاش کرتا پھرے گا کہ کوئی اس کے صدقہ کو قبول کرے مگر کوئی شخص ایسا نہیں آئے گا جو اس کے صدقہ کو قبول کرے (کیونکہ ہر شخص کے پاس بکثرت مال ہوگا اور کوئی فقیر نہ ہوگا۔) حضرت عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ اے لوگو! یہ تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ واقعی حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت اکیلی طوافِ کعبہ کے لیے چلی آئی ہے اور وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور میں خود ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو کھول کر نکالا۔ یہ دو چیزیں تو میں نے دیکھ لیں اے لوگو! اگر تم لوگوں کی عمریں دراز ہوئیں تو یقیناً تم لوگ تیسری چیز کو بھی دیکھ لو گے کہ کوئی فقیر نہیں ملے گا جو صدقہ قبول کرے۔

(بخاری، جلد:1،ص:507 تا ص:508 باب علامات النبوۃ)

فاتح خیبر کون ہوگا:۔ جنگ خیبر کے دوران ایک دن غیب داں نبی ﷺ نے یہ فرمایا کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور اسی کے ہاتھ سے خیبر فتح ہوگا۔ اس خوشخبری کو سن کر لشکر کے تمام مجاہدین نے اس انتظار میں نہایت ہی بے قراری کے ساتھ رات گزاری کہ دیکھیں کون وہ خوش نصیب ہے جس کے سر اس بشارت کا سہرا بندھتا ہے۔ صبح کو ہر مجاہد اس امید پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا کہ شاید وہی اس خوش نصیبی کا تاجدار بن جائے۔ ہر شخص گوش بر آواز تھا کہ ناگہاں شہنشاہ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ! ﷺ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ قاصد بھیج کر انہیں بلاؤ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو حضورِ اقدس ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر دعا فرمادی جس سے فی الفور وہ اس طرح شفایاب ہو گئے کہ گویا انہیں کبھی آشوب چشم ہوا ہی نہیں تھا۔ پھر آپ نے ان کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا اور خیبر کا میدان اسی دن ان کے ہاتھوں سے سر ہو گیا۔ (بخاری: جلد:2،ص:405 باب غزوہ خیبر)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن قبل ہی یہ بتا دیا کہ کل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کو فتح کریں گے۔ " مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا یعنی "کل کون کیا کرے گا کا علم غیب ہے جو اللہ

تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا۔

تیس برس خلافت پھر بادشاہی:۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس برس تک خلافت رہے گی اس کے بعد بادشاہی ہو جائے گی۔ اس حدیث کو سنا کر حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ گن لو ! حضرت ابو بکر کی خلافت دو برس اور حضرت عمر کی خلافت دس برس اور حضرت عثمان کی خلافت بارہ برس اور حضرت علی کی خلافت چھ برس یہ کل تیس برس ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (مشکوۃ، جلد:2، ص:442 کتاب الفتن)

70ھ اور لڑکوں کی حکومت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ 70ھ کے شروع اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگو۔ (مشکوۃ، جلد:2، ص:323)

اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی تباہی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو سنا کر فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم چاہو تو میں ان لڑکوں کے نام بتا سکتا ہوں وہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہیں۔ (بخاری، جلد:1، ص:509 باب علامات النبوۃ)

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ 70ھ میں بنوامیہ کے کم عمر حاکموں نے جو فتنے برپا کیے واقعی یہ ایسے فتنے تھے کہ جن سے ہر مسلمان کو خدا کی پناہ مانگنی چاہیے۔ ان واقعات کی برسوں پہلے نبی برحق ﷺ نے خبر دی جو یقیناً غیب کی خبر ہے۔

ترکوں سے جنگ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم لوگ ایسی قوم سے نہ لڑو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے اور جب تک تم لوگ قوم ترک سے نہ لڑو گے جو چھوٹی آنکھوں والے، سرخ چہروں والے، چپٹی ناکوں والے ہوں گے۔ ان کے چہرے گویا ہتھوڑوں سے پٹی ہوئی ڈھالوں کی مانند (چوڑے چپٹے) ہوں گے اور ان کے جوتے بال کے ہوں گے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ تم لوگ خوز و کرمان کے عجمیوں سے جنگ کرو گے جن کے چہرے سرخ،

ناکیں چپٹی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔

اور تیسری روایت میں یہ ہے کہ قیامت سے پہلے تم لوگ ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے وہ اہل بارز ہیں۔ (یعنی صحراؤں اور میدانوں میں رہنے والے ہیں۔)

(بخاری، جلد:1، ص:507، باب علامات النبوۃ)

غیب داں نبی ﷺ نے یہ خبریں اس وقت دی تھیں جب اسلام ابھی پورے طور پر زمین حجاز میں بھی نہیں پھیلا تھا۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ مخبر صادق ﷺ کی یہ تمام پیشگوئیاں پہلی ہی صدی کے آخر تک پوری ہو گئیں کہ مجاہدین اسلام کے لشکروں نے ترکوں اور صحراؤں میں رہنے والے بربریوں سے جہاد کیا اور اسلام کی فتح مبین ہوئی اور ترک و بربری اقوام دامن اسلام میں آ گئیں۔

ہندوستان میں مجاہدین:۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ہندوستان میں اسلام کے داخل اور غالب ہونے کی خوشخبری سناتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ: میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جہنم سے آزاد فرما دیا ہے۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور ایک وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم مسلمانوں سے ہندوستان میں جہاد کرنے کا وعدہ فرمایا تھا تو اگر میں نے وہ زمانہ پالیا جب تو میں اس کی راہ میں اپنی جان و مال قربان کر دوں گا اور اگر میں اس جہاد میں شہید ہو گیا تو میں بہترین شہید ٹھہروں گا اور اگر میں زندہ لوٹا تو میں دوزخ سے آزاد ہونے والا ابو ہریرہ ہوں گا۔ (نسائی، جلد: 2، ص:43 باب غزوۃ الہند)

امام نسائی نے 302ھ میں وفات پائی اور انہوں نے اپنی کتاب سلطان محمود غزنوی کے حملہ ہندوستان 392ھ سے تقریباً سو برس پہلے تحریر فرمائی۔

تمام دنیا کے مورخین گواہ ہیں کہ غیب داں نبی ﷺ نے اپنی زبان قدسی بیان سے ہندوستان کے بارے میں سینکڑوں برس پہلے جس غیب کی خبر کا اعلان فرمایا تھا وہ حرف بحرف پوری ہو کر رہی کہ محمد بن قاسم نے سرزمین سندھ و مکران پر جہاد فرمایا اور محمود غزنوی و شہاب الدین غوری نے ہندوستان کے سومنات و

اجمیر وغیرہ پر جہاد کر کے اس ملک میں اسلام کا پرچم لہرایا۔ یہاں تک کہ سرزمین ہند میں ناگالینڈ کی پہاڑیوں سے کوہ ہندوکش تک اور راس کماری سے ہمالیہ کی چوٹیوں تک اسلام کا پرچم لہرا چکا۔ حالانکہ مخبر صادق ﷺ نے یہ پیشین گوئی اس وقت دی تھی جب اسلام سرزمین حجاز سے بھی آگے نہیں پہنچ پایا تھا۔ ان غیب کی خبروں کو لفظ بلفظ پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر کون ہے جو غیب داں نبی ﷺ کے دربار میں اس طرح نذرانہ عقیدت نہ پیش کرے گا کہ۔

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں
سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

کون کہاں مرے گا:۔ جنگِ بدر میں لڑائی سے پہلے ہی حضورِ اقدس ﷺ صحابہ کو لے کر میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور اپنی چھڑی سے لکیر کھینچ کھینچ کر بتایا کہ یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے۔ یہ ابوجہل کا مقتل ہے۔ اس جگہ قریش کا فلاں سردار مارا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ ہر سردار قریش کے قتل ہونے کے لیے آپ نے جو جو جگہیں مقرر فرما دی تھیں اسی جگہ اس کافر کی لاش خاک و خون میں لتھڑی ہوئی پائی گئی۔ (مسلم، جلد:2، ص:102، باب غزوہ بدر)

حضرت فاطمہ کی وفات کب ہوگی:۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنے مرض وفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس بلا کر ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کے کان میں ایک اور بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا، تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوبارہ دریافت کرنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضورِ اقدس ﷺ نے پہلی مرتبہ میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی اسی

بیماری میں وفات پا جاؤں گا۔ یہ سن کر میں فرطِ غم سے رو پڑی پھر فرمایا کہ اے فاطمہ! میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پا کر مجھ سے ملوگی۔ یہ سن کر میں ہنس پڑی کہ حضور ﷺ سے میری جدائی کا زمانہ بہت ہی کم ہوگا۔ (بخاری، جلد:1، ص:512)

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ دونوں غیب کی خبریں حرف بحرف پوری ہوئیں کہ آپ نے اپنی اسی بیماری میں وفات پائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صرف چھ مہینے کے بعد وفات پا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملیں۔

خود اپنی وفات کی اطلاع:۔ جس سال حضورِ اقدس ﷺ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی، پہلے ہی سے آپ نے اپنی وفات کا اعلان فرمانا شروع کر دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع سے پہلے ہی حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا تو ان کے رخصت کرتے وقت آپ نے ان سے فرمایا کہ اے معاذ! اب اس کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو گے جب تم واپس آؤ گے تو میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد:5، ص:35)

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ عرفات میں ایک لاکھ پچیس ہزار سے زائد مسلمانوں کا اجتماع عظیم تھا۔ آپ ﷺ نے وہاں دوران خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ شاید آئندہ سال تم لوگ مجھ کو نہ پاؤ گے۔

اسی طرح مرض وفات سے کچھ دنوں پہلے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ چاہے تو دنیا کی زندگی کو اختیار کر لے اور چاہے تو آخرت کی زندگی قبول کر لے تو اس بندے نے آخرت کو قبول کر لیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ آپ تو ایک بندے کے بارے میں یہ خبر دے رہے ہیں تو اس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے رونے کا کیا موقع ہے؟ مگر جب حضور ﷺ نے اس کے چند ہی دنوں کے بعد وفات پائی تو ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ اختیار دیا ہوا بندہ حضور ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم والے تھے۔

(کیونکہ انہوں نے ہم سب لوگوں سے پہلے یہ جان لیا تھا کہ وہ اختیار دیا ہوا بندہ خود حضورِ اقدس ﷺ ہی ہیں۔) (بخاری، جلد: 1، ص: 519 باب قول النبی ﷺ سدوا الابواب الخ)

حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہید ہوں گے:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ اس وقت پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ اے احد ! ٹھہر جا اور یقین رکھ کہ تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو (عمر و عثمان) شہید ہیں۔

(بخاری، جلد: 1، ص: 519، باب فضل ابی بکر)

نبی اور صدیق کو تو سب جانتے تھے لیکن حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے بعد سب کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ دو شہید کون تھے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت ملے گی:۔ حضرت ابوسعید خدری و حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کھود رہے تھے اس وقت حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیر کر ارشاد فرمایا کہ افسوس ! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ (مسلم، جلد: 2، ص: 395، کتاب الفتن)

یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ یقیناً خطا کا مرتکب تھا۔ لیکن چونکہ ان لوگوں کی خطا اجتہادی تھی لہٰذا یہ لوگ گنہگار نہ ہوں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی مجتہد اگر اپنے اجتہاد میں صحیح اور درست مسئلہ تک پہنچ گیا تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا اور اگر مجتہد نے اپنے اجتہاد میں خطا کی جب بھی اس کو ایک

ثواب ملے گا۔ (حاشیہ بخاری بحوالہ کرمانی، جلد: 1، ص: 509، باب علامات النبوۃ)

اس لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لعن طعن ہرگز ہرگز جائز نہیں کیونکہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس جنگ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔

پھر یہ بات بھی یہاں ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ مصری باغیوں کا گروہ جنہوں نے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر کے ان کو شہید کر دیا تھا یہ لوگ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑ رہے تھے تو ممکن ہے کہ گھمسان کی جنگ میں انہی باغیوں کے ہاتھ سے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ہوں۔ اس صورت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہو گا کہ افسوس اے عمار! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور اس قتل کی ذمہ داری سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پاک رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہر حال حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لعن طعن کرنا رافضیوں کا مذہب ہے حضرات اہل سنت کو اس سے پرہیز کرنا لازم و ضروری ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ مدینہ کے ایک باغ میں ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کھلوا کر اندر آئے تو آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے ان کو بھی جنت کی خوشخبری سنائی۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے ان کو جنت کی بشارت کے ساتھ ساتھ ایک امتحان اور آزمائش میں مبتلا ہونے کی بھی اطلاع دی۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کی دعا مانگی اور یہ کہا کہ خدا مددگار رہے۔

حضرت علی کی شہادت:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کرام حضورِ

اقدس ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بتادوں کہ سب سے بڑھ کر دو بدبخت انسان کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ! (ﷺ) بتائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قوم ثمود کا سرخ رنگ والا وہ بدبخت جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا اور دوسرا وہ بدبخت انسان جو اے علی! تمہارے یہاں پر (گردن کی طرف اشارہ کیا) تلوار مارے گا۔

(مستدرک حاکم، جلد:3، ص:140 تا ص:141 مطبوعہ حیدرآباد)

یہ غیب کی خبر اس طرح ظہور پذیر ہوئی کہ رمضان 40ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلوار سے قاتلانہ حملہ کیا جس سے زخمی ہو کر دو دن بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خوشخبری:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ جا کر اس قدر شدید بیمار ہو گئے کہ ان کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی۔ ان کو اس بات کی بہت زیادہ بے چینی تھی کہ اگر میں مر گیا تو میری ہجرت نامکمل رہ جائے گی۔ حضور اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کی بے قراری دیکھ کر تسلی دی اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی اور یہ بشارت دی کہ امید ہے کہ تم ابھی نہیں مرو گے بلکہ تمہاری زندگی لمبی ہو گی اور بہت سے لوگوں کو تم سے نفع اور بہت سے لوگوں کو تم سے نقصان پہنچے گا۔

(بخاری، جلد:1، ص:383، کتاب الوصایا)

یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فتوحات عجم کی بشارت تھی۔ کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کا سپہ سالار بن کر ایران پر فوج کشی کی اور چند سال میں بڑے بڑے معرکوں کے بعد بادشاہ ایران کسریٰ کے تخت و تاج کو چھین لیا۔ اس طرح مسلمانوں کو ان کی ذات سے بڑا فائدہ اور کفار مجوس کو ان کی ذات سے نقصان عظیم پہنچا۔ ایران حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہوا اور اس لڑائی کا نقشہ جنگ خود امیر المومنین نے ماہرین جنگ کے مشوروں سے تیار فرمایا تھا۔

حجاز کی آگ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجاز کی زمین سے ایک ایسی آگ نہ نکلے جس کی روشنی میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔ (مسلم، جلد:2، ص:393، کتاب الفتن)

اس غیب کی خبر کا ظہور 654ھ میں ہوا۔ چنانچہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا کہ یہ آگ ہمارے زمانے میں 654ھ میں مدینہ کے اندر ظاہر ہوئی۔ یہ آگ اس قدر بڑی تھی کہ مدینہ کے مشرقی جانب سے لے کر حرہ کی پہاڑیوں تک پھیلی ہوئی تھی اس آگ کا حال ملک شام اور تمام شہروں میں تواتر کے طریقے پر معلوم ہوا ہے اور ہم سے اس شخص نے بیان کیا جو اس وقت مدینہ میں موجود تھا۔ (شرح مسلم نووی، جلد:2، ص:393 کتاب الفتن)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ 3 جمادی الآخرۃ 654ھ کو مدینہ منورہ میں ناگہاں ایک گھڑگھڑاہٹ کی آواز سنائی دینے لگی پھر نہایت ہی زوردار زلزلہ آیا جس کے جھٹکے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد دو دن تک محسوس کیے جاتے رہے۔ پھر بالکل اچانک قبیلہ قریظہ کے قریب پہاڑوں میں ایک ایسی خوفناک آگ نمودار ہوئی جس کے بلند شعلے مدینہ سے ایسے نظر آ رہے تھے کہ گویا یہ آگ مدینہ منورہ کے گھروں میں لگی ہوئی ہے۔ پھر یہ آگ بہتے ہوئے نالوں کی طرح سیلاب کے مانند پھیلنے لگی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ پہاڑیاں آگ بن کر بہتی چلی جا رہی ہیں اور پھر اس کے شعلے اس قدر بلند ہو گئے کہ آگ کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا اور آگ کے شرارے ہر چہار طرف فضاؤں میں اڑنے لگے۔ یہاں تک کہ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ سے نظر آنے لگی اور بہت سے لوگوں نے شہر بصریٰ میں رات کو اسی آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنوں کو دیکھ لیا۔ اہل مدینہ آگ کے اس ہولناک منظر سے لرزہ براندام ہو کر دہشت اور گھبراہٹ کے عالم میں توبہ اور استغفار کرتے ہوئے حضور اقدس ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس پناہ لینے کے لیے مجتمع ہو گئے۔ ایک ماہ سے زائد عرصہ تک یہ آگ جلتی رہی اور پھر خود بخود رفتہ رفتہ اس طرح بجھ گئی کہ اس کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا۔

(تاریخ الخلفاء، ص:324)

فتنوں کے علمبردار:۔ حضرت حذیفہ بن یمان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم !میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا جانتے ہوئے انجان بن رہے ہیں۔ واللہ! دنیا کے خاتمہ تک جتنے فتنوں کے ایسے قائدین ہیں جن کے متبعین کی تعداد تین سو یا اس سے زائد ہوں ان سب فتنوں کے علمبرداروں کا نام، ان کے باپوں کا نام، ان کے قبیلوں کا نام رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو بتا دیا ہے۔ (ابوداود، جلد:2،ص:231، کتاب الفتن)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے گمراہوں اور فتنوں کے ہزاروں لاکھوں سرداروں اور علمبرداروں کے نام مع ولدیت وسکونت حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو بتا دیئے۔ ظاہر ہے کہ یہ علم غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔

قیامت تک کے واقعات:۔ مسلم شریف کی حدیث ہے، حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہم لوگوں کو نماز فجر پڑھا کر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم لوگوں کو خطبہ سناتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا۔ پھر آپ نے منبر سے اتر کر نماز ظہر ادا فرمائی۔ پھر خطبہ دینے میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ اس وقت آپ نے منبر سے اتر کر نماز عصر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو اس دن بھر کے خطبہ میں حضور ﷺ نے ہم لوگوں کو تمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے تھے تو جس شخص نے جس قدر زیادہ اس خطبہ کو یاد رکھا وہ ہم صحابہ میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(مشکوۃ، جلد:2،ص:543)

ضروری انتباہ:۔ مذکورہ بالا واقعات ان ہزاروں واقعات میں سے صرف چند ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے غیب کی خبریں دی ہیں۔ بلاشبہ ہزاروں واقعات جو صحاح ستہ اور احادیث کی دوسری کتابوں میں ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں، امت کو جھنجھوڑ کر متنبہ کر رہے ہیں کہ اول سے ابد تک کے تمام علوم غیبیہ کے خزانوں کو علام الغیوب جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کے سینہ نبوت میں ودیعت

فرما دیا ہے۔ لہٰذا ہر امتی کو یہ عقیدہ رکھنا لازمی اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن مجید کی مقدس تعلیم کا وہ عطر ہے جس سے اہل سنت کی دنیائے ایمان معطر ہے جیسا کہ خود خداوند عالم جل مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ: **وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔**

اللہ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم عطا فرما دیا جس کو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔

6۔عالم بساط (عناصر اربعہ) کے معجزات

پانی سے متعلق معجزات

انگلیوں سے پانی کا چشمہ: احادیث کی تلاش وجستجو سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے تقریباً تیرہ مواقع پر پانی کی نہریں جاری ہوئیں۔ ان میں سے صرف ایک موقع کا ذکر یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: 6ھ میں رسول اکرم ﷺ عمرہ کا ارادہ کر کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے میدان میں اتر پڑے۔ مقام حدیبیہ میں صحابہ کرام کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی، نبی کریم ﷺ کے پاس ایک لوٹا تھا جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا تھا لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں پینے اور وضو کرنے کے لیے بالکل پانی نہیں ہے بس وہی تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کے لوٹے میں وضو سے بچ گیا، آنحضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ لوٹے میں ڈال دیا تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی ابلنے لگا، تمام صحابہ نے وضو کیا اور خوب پانی پیا، حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ اس لشکر میں کتنے آدمی تھے انہوں نہ کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو آدمی تھے؛ لیکن ایک لاکھ ہوتے تب بھی یہ پانی کافی ہوجاتا، اس طرح کا معجزہ حضرت موسیٰ سے بھی ظاہر ہوا تھا کہ چھڑی مارتے ہی پتھر سے پانی کے چشمے نکل پڑے تھے؛ لیکن آنحضور ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ سے بھی افضل ہے کیونکہ عام طور پر عادۃً پتھروں سے پانی نکلا ہی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ۔ (البقرۃ:)

بے شک بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں سے پانی کے چشمے نکلتے ہیں، بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی بہہ نکلتا ہے۔

لیکن گوشت پوست سے پانی نکلنا کبھی نہیں ہوتا اس لیے آنحضور ﷺ کا یہ معجزہ بہت عجیب ہے پھر وہاں عصا کو پتھر پر مارنے سے پانی نکلتا تھا اور یہاں دست مقدس کی انگلیاں چشموں کا کام دے رہی تھیں یہ حضور ﷺ کے معجزے کی امتیازی شان ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت تم لوگ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ پندرہ سو کی تعداد میں تھے مگر پانی اس قدر زیادہ تھا کہ " لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا"۔

(مشکوٰۃ، جلد:2، ص:532 باب المعجزات)

اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو سب کو یہ پانی کافی ہوجاتا۔ یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت انس وحضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایتوں سے بھی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہونے کی حدیثیں مروی ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے قریب مقام زوار پر تشریف فرما تھے، آپ کی خدمت میں پانی کا ایک برتن لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ برتن میں رکھ دیا؛ چنانچہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ ابلنے لگا تین سو کے قریب آدمی تھا سب نے اس پانی سے وضو کیا۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضور ﷺ کے معجزات کو برکت اور خوشحالی کی علامت سمجھتے تھے اور تم لوگ سمجھتے ہو کہ معجزات ڈرانے کے لیے ہیں، پھر حضرت ابن مسعود نے واقعہ بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے پانی تھوڑا سا رہ گیا تھا، آپ ﷺ نے بچا ہوا پانی منگوایا اور اپنا مبارک ہاتھ اس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ پاک کرنے والے پانی اور اللہ تعالیٰ کی برکت حاصل کرو اور لو یہ پاک پانی اور اللہ کی برکت ہے، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی جوش مار کر نکلتے ہوئے میں نے خود دیکھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح کی آواز سنی بخاری شریف کی اس روایت میں آنحضور ﷺ کے دو معجزے مذکور ہیں ایک انگشتہائے مبارک سے پانی کا نکلنا دوسرے کھانے کی تسبیح کا

سننا۔ (بخاری، جلد: 1، ص506 وص:505، علامات النبوۃ)

سبحان اللہ! اسی حسین منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر　　ندیاں پنج آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حدیبیہ کا کنواں: بخاری شریف میں براء بن عازب سے روایت ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہم چودہ سو افراد حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے، حدیبیہ میں ایک کنواں تھا اس کا پانی ہم نے سب کھینچ کر استعمال کرلیا، ایک قطرہ بھی اس میں پانی نہ بچا، آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کے کنارے بیٹھ گئے اور ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو کرکے پھر کلی کی اور دعا کی اور بچے ہوئے پانی کو کنویں میں ڈال کر فرمایا کہ تھوڑی دیر کنویں کو چھوڑ دو، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اتنا پانی ہوگیا کہ ہمارے لشکر اور لشکر والوں کے مویشی خوب سیر ہوگئے، بیس دن تک یہاں قیام رہا برابر اس کنویں سے پانی لیتے رہے، حضرت جابر کی روایت میں تعداد پندرہ سو تھی اور حضرت براء بن عازب کی روایت میں چودہ سو بیان کیا گیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ چودہ سو سے زیادہ اور پندرہ سو سے کم تھے، جس روای نے کسر کو شمار کرکے بیان کیا اس نے پندرہ سو بتائے اور جس نے کسر کو چھوڑ کر بتایا اس نے حدیبیہ میں مسلمانوں کی تعداد چودہ سو بتائی، دونوں بیان تخمینی ہے، حدیبیہ میں آنحضور ﷺ کا قیام بیس دن رہا۔

پانی کے مشکیزے: صحیحین میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول نے ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی آنحضور ﷺ نے سواری سے اتر کر حضرت علی اور ایک دوسرے شخص کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ پانی تلاش کرو؛ چنانچہ یہ لوگ گئے، ایک عورت ملی جس کے پاس پانی کے دو مشکیزے تھے اس عورت کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے، آپ نے ایک برتن منگوا کر ان دونوں مشکیزوں سے پانی انڈیلا اور صحابہ سے فرمایا کہ پیو، حضرت عمران کا بیان ہے کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے خوب سیراب ہوکر پیا اور ہمارے پاس جتنی مشکیں اور برتن تھے سب

اس پانی سے بھر لیے، اس کے بعد بھی خدا کی قسم اس عورت کی مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی: مسلم شریف میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سفر میں صحابہ سے فرمایا کہ تم آج سورج ڈھلنے کے بعد سے رات بھر سفر جاری رکھنا، اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں پانی ملیگا، لوگ تیزی کے ساتھ چلتے رہے اور نبی کریم ﷺ آدھی رات تک چل کر راستے سے ایک کنارے پر ساتھیوں کے ساتھ رات گزارنے کے لیے اتر پڑے، آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمادی کہ تم لوگ نہ سوجانا نماز کا خیال رکھنا فجر کی نماز فوت نہ ہوجائے، اتفاق کی بات کہ شب میں تمام لوگوں کی آنکھ لگ گئی اور سب سوتے رہ گئے؛ یہاں تک کہ سب سے پہلے آنحضور ﷺ اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ آپ کی پشت مبارک پر پڑنے لگی، آپ ﷺ نے ساتھیوں کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا وہاں سے چل کر جب سورج ذرا اونچا ہوا تو آپ ﷺ سواری سے اترے ایک بڑا لوٹا میرے پاس تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ ﷺ نے منگوا کر اس پانی سے درمیانی اور معمولی وضو فرمایا اور تھوڑا سا پانی لوٹے میں بچا دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس پانی کو حفاظت سے رکھنا اس پانی کا ایک حال اور شان ہے، اس کے بعد حضرت بلال نے اذان دی اور سنتوں کے بعد آنحضور ﷺ نے قضا نماز با جماعت ادا کی، نماز کے بعد سفر شروع ہوا جب دھوپ زیادہ ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ پیاس کے مارے مسافر جاں بلب ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا گھبراؤ نہیں آپ ﷺ نے وہ لوٹا منگوایا اور لوٹے سے پانی ڈالنا شروع کیا اور ابو قتادہ نے لوگوں کو پانی پلانا شروع کیا، پانی دیکھ کر قافلہ کے سب لوگ ٹوٹ پڑے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا مت گھبراؤ تم سب آسودہ ہوجاؤ گے چنانچہ پلاتے پلاتے سب لوگوں کو سیراب کردیا، ابو قتادہ کہتے ہیں کہ بعد میں آنحضور ﷺ اور میں دو آدمی بچ گئے میں نے درخواست کی کہ پہلے آپ ﷺ نوش فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا ابو قتادہ پہلے تم پیو پلانے والے اور ساقی کو پیچھے ہی پینا چاہیے؛ چنانچہ میں نے پیا اور آپ ﷺ نے سب کے بعد میں پانی نوش فرمایا۔

بیہقی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کا پانی قبا کے کنویں میں ڈال دیا، قبا ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے تو اس میں اتنا پانی ہو گیا کہ کبھی اس میں کمی نہ پیدا ہوئی۔

بیہقی اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑائی کے موقع پر مجاہدین کو پیاس کی بہت تکلیف ہوئی، حضرت عمر نے آنحضور ﷺ سے درخواست کی کہ پانی کے لیے خدا سے دعا فرمایے، آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی اسی وقت ایک گھٹا اٹھی اور اتنی بارش ہوئی کہ لوگ خوب سیراب ہو گئے، بعض شارحین نے لکھا ہے کہ یہ معجزہ جنگ بدر میں ظاہر ہوا تھا اور اسی معجزہ کی طرف سورہ انفال میں اشارہ ہے: وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ۔ (انفال:)

اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسمان سے پانی نازل کرے گا تا کہ تم کو پاک کر دے۔

لعاب مبارک کی برکت: ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان میں ایک کنواں تھا، آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا میٹھا ہو گیا کہ مدینے میں اس کے مقابل کسی کنوئیں کا پانی نہ رہا۔

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ڈول زم زم کا لایا گیا آپ ﷺ نے اس میں کلی کر دی اسی وقت اس پانی میں مشک سے زیادہ خوشبو پیدا ہو گئی۔

پانی دودھ بن گیا: ابن سعد نے سالم ابن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو سامان سفر کے طور پر پانی سے بھری ہوئی ایک مشک منہ بند کر کے دی اور دعا بھی فرمائی، جب نماز کے وقت صحابہ نے مشک کا منہ کھولا تو اس میں دودھ بھرا ہوا ملا اور اس کے منہ پر مکھن جما ہوا موجود تھا۔

دریائے نیل: امام مستغفری نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں جب مصر فتح ہوا تو مصر کے لوگوں نے وہاں کے گورنر عمرو بن العاص سے کہا کہ دریائے نیل کا یہ دستور ہے کہ جب اس

مہینہ کی بارہویں تاریخ کو ایک کنواری حسین لڑکی کو اس کے ماں باپ سے اجازت لے کر اپنے کپڑے اور زیور پہنا کر نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس میں پانی جاری ہو جاتا ہے بغیر اس رسم کے نیل میں پانی نہیں آتا اس لیے آپ بھی ایسا ہی کریں، عمرو بن العاص نے کہا کہ یہ رسم اسلام میں نہیں چلیگی، اسلام نے سابقہ تمام بری رسموں کو مٹا دیا ہے چنانچہ تین مہینہ تک دریائے نیل خشک رہا اور چونکہ مصر کی کھیتی کا دار مدار نیل کے پانی پر ہی تھا اس لیے تمام آبادی نے پریشان ہو کر مجبوراً شہر چھوڑنے کا ارادہ کر لیا، عمرو بن العاص نے سارا حال لکھ کر حضرت عمر کی خدمت میں بھیج دیا، حضرت عمر نے جواب لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ مصر کی پرانی رسم پر عمل نہ کیا، اسلام تو اس قسم کی رسموں کو مٹانے کے لیے آیا ہے نہ کہ اس قسم کی مشرکانہ رسوم کی سرپرستی کرنے کو، اس خط میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ملفوت رقعہ رکھ کر حکم دیا کہ تم اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا، جب خط عمرو بن العاص کے پاس پہنچا اور وہ رقعہ پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اللہ کے بندے عمر امیر المسلمین کی طرف سے یہ رقعہ نیل کے نام بھیجا جاتا ہے اے نیل! اگر تیرا جاری ہونا خود تیرے اختیار میں ہے اور تو جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے واحد کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم اس ذات سے دعا کرتے ہیں کہ جاری کر دے، عمرو بن العاص نے رقعہ کو نیل میں ڈال دیا، اسی رات نیل کا پانی جاری ہو گیا سولہ گز پانی ایک رات میں بڑھ گیا، اسی وقت سے وہ رسم بد ختم ہو گئی، آنحضور ﷺ کی امت کے ایک فرد کی یہ کرامت ہے جس نبی کی پیروی میں یہ کرامت پیدا ہوا اس کا یہ معجزہ کہا جائے تو بے جا نہیں۔

آگ سے متعلق معجزات

ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا: صحیحین میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر اس میں آ نکلا جو کسی طرح ہم لوگوں سے نہ ٹوٹ سکا، آنحضور ﷺ کو جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور خندق میں اترے؛ حالانکہ آپ ﷺ تین دن کے بھوکے تھے اور آپ ﷺ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ایک کدال اس پتھر پر ماری تو ریت کے ٹیلے کی طرح وہ ریزہ ریزہ ہو گیا، حضرت جابر کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے اپنے گھر آ کر بیوی سے پوچھا کہ کچھ کھانے کا انتظام ہو تو بتاؤ، میں نے آنحضور ﷺ کو بہت بھوکا دیکھا ہے، انہوں نے کوئی پونے تین سیر جو نکالے اور ایک بکری کا بچہ تھا اس کو ذبح کیا، میری بیوی نے جَو کا آٹا پیسا اور گوشت کی ہنڈیا چولھے پر چڑھا دی، ادھر میں نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں چپ کے سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر میرے یہاں تشریف لے چلیں ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور تھوڑا سا جو کا آٹا ہے، آنحضور ﷺ نے بآواز بلند تمام لوگوں میں اعلان فرما دیا کہ اے خندق کھودنے والو جابر نے تمہاری دعوت کی ہے، حضرت جابر کے گھر جلدی چلو اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور روٹی بھی پکوانی نہ شروع کرنا پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور لعاب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈال کر دعا فرمائی اس کے بعد آپ ﷺ نے روٹی پکانے والی کو بلوایا اور ہدایت فرمائی کہ ہانڈی کو چولھے پر سے نہ اتارنا اور پیالے بھر بھر کے کھلاتے رہنا؛ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، حضرت جابر کا بیان ہے کہ خندق والے ہزار آدمی تھے خدا کی قسم! سب نے خوب آسودہ ہو کر کھایا اور پھر بھی ہانڈی بھری ہوئی اسی طرح جوش مار رہی تھی اور آٹے میں سے بھی کچھ کم نہ ہوا تھا۔

اس واقعہ میں حضور ﷺ کا یہ بھی معجزہ تھا کہ پتھر آپ کی ضرب سے ریت ریت ہو گیا نیز کھانے میں بڑی برکت ہوئی اور آگ کے اثر سے نہ پتیلی کا سالن خشک ہوا اور نہ جلا؛ اگرچہ آگ کی خاصیت خشک

کر دینے اور جلا دینے کی ہے؛ لیکن یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ اور آپ ﷺ کے مبارک لعاب دہن کی برکت تھی کہ جابر کی ہنڈیا بالکل محفوظ رہی۔

آگ جلا نہ سکی:۔ حضورِ اقدس ﷺ کے معجزات میں بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ آگ ان چیزوں کو نہ جلا سکی جن کو آپ کی ذات سے کوئی تعلق رہا ہو۔

چنانچہ قطب الدین قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''جمل الایجاز فی الاعجاز'' میں لکھا ہے کہ وہ آگ جو رسول اللہ ﷺ کی خبر غیب کے مطابق 654ھ میں مدینہ منورہ کے پاس قبیلہ قریظہ کی پہاڑیوں سے نمودار ہوئی وہ پتھروں کو جلا دیتی تھی اور کچھ پتھروں کو گلا دیتی تھی۔ یہ آگ جب بڑھتے بڑھتے حرم مدینہ کے قریب ایک پتھر کے پاس پہنچی جس کا آدھا حصہ حرم مدینہ میں داخل تھا اور آدھا حصہ حرم مدینہ سے خارج تھا تو پتھر کا جو حصہ خارجِ حرم تھا اس کو اس آگ نے جلا دیا لیکن جب اس نصف حصہ تک پہنچی جو حرم مدینہ میں داخل تھا تو فوراً ہی وہ آگ بجھ گئی۔

اسی طرح امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ آگ مدینہ طیبہ کے قریب سے ظاہر ہوئی اور دریا کی طرح موج مارتی ہوئی یمن کے ایک گاؤں تک پہنچ گئی اور اس کو جلا کر راکھ کر دیا مگر مدینہ طیبہ کی جانب اس آگ میں سے ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم صبح جیسی ہوائیں آتی تھیں۔ اس آگ کا واقعہ چند اوراق پہلے ہم مفصل طور پر لکھ چکے ہیں۔ (الکلام المبین، ص:107)

اسی طرح نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ: عدیم بن طاہر علوی کے پاس چودہ موئے مبارک تھے انہوں نے ان کو امیر حلب کے دربار میں پیش کیا۔ امیر حلب نے خوش ہو کر اس مقدس تحفہ کو قبول کیا اور علوی صاحب کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتے ہوئے ان کو انعام واکرام سے مالا مال کر دیا لیکن اس کے بعد جب دوبارہ علوی صاحب امیر حلب کے دربار میں گئے تو امیر نے تیوری چڑھا کر بہت ہی ترش روئی کے ساتھ بات کی اور ان کی طرف سے نہایت ہی بے التفاتی کے ساتھ منہ پھیر لیا۔ علوی صاحب نے اس بے توجہی اور ترش روئی کا سبب پوچھا تو امیر حلب نے کہا کہ میں نے لوگوں کی زبانی یہ سنا ہے کہ تم جو موئے مبارک میرے پاس لائے تھے ان کی کچھ اصل اور کوئی سند نہیں ہے۔ علوی صاحب نے کہا کہ

آپ ان مقدس بالوں کو میرے سامنے لائیے۔ جب وہ آ گئے تو انہوں نے آگ منگوائی اور موئے مبارک کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا پوری آگ جل جل کر راکھ ہوگئی مگر موئے مبارک پر کوئی آنچ نہیں آئی بلکہ آگ کے شعلوں میں موئے مبارک کی چمک دمک اور زیادہ نکھر گئی۔ یہ منظر دیکھ کر امیر حلب نے علوی صاحب کے قدموں کا بوسہ لیا اور پھر اس قدر انعام واکرام سے علوی صاحب کو نوازا کہ اہل درباران کے اعزاز ووقار کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ (الکلام المبین، ص:108)

ایک تیسرا معجزہ آگ کہ بارے میں مثنوی مولانا روم میں مذکور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک کے یہاں ایک شخص مہمان ہوا اس مہمان نے یہ واقعہ بیان کیا کہ کھانے کے بعد انس نے دیکھا کہ دستر خوان پر شوربے اور چکنائی وغیرہ کے داغ دھبے لگے ہوئے ہیں حضرت انس نے خادمہ کو بلا کر کہا کہ اس دستر خوان کو تھوڑی دیر کے لیے دہکتے ہوئے تنور میں ڈال دو، خادمہ نے ایسا ہی کیا اس وقت تمام مہمان اس دستر خوان کے جلنے اور چکنائی کی چراندے کا انتظار کرنے لگے؛ لیکن یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ یہ کپڑا جلنے کے بجائے بالکل بیداغ ہوگیا اور خادمہ نے صاف ستھرا اور اُجلا دستر خوان تنور میں سے نکال لیا، جیسے پھٹی چڑھا ہوا کپڑا، لوگوں نے حیران ہوکر حضرت انس سے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے کہ کپڑا آگ میں نہ جل سکا، حضرت انس نے حقیقت حال بتائی اور لوگوں کو بتایا کے نبی کریم ﷺ کھانا تناول فرماکر اسی دستر خوان سے اپنا روئے مبارک پونچھا کرتے تھے جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ کپڑا آگ کی گزند اور جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ (مثنوی شریف مولانا رومی)

ہوا سے متعلق معجزات

انگلی کے اشارے سے بادلوں کا ہٹ جانا: صحیحین میں حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا اور بارش نہیں ہوئی، آپ ﷺ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے اسی دوران ایک دیہاتی نے کھڑے ہوکر کہا کہ اے اللہ کے رسول ہماری دولت ہلاک ہوگئی اور ہمارے اہل وعیال بھوکے مر رہے ہیں، آپ ﷺ بارش کی دعا فرمائیں، آنحضور ﷺ نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اس وقت آسمان پر کہیں ابر کا نام ونشان نہ تھا، خدا کی قسم آپ نے اپنے ہاتھ دعا سے ہٹائے نہ تھے کہ چاروں طرف سے پہاڑوں کی طرح گھٹاؤں کے ٹکڑے آنے لگے اور آپ منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کی وجہ سے آپ کی مبارک داڑھی سے قطرے ٹپک رہے تھے، اس جمعہ کے بعد سے دوسرے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی، دوسرے جمعہ کو وہی دیہاتی یا اور کوئی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ بارش کی شدت سے مکانات گر گئے اور مال مویشی ڈوب گئے یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے، آنحضور ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ ہمارے اوپر نہیں ہمارے آس پاس بارش برسا، جنگلوں میں اور پہاڑوں پر برسا، دعا میں انگلی سے چاروں طرف اشارہ کرتے جاتے تھے اور جس طرف اشارہ فرماتے تھے ابر وہاں سے کھلتا جاتا تھا؛ یہاں تک کہ لوگ جب مسجد سے نماز پڑھ کر نکلے تو مدینے میں دھوپ نکلی تھی اور چاروں طرف بادل تھے آس پاس بارش ہوتی رہی اور باہر سے جو لوگ آتے تھے وہ بارش کے زیادتی کا واقعہ بیان کرتے تھے، اس روایت میں ایک معجزہ تو پانی سے متعلق ہے کہ آپ ﷺ کی دعا سے بارش ہوئی دوسرا معجزا ہوا اور پانی سے تعلق رکھتا ہے کہ آپ ﷺ نے جس طرف اشارہ کیا فضا صاف ہوتی چلی گئی۔

جنگ احزاب میں ہواؤں کا طوفان: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادُ بِالدَّبُوْرِ " (بخاری، جلد:2، ص:589، غزوہ خندق) یعنی پُروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا اے ایمان والو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم پر کفار کے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر سخت ہوا مسلط کردی اور ایسے لشکر سے تمہاری مدد کی جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے (فرشتوں سے)۔

اس آیت میں جس واقعہ کا تذکرہ ہے وہ جنگ احزاب میں کفار قریش مع غطفان اور بنو قریظہ کے یہود وغیرہ بارہ ہزار کا لشکر مدینہ پر چڑھ آیا اور اہل کتاب کفار نے اجتماعی حملہ کا ارادہ کیا، آنحضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ کے اردگرد خندق کھودوی، ایک مہینہ تک کفار کا محاصرہ رہا، تیروں اور پتھروں سے مقابلہ ہوتا رہا، اللہ نے مسلمانوں کی پروا ہوا سے مدد کی اور ایسی سخت ہوا بھیجی کہ کفار کے تمام چولھے اور کھانے کی ہنڈیاں الٹ گئیں اور تمام خیمے اکھڑ گئے، گھوڑے ادھر ادھر چھوٹ کر بھاگنے لگے اور اتنا سخت جاڑا پڑا کہ ان کے ہاتھ پیر بیکار ہو گئے، کفار پریشان ہو گئے، طلیحہ بن خویلد اسدی نے کہا کہ محمد ﷺ نے تم پر جادو کردیا ہے، اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے؛ چنانچہ سب کفار بھاگ گئے۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی، یعنی جس طرح حضرت ہود کو معجزہ ملا کہ ہوا سے قوم کفار ہلاک ہوگئی، اسی طرح آنحضور ﷺ کو بھی ہوا کا معجزہ ملا کہ کفار شکست کھا گئے فرق اتنا ہے کہ یہاں ہوا پروا تھی اور ہود کی قوم پر پچھوا تھی، پروا اور پچھوا میں جو فرق ہے اس کو اہل ذوق اور ہوا کو پہچاننے والے سمجھتے ہیں وہی فرق رحمۃ للعلمین ﷺ اور حضرت ہود علیہ السلام کے معجزے میں ہے۔

یہی وہ آندھی ہے، جس کا ذکر خداوند قدوس نے اپنی کتاب مقدس قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا۔ (احزاب)

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ

لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔

یا ساریہ الجبل: بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے ساریہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا، ایک مرتبہ حضرت عمر خطبہ میں با آواز بلند پکارنے لگے یا ساریہ الجبل الجبل؛ یعنی کہ، اے ساریہ پہاڑ کی طرف بڑھو، اس کے بعد اس لشکر کا ایک آدمی آیا اور اس نے سارا حال بیان کیا کہ اے امیر المؤمنین دشمن سے ہم نے مقابلہ کیا اور دشمن نے ہمیں بھگا دیا، اچانک ایک بلند آواز ہم نے سنی کہ اے ساریہ پہاڑ کو لو، ہم سب نے پہاڑ کی طرف پشت کر کے لڑائی لڑی، اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی، یہ کرامت حضرت عمر کی ہوئی کہ لشکر کا حال ان پر ظاہر ہوا، باوجودیکہ لشکر بہت دور تھا اور ان کی کرامت ہوا پر ظاہر ہوئی کہ اس نے آواز ساریہ تک پہنچادی، امت میں کسی فرد کی کرامت نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہوتا ہے؛ کیونکہ ان ہی کی پیروی سے یہ کرامت حاصل ہوئی۔

7- عالم جمادات سے متعلق معجزات

ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ حضور شہنشاہ کونین ﷺ کے معجزات کی حکمرانی کا پرچم عالم کائنات کی تمام مخلوقات پر لہرا چکا ہے۔ چنانچہ چند آسمانی معجزات کا تذکرہ تو ہم تحریر کر چکے ہیں اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر ظاہر ہونے والے بے شمار معجزات کی چند مثالیں بھی تحریر کر دی جائیں تا کہ ناظرین کے ذہنوں میں اس حقیقت کی تجلی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے کہ خدا کی مخلوقات میں کوئی ایسا عالم نہیں جہاں رحمۃ للعالمین ﷺ کے معجزات وتصرفات کی سلطنت کا سکہ نہ چلتا ہو۔

کنکریوں کا تسبیح کرنا: بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابوذر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں آنحضور ﷺ کے پاس تنہائی کے وقتوں میں جایا کرتی تھا ایک دن آپ ﷺ کو اکیلا پا کر گیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھ گیا اس کے بعد ابوبکر صدیق آئے اور سلام کر کے آنحضور ﷺ کے دائیں جانب بیٹھ گئے، پھر عمر آئے اور سلام کر کے ابوبکر کے دائیں جانب بیٹھ گئے پھر عثمان آئے اور سلام کر کے حضرت عمر کے دائیں جانب بیٹھ گئے، آنحضور ﷺ کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے مٹھی میں کنکریاں رکھ لیں تو وہ خدا کی تسبیح کرنے لگیں، کنکریوں کی تسبیح کی آواز جیسے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے سبھوں نے سنی پھر ان کنکریوں کو آپ ﷺ نے جب رکھ دیا تو خاموش ہوگئیں، اس کے بعد کنکریاں اٹھا کر حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں دیں تو پھر تسبیح پڑھنے لگیں اور شہد کی مکھی کی طرح آواز آنے لگی، حضرت ابوبکر نے رکھ دیں تو چپ ہوگئیں، پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں دیں تو اسی طرح آواز سے تسبیح پڑھنے لگیں، اسی طرح حضرت عثمان کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھنے لگیں اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ خلافت ہے نبوت کی حافظ۔

ابوالقاسم نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو حضرت انس سے روایت کیا ہے اس میں اتنے الفاظ اور زیادہ ہیں کہ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے حاضرین میں سے ہر ایک کو وہ کنکریاں دیں؛ لیکن کسی کے ہاتھ میں تسبیح نہ کی۔

بعض شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علی موجود نہ تھے ورنہ ان کے ہاتھ میں بھی کنکریاں تسبیح پڑھتیں کیونکہ آپ ﷺ بھی نبی کریم ﷺ کے چوتھے خلیفہ تھے۔

گھر کی دیواروں نے آمین کہا: بیہقی نے ابواسید ساعدی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ کل تم اور تمہارے اہل وعیال اس وقت تک گھر سے باہر نہ نکلیں جب تک میں نہ آؤں، مجھے تم سے کچھ کام ہے، تمام لوگ آپ کے انتظار میں رہے آپ ﷺ تشریف لائے، خیریت دریافت فرمائی تو حضرت عباس نے کہا ہم سب خیریت سے ہیں اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم سب مل کر ایک جگہ ہو جاؤ جب سب مل کر قریب بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ: اے اللہ یہ میرے چچا ہیں اور یہ باپ کے برابر ہیں اور یہ ان کی اولاد ہے جس طرح میں نے ان کو چادر اڑائی ہے اسی طرح تو انہیں دوزخ کی آگ سے بچائیو، آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی تو گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے آمین آمین کہا، ابونعیم نے بھی یہ روایت کی ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت عباس کی اولاد میں سے سات شخص تھے چھ لڑکے اور ایک لڑکی ان کے نام یہ ہیں: فضل، عبداللہ، عبدالرحمٰن، قثم، سعید اور حبیبہ۔

زمین سے متعلق معجزات

سراقہ بن مالک: صحیحین میں حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ ہجرت کے موقعہ پر سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا، میں نے اسے قریب آتا ہوا دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کو تو اب ایک شخص نے پکڑ ہی لیا آنحضور ﷺ نے فرمایا غمگین نہ ہو اور کوئی فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے سراقہ کے لیے بددعا کی جس کا اثر یہ ہوا کہ اسکا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا سراقہ نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں ساتھیوں نے میرے اوپر بددعا کی ہے، اب دعا کردو کہ میں اس مصیبت سے نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کے تمہاری تلاش میں جو کوئی نکلا ہوگا اس کو واپس کردوں گا، آنحضور ﷺ نے اس کیلیے دعا فرمائی تو اس کو نجات ملی اس کے بعد سراقہ سے جو کوئی ملتا اس سے یہ کہتا کہ اس طرف محمد اور اس کے ساتھی نہیں ہیں۔

کنکریوں پر دعا کا اثر: بیہقی ابن جریر اور ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر میں اللہ تعالی سے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ إِنْ تَھْلَکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃُ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْأَرْضِ. وفی بعض الوایات ،فلن تعبد فی الأرض أبدا. (طبرانی، بیہقی)

اے اللہ مسلمانوں کی اس جماعت کو تو ہلاک کردیگا تو پھر دنیا میں کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائیگی۔

اس دعا کے بعد حضرت جبرئیل نے آپ سے کہا کہ مٹھی بھر مٹی یا کنکریاں لیکر کافروں پر ماریے؛ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ایسا ہی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مٹی بھر کنکریوں اور مٹی سے تمام کافروں کی آنکھیں اور نتھنے بھر گئے وہ سب شکست کھا کر بھاگے آنحضور ﷺ کے حکم سے صحابہ نے کفار پر سخت حملہ کیا، بہت ائمۃ الکفر یعنی کفار کے سردار مارے گئے اور بہت سے قید ہوئے اور کافروں کا بقیہ لشکر بھاگ گیا اس واقعہ کو بیان کرنے کے لیے یہ آیت اتری: فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ إِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ (انفال:)

تم نے نہیں اللہ نے ان کو قتل کیا اور تم نے مٹی اور کنکریاں نہیں ماریں بلکہ اللہ نے ان کو مارا۔

مسلم میں حضرت عباس سے روایت ہے کہ یہی معجزہ غزوہ حنین میں بھی ظاہر ہوا کہ جب خوب گھمسان کی لڑائی گرم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں لیکر کافروں کی جانب پھینکیں کنکریاں پھینکتے ہی کفار ٹھنڈے پڑ گئے اور شکست کا اثر نمایاں ہوگیا، سلمہ ابن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے کنکریاں پھینکتے وقت فرمایا" شاھت الوجوہ " پست اور رسوا ہوئے کفار کے چہرے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار کی آنکھوں میں دھول اور کنکریاں بھر گئیں اور سب آنکھیں ملتے ہوئے ہزیمت خوردہ ہوکر بھاگے۔

جس کی لاش زمین نے بھی قبول نہ کی: صحیحین میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں منشی محرر تھا، اچانک وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرکین میں جاملا، آنحضور ﷺ نے اس پر بددعا فرمائی کہ ہرگز زمین اس کو نہیں سمائے گی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ کا بیان ہے وہ مرتد شخص جہاں دفن ہوا تھا وہاں میں گیا تو دیکھا کہ اس کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کئی بار لوگوں نے اسے قبر میں رکھا؛ لیکن زمین نے ہر بار اس کو باہر پھینک دیا۔

بیہقی نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹی بات بنا کر میری طرف منسوب کریگا اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا؛ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا تھا اس نے جاکر جھوٹی باتوں کو نبی کریم ﷺ سے منسوب کیا آپ ﷺ نے اس پر بددعا کی، نتیجہ یہ ہوا کہ مرنے کے بعد اس شخص کا پیٹ پھٹ گیا اور زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر نکال پھینک دیا۔

بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے محلم بن جثامہ پر بددعا فرمائی؛ چنانچہ جب اس کا انتقال ہوا اور زمین میں دفن کیا گیا تو زمین نے باہر پھینک دیا، کئی بار اس طرح ہوا مجبوراً اس کو ایک پہاڑی درے میں ڈال کر اوپر سے پتھر چن دیے گئے، محلم کو ایک لشکر کے ساتھ آنحضور ﷺ نے مقام اضم کی طرف بھیجا تھا، اضم کی طرف سے عامر بن اضبط نے محلم کے لشکر سے آکر

سلام کیا، محلم نے بڑھ کر عامر بن اضبط کو قتل کر دیا اور اس کا سارا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا آنحضور ﷺ کو جب اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا اے اللہ تو محلم کو نہ بخشیو؛ چنانچہ محلم مر گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا، آنحضور ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین نے تو اس سے بھی بدتر اور برے لوگوں کو قبول کر لیا ہے؛ لیکن خدائے تعالیٰ تمہیں عبرت دلانا چاہتا ہے اس لیے ایسا ہوا۔

زمین نے ٹھکرا دیا:۔ ایک نصرانی مسلمان ہو کر دربار نبوت میں رہنے لگا سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ چکا تھا۔ خوشخط کاتب تھا اس لئے اس کو وحی لکھنے کی خدمت سپرد کر دی گئی۔ مگر یہ بدنصیب پھر کافر و مرتد ہو کر کفار سے جا ملا اور کہنے لگا کہ نبی ﷺ بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا میں ان کو لکھ کر دے دیا کرتا تھا۔ قہر الٰہی نے اس گستاخ کو اپنی گرفت میں پکڑ لیا اور یہ مر گیا۔ نصرانیوں نے اس کو دفن کیا مگر زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا، نصرانیوں نے گہری قبر کھود کر تین مرتبہ اس کو دفن کیا مگر ہر مرتبہ زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا۔ چنانچہ نصرانیوں نے بھی اس بات کا یقین کر لیا کہ اسکی لاش کو زمین کے باہر نکال پھینکنا یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے اس لئے ان لوگوں نے اس کی لاش کو زمین پر ڈال دیا۔ (بخاری، جلد:1، ص:511، علامات النبوۃ)

چٹان کا بکھر جانا:۔ غزوہ خندق کے بیان میں ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ کے چاروں طرف کفار کے حملوں سے بچنے کے لیے خندق کھود رہے تھے اتفاق سے ایک بہت ہی سخت چٹان نکل آئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی اجتماعی طاقت سے ہر چند اس کو توڑنا چاہا مگر وہ کسی طرح نہ ٹوٹ سکی، پھاوڑے اس پر پڑ پڑ کر اُچٹ جاتے تھے۔ جب لوگوں نے مجبور ہو کر خدمت اقدس میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ خود اٹھ کر تشریف لائے اور پھاوڑا ہاتھ میں لے کر ایک ضرب لگائی تو وہ چٹان ریت کے بھر بھرے ٹیلوں کی طرح چور ہو کر بکھر گئی۔

(بخاری، جلد:2، ص:588 خندق)

اشارہ سے بتوں کا گر جانا:۔ ہر شخص جانتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔

صحیحین میں حضرت ابن عباس سے اور بزار، طبرانی اور ابویعلی میں حضرت جابر اور حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ: فتح مکہ کے دن حضور اقدس ﷺ کعبہ میں تشریف لے گئے، اس وقت دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اور آپ زبان اقدس سے یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے کہ: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل مٹنے ہی کے قابل تھا۔

آپ اپنی چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ بغیر چھوئے ہوئے فقط اشارہ کرتے ہی دھم سے زمین پر گر پڑتا تھا۔ (مدارج النبوۃ، جلد:2، ص:290، بخاری، جلد:2، ص:414)

پہاڑوں کا سلام کرنا:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور انور ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا ہے اس سے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله" کی آواز آتی ہے اور میں خود اس آواز کو اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔ (ترمذی، جلد:2، ص:203، باب ماجاء فی آیات نبوۃ النبی)

اسی طرح حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اس کو پہچانتا ہوں۔ (ترمذی، جلد:2، ص:203)

بیہقی اور اکثر محدثین نے کہا ہے کہ اس پتھر سے مراد حجر اسود ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے یہ دوسرا پتھر ہے جو اب تک مکہ میں موجود ہے یہ پتھر اس گلی میں ہے جس کو رفاق المرفق کہا جاتا ہے یہ نام اس گلی کا اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں آنحضور ﷺ کی مرفق یعنی کہنی کا اثر ہے، اس کی زیارت بھی لوگ کیا کرتے ہیں ابن حجر مکی کا بیان ہے کہ مکہ میں یہ روایت قدیم زمانہ سے مشہور ہے۔

مٹھی بھر خاک کا شاہکار:۔ مسلم شریف کی حدیث میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین میں جب کفار نے حضور ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر کفار کے چہروں پر پھینکی اور "شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" فرمایا تو کافروں کے لشکر میں کوئی ایک انسان بھی باقی نہیں رہا جس کی دونوں آنکھیں اسی مٹی سے نہ بھر گئی ہوں چنانچہ وہ سب اپنی اپنی آنکھیں ملتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اور شکست کھا گئے اور حضور ﷺ نے ان کے اموال غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

(مشکوٰۃ، جلد:2، ص:534، باب المعجزات)

اسی طرح ہجرت کی رات میں حضور ﷺ نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کافروں پر جب ایک مٹھی خاک پھینکی تو یہ مٹھی بھر مٹی تمام کافروں کے سروں پر پڑ گئی۔ (مدارج، جلد:2، ص:57)

پہاڑ کا ہلنا:۔ بخاری شریف کی یہ روایت چند اوراق پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ اپنے ساتھ حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر احد پہاڑ پر چڑھے پہاڑ (جوشِ مسرت میں) جھوم کر ہلنے لگا اس وقت آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر یہ فرمایا کہ ٹھہر جا اس وقت تیری پشت پر ایک پیغمبر ہے اور ایک صدیق ہے اور دو (حضرت عمر وحضرت عثمان) شہید ہیں۔

(بخاری، جلد:1، ص:519 باب فضل ابی بکر)

تبصرہ:۔ مذکورہ بالا پانچوں مستند واقعات گواہی دے رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات وتصرفات کی حکمرانی عالم جمادات پر بھی ہے اور عالم جمادات کی ہر ہر چیز جانتی پہچانتی اور مانتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کو عالم جمادات کا ہر ہر فرد اپنے لیے لازم الایمان اور واجب العمل جانتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کا اشارہ پا کر کنکریوں نے کلمہ پڑھا، آپ کے دست مبارک میں سنگریزوں نے خدا کی تسبیح پڑھی، آپ کی دعا پر دیواروں نے آمین کہا۔ (دلائل النبوت وشفاء جلد:1، ص201 تا 202)

8۔ عالم نباتات کے معجزات

خوشہ درخت سے اُتر پڑا:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے عرض کی کہ مجھے یہ کیونکر یقین ہو کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اس کھجور کے درخت پر جو خوشہ لٹک رہا ہے اگر میں اس کو اپنے پاس بلاؤں اور وہ میرے پاس آ جائے تو کیا تم میری نبوت پر ایمان لاؤ گے؟ اس نے کہا کہ ہاں بے شک میں آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ضرور آپ کو خدا کا رسول مان لوں گا۔ آپ نے کھجور کے اسی خوشہ کو بلایا تو وہ فوراً ہی چل کر درخت سے اترا اور آپ کے پاس آ گیا پھر آپ نے حکم دیا تو وہ واپس جا کر درخت میں اپنی جگہ پر پیوست ہو گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی فوراً ہی دامن اسلام میں آ گیا۔

(ترمذی، جلد:2، ص:203، باب ماجاء فی آیات نبوۃ النبی الخ)

درخت چل کر آیا:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس اعرابی نے سوال کیا کہ کیا آپ کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ درخت جو مدان کے کنارے پر ہے مری نبوت کی گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا اور وہ فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گیا اور اس نے بہ آواز بلند تین مرتبہ آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو اشارہ فرمایا تو وہ درخت زمین میں چلتا ہوا اپنی جگہ پر چلا گیا۔

محدث بزار وامام بغوی نے اس حدیث میں یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ اس درخت نے بارگاہِ اقدس میں آ کر "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه" کہا، اعرابی یہ معجزہ دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا اور جوشِ عقیدت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا

کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ یہ فرما کر آپ نے اس کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے دست مبارک اور مقدس پاؤں کو بوسہ دوں۔ آپ ﷺ نے اس کو اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اس نے آپ کے مقدس ہاتھ اور مبارک پاؤں کو والہانہ عقیدت کے ساتھ چوم لیا۔ (زرقانی، جلد:5،ص:127 تا ص:131)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سفر میں ایک منزل پر حضور اقدس ﷺ استنجاء فرمانے کے لئے میدان میں تشریف لے گئے مگر کہیں کوئی آڑ کی جگہ نظر نہیں آئی ہاں البتہ اس میدان میں دو درخت نظر آئے جو ایک دوسرے سے کافی دوری پر تھے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی شاخ پکڑ کر چلنے کا حکم دیا تو وہ درخت اس طرح آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا جس طرح مہار والا اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلنے لگتا ہے پھر آپ ﷺ نے دوسرے درخت کی ٹہنی تھام کر اس کو بھی چلنے کا اشارہ فرمایا تو وہ بھی چل پڑا اور دونوں درخت ایک دوسرے سے مل گئے اور آپ نے اس کی آڑ میں اپنی حاجت رفع فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ دونوں درخت زمین چیرتے ہوئے چل پڑے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر پہنچ کر جا کھڑے ہوئے۔ (زرقانی، جلد:5،ص:131 تا ص:132)

انتباہ:۔ یہ وہ معجزہ ہے جس کو حضرت علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ نے اپنے قصیدہ بردہ میں بھی تحریر فرمایا کہ:

جاءَ تْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً   تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بلا قدم کے اپنی پنڈلی سے چلتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ نیز پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ دیندار بزرگوں مثلاً علماء و مشائخ کی تعظیم کے لئے ان کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''اذکار'' میں اور ہم نے اپنی کتاب ''نوادر الحدیث'' میں اس مسئلہ کو مفصل تحریر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چھڑی روشن ہوگئی:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ دو صحابی حضرت اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اندھیری رات میں بہت دیر تک حضور ﷺ سے بات کرتے رہے جب یہ دونوں بارگاہ رسالت ﷺ سے اپنے گھروں کے لئے روانہ ہوئے تو ایک کی چھڑی ناگہاں خود بخود روشن ہوگئی اور وہ دونوں اسی چھڑی کی روشنی میں چلتے رہے جب کچھ دور چل کر دونوں کے گھروں کا راستہ الگ الگ ہوگیا تو دوسرے کی چھڑی بھی روشن ہوگئی اور دونوں اپنی اپنی چھڑیوں کی روشنی کے سہارے سخت اندھیری رات میں اپنے اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔

(مشکوٰۃ، جلد:2،ص:544 و بخاری، جلد:1،ص:537)

اسی طرح امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی رات سخت اندھیری تھی اور آسمان پر گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ بوقت روانگی حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انہیں درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم بلا خوف و خطر اپنے گھر جاؤ یہ شاخ تمہارے ہاتھ میں روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں چل سکیں گے اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز کو دیکھو گے اس کو مار کر گھر سے نکال دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جوں ہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کاشانہ نبوت سے نکلے وہ شاخ روشن ہوگئی اور وہ اسی کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں ایک کالی چیز موجود ہے آپ نے فرمان نبوت کے مطابق اس کو مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔ (الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین، ص:114)

لکڑی کی تلوار:۔ جنگِ بدر کے دن حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضورِ اقدس ﷺ نے ان کو ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا کہ ''تم اس سے جنگ کرو'' وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں لیتے ہی ایک نہایت بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام لڑائیوں میں جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے

سرفراز ہوگئے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار جنگِ اُحد کے دن ٹوٹ گئی تھی تو ان کو بھی رسول اللہ ﷺ نے ایک کھجور کی شاخ دے کر ارشاد فرمایا کہ: تم اس سے لڑو، وہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک برّاق تلوار بن گئی۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اس تلوار کا نام ''عرجون'' تھا یہ خلفاء بنو العباس کے دور حکومت تک باقی رہی اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کا نام ''عون'' تھا، یہ دونوں تلواریں حضور کے معجزات اور آپ کے تصرفات کی یادگار تھیں۔

(مدارج النبوۃ، جلد:2، ص:123)

رونے والا ستون:۔ مسجد نبوی میں پہلے منبر نہیں تھا، کھجور کے تنا کا ایک ستون تھا اسی سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب ایک انصاری عورت نے ایک منبر بنوا کر مسجد نبوی میں رکھا تو آپ نے اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کر دیا ناگہاں اس ستون سے بچوں کی طرح رونے کی آواز آنے لگی اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اونٹ کی طرح بلبلانے کی آواز آئی۔ یہ راویانِ حدیث کے مختلف ذوق کی بنا پر رونے کی مختلف تشبیہات ہیں راویوں کا مقصود یہ ہے کہ دردِ فراق سے بلبلا کر اور بے قرار ہو کر ستون زار زار رونے لگا اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ ستون اس قدر زور زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ جوش گریہ سے پھٹ جائے اور اس رونے کی آواز کو مسجد نبوی کے تمام نمازیوں نے اپنے کانوں سے سنا۔ ستون کی گریہ وزاری کو سن کر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ منبر سے اتر کر آئے اور ستون پر تسکین دینے کے لئے اپنا مقدس ہاتھ رکھ دیا اور اس کو اپنے سینہ اقدس سے لگا لیا تو وہ ستون اس طرح ہچکیاں لے لے کے رونے لگا جس طرح رونے والے بچے کو جب چپ کرایا جاتا ہے تو وہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگتا ہے۔ بالآخر جب آپ نے ستون کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا تو وہ سکون پا کر خاموش ہو گیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ ستون کا یہ رونا اس بنا پر تھا کہ یہ پہلے خدا کا ذکر سنتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔ (بخاری، جلد:1، ص:281، باب النجار و ص:504 باب علامات النبوۃ)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس ستون کو

اپنے سینہ اقدس سے لگا کر یہ فرمایا کہ اے ستون! اگر تو چاہے تو میں تجھ کو پھر اسی باغ میں تیری پہلی جگہ پر پہنچا دوں تاکہ تو پہلے کی طرح ہرا بھرا درخت ہو جائے اور ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے اور اگر تیری خواہش ہو تو میں تجھ کو باغ بہشت کا ایک درخت بنا دینے کے لئے خدا سے دعا کر دوں تاکہ جنت میں خدا کے اولیاء تیرا پھل کھاتے رہیں۔ یہ سن کر ستون نے اتنی بلند آواز سے جواب دیا کہ آس پاس کے لوگوں نے بھی سن لیا، ستون کا جواب یہ تھا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) میری تمنا ہے کہ میں جنت کا ایک درخت بنا دیا جاؤں تاکہ خدا کے اولیاء مرا پھل کھاتے رہیں اور مجھے حیات جاودانی مل جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ستون! میں نے تیری اس آرزو کو منظور کر لیا۔ پھر آپ نے سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لوگو! دیکھو اس ستون نے دار الفناء کی زندگی کو ٹھکرا کر دار البقاء کی حیات کو اختیار کر لیا۔

(شفاء شریف، جلد:1، ص:200)

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ ﷺ نے ستون کو اپنے سینہ سے لگا کر ارشاد فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میں اس ستون کو اپنے سینہ سے نہ چمٹاتا تو یہ قیامت تک روتا ہی رہتا۔

واضح رہے کہ گریہ ستون کا یہ معجزہ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں گیارہ صحابیوں سے منقول ہے جن کے نام یہ ہیں: (1) جابر بن عبد اللہ (2) اُبی بن کعب (3) انس بن مالک (4) عبد اللہ بن عمر (5) عبد اللہ بن عباس (6) سہل بن سعد (7) ابو سعید خدری (8) بریدہ (9) ام سلمہ (10) مطلب بن ابی وداعہ (11) عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پھر دور صحابہ کے بعد بھی ہر زمانے میں راویوں کی ایک جماعت کثیرہ اس حدیث کو روایت کرتی رہی یہاں تک کہ علامہ قاضی عیاض اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا کہ گریہ ستون کی حدیث خبر متواتر ہے۔

(شفاء شریف، جلد:1، ص:199، والکلام المبین، ص:114)

اس ستون کے بارے میں ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو اپنے منبر کے نیچے دفن فرما دیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اس کو مسجد نبوی کی چھت میں لگا دیا۔ ان دونوں روایتوں میں

شارحین حدیث نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ پہلے حضورﷺ نے اس کو دفن فرما دیا پھر اس خیال سے کہ یہ لوگوں کے قدموں سے پامال ہوگا اس کو زمین سے نکال کر چھت میں لگا دیا اس طرح زمین میں دفن کرنے اور چھت میں لگانے کی دونوں روایتیں دو وقتوں میں ہونے کے لحاظ سے درست ہیں۔

پھر حضورِ اقدسﷺ کے بعد جب تعمیر جدید کے لئے مسجد نبوی منہدم کی گئی اور یہ ستون چھت سے نکالا گیا تو اس کو مشہور صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مقدس تبرک سمجھ کر اٹھا لیا اور اس کو اپنے پاس رکھ لیا یہاں تک کہ یہ بالکل ہی کہنہ اور پرانا ہو کر چور چور ہو گیا۔

اس ستون کو دفن کرنے کے بارے میں علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ نکتہ تحریر فرمایا ہے کہ اگرچہ یہ خشک لکڑی کا ایک ستون تھا مگر یہ درجات و مراتب میں ایک مرد مومن کے مثل قرار دیا گیا کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت میں رویا تھا اور رسول اللہﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا برتاو یہ ایمان والوں ہی کا خاصہ ہے۔ (شفاء شریف، جلد:1، ص:200 و زرقانی، جلد:5، ص:138)

مسلم، نسائی اور امام احمد نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ نبی کریمﷺ نے سوکھی لکڑی کے منبر پر چڑھ کر یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" کافروں نے اللہ کی اتنی قدر نہ پہچانی جتنا کہ حق ہے، اس کے بعد آپﷺ نے فرمایا: جبار اپنی بڑائی بیان کرتا ہے: "اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا لْجَبَّارُ اَنَا الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ" میں جبار ہوں میں جبار ہوں اور میں بڑی بلندی والا ہوں، اس کلام کو سنتے ہی لکڑی کا منبر اس زور سے تھرتھرانے لگا کہ ہمیں ڈر ہوا کہیں خدانخواستہ آپﷺ منبر سے گر نہ پڑیں، منبر لکڑی کا تھا اور وہ حضورﷺ کا کلام سن کر تھرتھرانے لگا یہ معجزہ نباتات سے متعلق تھا۔

﴿9۔ عالم حیوانات (جانوروں) کے معجزات﴾

جانوروں کا سجدہ کرنا:۔ احادیث کی اکثر کتابوں میں چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ یہ روایت مذکور ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا بلکہ لوگوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضورﷺ کو مطلع کیا۔ آپ نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے آپ کو روکا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپﷺ کے سامنے آ کر اپنی گردن ڈال دی اور آپ کو سجدہ کیا آپﷺ نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست شفقت پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا اور فرمانبردار ہو گیا اور آپ نے اس کو پکڑ کر اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی ہر مخلوق جانتی اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن جنوں اور انسانوں میں سے جو کفار ہیں وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اونٹ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم انسانوں کو تو سب سے پہلے آپ کو سجدہ کرنا چاہیے یہ سن کر آپﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ (زرقانی، جلد:5، ص:140 تا ص:141 و مشکوٰۃ، جلد:2، ص:540، باب المعجزات)

بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد:۔ ایک بار حضورِ اقدسﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ کھڑا ہوا زور زور سے چلا رہا تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپﷺ نے قریب جا کر اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دست شفقت پھیرا تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر آپﷺ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا، آپﷺ نے فوراً ان کو بلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنا دیا ہے

لہٰذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔

(ابوداود، جلد:1، ص:352)

بکری: (1) شرح السنہ میں جیش بن خالد ام معبد کے بھائی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر کے جا رہے تھے آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر تھے اور ابوبکر کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی راستہ بتانے کے لیے ساتھ تھے، جب آپ ام معبد کے خیمے کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے اس سے گوشت اور چھوہارے خریدنے کا ارادہ کیا؛ لیکن اس کے پاس یہ چیزیں نہ ملیں؛ کیونکہ ان دنوں وہاں قحط تھا، ام معبد کے خیمے میں ایک بکری آنحضور ﷺ نے دیکھی اور پوچھا یہ کیسی بکری ہے، اس نے کہا کہ یہ اتنی کمزور ہے کہ ریوڑ کے ساتھ چراگاہ تک بھی نہیں جا سکتی، اس لیے یہاں بندھی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ کچھ دودھ بھی دیتی ہے اس نے کہا کہ یہ کمزوری اور لاغری کے باعث اس قابل نہیں رہی کہ دودھ دے، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اجازت دو تو اس کا دودھ دوہ لوں اس نے کہا اگر اس کے دودھ ہے تو دوہ لیجیے؛ چنانچہ آنحضور ﷺ نے دعا کی اور پھر بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھ کر اس بکری کے بارے میں دعا کی تو اس بکری نے اپنے پاؤں دوہنے کے لیے پھیلا دئے، دودھ اس کی تھنوں میں بھر گیا، اس نے جگالی شروع کر دی، آنحضور ﷺ نے بڑا برتن منگوایا، آٹھ نو آدمیوں کے سیراب ہونے کیلائق برتن لایا گیا آپ ﷺ نے دودھ دوہ کر برتن دودھ سے بھر دیا پھر آپ نے سب سے پہلے ام معبد کو خوب سیر ہو کر پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو خوب پلایا، سب کے بعد آپ ﷺ نے پیا اس کے بعد وہ برتن دوبارہ دودھ دوہ کر بھر دیا اور ام معبد کو دے دیا اسی وقت ام معبد مسلمان ہو گئیں اور آپ ﷺ روانہ ہو گئے۔

(2):۔ بیہقی نے خالد بن عبدالعزی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کی، خالد کا خاندان اتنا بڑا تھا کہ اگر ایک بکری بھی ذبح کرتے تو ایک آدمی کو ایک ہڈی یا

ایک بوٹی سے زیادہ گوشت نہیں ملتا تھا، اس بکری میں نبی کریم ﷺ نے کھایا اور باقی ماندہ گوشت خالد کے ڈوال میں رکھ دیا اور دعائے برکت فرمائی، جب خالد نے اس ڈول کے گوشت کو اپنے خاندان والوں میں آ کر نکالا تو پورے خاندان نے خوب آسودہ ہو کر کھایا پھر بھی گوشت بچ گیا۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کر کے گھیرے میں لے لیا تو لڑائی کے دوران ایک کافر آ کر مسلمان ہو گیا، یہ شخص خیبر والوں کی بکریاں چرا رہا تھا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ یہ بکریاں اب کیا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کے منہ پر کنکریاں مار کر چھوڑ دے، یہ اپنے اپنے مالکوں کے پاس پہنچ جائیں گی؛ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بکریاں پہنچ گئیں اور امانت ادا ہو گئی۔

(3) احمد اور بزار نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور ایک انصاری ساتھ تھے یہ چاروں ایک انصاری کے باغ میں گئے وہاں کچھ بکریاں تھیں انہوں نے آنحضور ﷺ کو سجدہ کیا، ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! ہم پر آپ کی تعظیم زیادہ فرض ہے اس لیے ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔

(4) بیہقی اور ابن عدی نے حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام سعد اور چند دیگر صحابہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چار سو آدمی سفر کر رہے تھے ہم ایک ایسے مقام پر اترے جہاں پانی نہ تھا لوگ گھبرا گئے آنحضور ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو اچانک ایک چھوٹی سی سینگوں والی بکری آپ کے سامنے دودھ دہانے کے لیے آ کر کھڑی ہو گئی آپ نے اس کا دودھ دوہ کر خود بھی سیر ہو کر پیا اور ہم کو بھی خوب سیر کر کے پلایا، اس کے بعد آپ نے رافع سے فرمایا کہ اس بکری کو رات بھر روکے رکھو؛ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے روک سکو گے؛ چنانچہ رافع بکری کو باندھ کر سو رہے آنکھ کھلی تو بکری غائب تھی، آنحضور ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو خدا اسے یہاں لایا تھا وہی اس کو لے گیا۔

(5) ابویعلی اور طبرانی نے ایک سند سے جو حسن سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے کے لیے اپنے گاؤں میں لے گئیں تو ان دنوں وہاں قحط کی وجہ سے گھاس وغیرہ کی کمی تھی؛ لیکن آنحضور ﷺ کی برکت تھی کہ جب حلیمہ کی بکریاں چرنے جاتیں تو خوب پیٹ بھر کر آتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوتا تھا؛ لیکن دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال تھا کہ بھوکی واپس آتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بالکل نہ ہوتا تھا۔

(6) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور مکہ میں کافروں کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا اتفاق سے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے پاس سے گزر ہوا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! اگر تمہاری بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی دودھ پلاؤ، میں نے عرض کیا کہ میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں بلکہ ان کا چرواہا ہونے کی حیثیت سے امین ہوں، میں بھلا بغیر مالک کی اجازت کے کس طرح ان بکریوں کا دودھ کسی کو پلا سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہاری بکریوں میں کوئی بچہ بھی ہے میں نے کہا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا اس بچے کو میرے پاس لاؤ۔ میں لے آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچے کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور آپ ﷺ نے اس کے تھن کو اپنا مقدس ہاتھ لگا دیا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا پھر ایک گہرے پتھر میں آپ نے اس کا دودھ دوہا، پہلے خود پیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو بھی پلایا پھر آپ ﷺ نے اس بکری کے تھن میں ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے تھن! تو سمٹ جا چنانچہ فوراً ہی اس کا تھن سمٹ کر خشک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس معجزہ کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ پر آسمان سے جو کلام نازل ہوا ہے مجھے بھی سکھایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ضرور سیکھو تمہارے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر قرآن

مجید کی ستر سورتیں یاد کر لیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کو بہت بڑا دخل ہے۔ (طبقات ابن سعد، ج:1،ص:122)

پکی ہوئی بکری زندہ ہوگئی:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت پکایا اور روٹیوں کا چورہ کر کے ثرید بنایا اور اس کو بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کو تناول فرمایا جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضور رحمتِ عالم ﷺ نے تمام ہڈیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان ہڈیوں پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر کچھ کلمات ارشاد فرما دیئے تو یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور دم ہلانے لگی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر! تم اپنی بکری اپنے گھر لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس بکری کو لے کر مکان میں داخل ہوئے تو ان کی بیوی نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ بکری کہاں سے آ گئی؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے اپنی اس بکری کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ذبح کیا تھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس بکری کو زندہ فرما دیا۔ یہ سن کر ان کی بیوی نے بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اس حدیث کو جلیل القدر محدث ابونعیم نے روایت کیا ہے اور مشہور حافظ الحدیث محمد بن المنذر نے بھی کتاب العجائب والغرائب میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔

(زرقانی علی المواہب، جلد:5،ص:186 وخصائص کبریٰ، جلد:6،ص:46)

تبلیغ اسلام کرنے والا بھیڑیا:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا لیکن بکریوں کے چرواہے نے بھیڑیئے پر حملہ کر کے اس سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیا بھاگ کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے چرواہے! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رزق دیا تھا مگر تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے یہ سن کر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے آج سے زیادہ کبھی کوئی حیرت انگیز اور تعجب خیز منظر نہیں دیکھا کہ ایک بھیڑیا عربی زبان میں مجھ سے کلام کرتا ہے۔ بھیڑیا کہنے لگا کہ اے چرواہے! اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ تو یہاں بکریاں چرا رہا ہے اور تو

اس نبی کو چھوڑے اور ان سے منہ موڑے ہوئے بیٹھا ہے جن سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ کوئی نبی نہیں آیا۔ اس وقت جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں اور تمام اہل جنت اس نبی کے ساتھیوں کی شانِ جہاد کا منظر دیکھ رہے ہیں اور تیرے اور اس نبی کے درمیان بس ایک گھاٹی کا فاصلہ ہے۔ کاش! تو بھی اس نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کے لشکروں کا ایک سپاہی بن جاتا۔ چرواہے نے اس گفتگو سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیئے نے جواب دیا کہ تیرے لوٹنے تک میں خود تیری بکریوں کی نگہبانی کروں گا۔ چنانچہ چرواہے نے اپنی بکریوں کو بھیڑیئے کے سپرد کر دیا اور خود بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور واقعی بھیڑیئے کے کہنے کے مطابق اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جہاد میں مصروف پایا۔ پھر چرواہے نے بھیڑیئے کے کلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ تم اپنی سب بکریوں کو زندہ وسلامت پاؤ گے۔ چنانچہ چرواہا جب لوٹا تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے اور اس کی کوئی بکری بھی ضائع نہیں ہوئی ہے چرواہے نے خوش ہو کر بھیڑیئے کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پیش کر دی اور بھیڑیا اس کو کھا کر چل دیا۔

(زرقانی، جلد:5، ص:135 تا ص:134)

اعلان ایمان کرنے والی گوہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سلیم کا ایک اعرابی ناگہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی محفل کے پاس سے گزرا آپ اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ یہ اعرابی جنگل سے ایک گوہ پکڑ کر لا رہا تھا اعرابی نے آپ کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا کہ وہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ اعرابی یہ سن کر آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے کہ میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک میری یہ گوہ آپ کی نبوت پر ایمان نہ لائے، یہ کہہ کر اس نے گوہ کو آپ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کو پکارا تو اس نے "لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ" اتنی بلند آواز سے کہا کہ تمام حاضرین نے سن لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا معبود کون ہے؟ گوہ نے جواب دیا کہ میرا

معبود وہ ہے کہ اس کا عرش آسمان میں ہے اور اس کی بادشاہی زمین میں ہے اور اس کی رحمت جنت میں ہے اور اس کا عذاب جہنم میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے گوہ! یہ بتا کہ میں کون ہوں؟ گوہ نے بلند آواز سے کہا کہ آپ رب العالمین کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں جس نے آپ کو سچا مانا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ نامراد ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر اعرابی اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جس وقت آپ کے پاس آیا تھا تو میری نظر میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ ناپسند کوئی آدمی نہیں تھا لیکن اس وقت میرا یہ حال ہے کہ آپ میرے نزدیک میری اولاد بلکہ میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے لئے حمد ہے جس نے تجھ کو ایسے دین کی ہدایت دی جو ہمیشہ غالب رہے گا اور کبھی مغلوب نہیں ہو گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی۔ اعرابی قرآن کی ان دو سورتوں کو سن کر کہنے لگا کہ میں نے بڑے بڑے فصیح و بلیغ، طویل و مختصر ہر قسم کے کلاموں کو سنا ہے مگر خدا کی قسم! میں نے آج تک اس سے بڑھ کر اور اس سے بہتر کلام کبھی نہیں سنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ یہ قبیلہ بنی سلیم کا ایک مفلس انسان ہے تم لوگ اس کی مالی امداد کر دو۔ یہ سن کر بہت سے لوگوں نے اس کو بہت کچھ دیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دس گابھن اونٹنیاں دیں۔ یہ اعرابی تمام مال وسامان کو ساتھ لے کر جب اپنے گھر کی طرف چلا تو راستے میں دیکھا کہ اس کی قوم بنی سلیم کے ایک ہزار سوار نیزہ اور تلوار لئے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے لئے اور کس ارادہ سے چلے ہو؟ سواروں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس شخص سے لڑنے کے لئے جا رہے ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور ہمارے دیوتاؤں کو برا بھلا کہتا ہے۔ یہ سن کر اعرابی نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور اپنا سارا واقعہ ان سواروں سے بیان کیا۔ ان سواروں نے جب اعرابی کی زبان سے اس کا ایمان افروز بیان سنا تو سب نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" پڑھا۔ پھر سب کے سب بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے کہ آپ کی چادر

آپ کے جسمِ اطہر سے گر پڑی اور یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ ہمیں جو حکم دیں گے ہم آپ کے ہر حکم کی فرمانبرداری کریں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھنڈے کے نیچے جہاد کرتے رہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں بنی سلیم کے سوا کوئی قبیلہ بھی ایسا نہیں تھا جس کے ایک ہزار آدمی بہ یک وقت مسلمان ہوئے ہوں۔ اس حدیث کو طبرانی و بیہقی و حاکم و ابن عدی جیسے بڑے بڑے محدثین نے روایت کیا ہے۔

(زرقانی، ج:5،ص:148 تا ص:149)

اونٹ:۔ (1) صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد کے سفر میں آنحضور ﷺ کے ہمراہ تھا میرا اونٹ تھک کر چلنے سے ہار گیا، آنحضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا تھک گیا ہے، آپ نے پلٹ کر اس اونٹ کو ہانکا اور دعا فرمائی، اس کا یہ اثر ہوا کہ میرا اونٹ سب سے آگے رہا کرتا تھا، اس کے بعد آپ نے اونٹ کا حال پوچھا تو میں نے کہا کہ آپ کی برکت سے اچھا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے چالیس درہم کے عوض وہ اونٹ مجھ سے خرید لیا۔

(2) مسلم اور ابوداؤد نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ اتنا شریر تھا کہ جو باغ میں جاتا اسے کاٹ لیتا، آنحضور ﷺ نے اسے بلایا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاضر ہو کر آپ ﷺ کو سجدہ کیا اور پھر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے اس کی ناک میں نکیل ڈال کر فرمایا: کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں سوائے نافرمان جن اور انس کے جانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں، یہ حدیث طریق متعددہ سے مروی ہے ابو نعیم، بیہقی، امام احمد، دارمی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔

حاکم، طبرانی، ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ یا سات اونٹ

عید الاضحیٰ کے دن قربانی کے لیے لائے گئے تو ان اونٹوں میں سے ہر ایک آپ کی طرف پیش قدمی کرتا اور آواز دیتا تھا کہ پہلے مجھے ذبح کریں اور حضور ﷺ کے دست مبارک سے پہلے میں ذبح کیا جاؤں۔

(3) شرح السنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کی تین چیزیں دیکھیں اور آپ ﷺ کے تین معجزے دیکھنے کا اتفاق ہوا، واقعہ یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، آپ ﷺ کا گزر ایک پانی کھینچنے والے اونٹ پر ہوا اونٹ آپ کو دیکھ کر کچھ بولا پھر گردن زمین پر رکھ دی، آپ ﷺ وہیں ٹھہر گئے اور اونٹ کے مالک کو بلایا آپ ﷺ نے مالک سے فرمایا اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ دو، اس نے کہا ہم بلا قیمت آپ کی نذر کرتے ہیں؛ مگر آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اونٹ جن لوگوں کا ہے ان کے گھر کی پوری روزی اسی سے حاصل کی جاتی ہے اور اسی کی کمائی پر ان کا دارومدار ہے، آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں خریدوں گا، ہاں یہ بات یاد رکھو کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ اس سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے تم اس کو اچھی طرح رکھو، یہ معجزہ آپ کے جانور سے متعلق ہوا۔

گھوڑا:۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات مدینہ والوں کو دشمن کا اندیشہ ہوا، نبی کریم ﷺ ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نے تو اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا، اس کے بعد آپ کی برکت سے اتنا تیز ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا اور مدینہ تک اس پر سوار ہو کر چلنے کی اجازت بھی مجھ کو دے دی، جب میں مدینہ پہنچ کر اونٹ دینے کیلیے حاضر ہوا تو اونٹ مجھ کو واپس کر دیا اور اس کی قیمت کے چالیس درہم مجھ کو ہی دے دیے۔

کبوتر اور مکڑی: طبرانی، بیہقی، ابو نعیم، بزار اور ابن سعد نے زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہجرت کے موقعہ پر جس رات حضرت ابوبکر کے ساتھ غار ثور میں جا کر چھپے تھے، اس رات اللہ کے حکم سے ایک درخت نے آ کر آنحضور ﷺ کو چھپا لیا اور اللہ کے حکم سے

کبوتروں نے غار کے منہ پر گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیے اور مکڑی نے جالا تن دیا، جب کفار قریش غار کے منہ پر پہنچے تو غار کے منہ پر کبوتروں کے گھونسلے اور مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں محمد اور ان کے ساتھی ہوتے تو کبوتر اور کبوتروں کا گھونسلہ اس کے دروازے پر نہ ہوتا اور مکڑی کا جالا بھی ایسا نہ ہوتا، کفار اتنے قریب پہنچ گئے تھے کہ آنحضور ﷺ ان کی باتیں سنتے تھے اور اگر غور سے کفار دیکھتے تو آنحضور ﷺ کو دیکھ لیتے؛ لیکن اللہ تعالی نے اپنے حبیب کو کبوتر اور مکڑی اور درخت کو بھیج کر دشمنوں کے شر سے بچالیا، علماء نے لکھا ہے کہ آج کل حرم میں جو کبوتر ہیں یہ سب اسی جوڑے کی نسل سے ہیں جس نے غار ثور پر انڈے دیے تھے۔

ہرن کی گواہی: طبرانی اور بیہقی نے حضرت ام سلمی سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنگل میں تھے اچانک ایک ہرنی نے پکارا کہ اے اللہ کے رسول ! آپ ﷺ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ہی ایک دیہاتی سویا ہوا ہے، آپ ﷺ نے ہرنی سے پوچھا تو کیا کہنا چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ اس دیہاتی نے مجھے شکار کرلیا ہے اور پہاڑی کے اندر میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، آپ مجھے چھوڑ دیں میں ان کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا واقعی تو واپس آجائیگی، اس نے کہا ہاں ! چنانچہ آپ نے اسے کھول دیا اور وہ بچوں کو دودھ پلا کر پھر آگئی، آپ نے باندھ دیا، اس کے بعد دیہاتی بیدار ہوا تو آنحضور ﷺ کو وہاں دیکھ کر پوچھا کہ کیا آپ کا کچھ ارشاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دے اس نے چھوڑ دیا، ہرنی وہاں سے یہ کہتی ہوئی چلی : ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰه''، میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ روایت کئی سندوں سے مروی ہے اس لیے ابن حجر نے اس کو صحیح کہا ہے۔

شیر کا مطیع ہو جانا: بیہقی نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سمندر میں جہاز پر سفر کر رہا تھا، اچانک جہاز ٹوٹ گیا اور میں ایک تختے پر بہتا بہتا ریگستان کی ایک جھاڑی میں پہنچا،

وہاں ایک شیر ملا وہ جب میری طرف بڑھا تو میں نے کہا رسول اللہ کا آزاد کردہ غلام ہوں، یہ سنتے ہی شیر نے میری طرف بڑھ کر اپنا کندھا میرے بدن سے ملا دیا اور میرے ساتھ ہو گیا جب چلتے چلتے ایک راستے پر پہنچ گئے تو شیر نے مجھے ٹھہرا دیا اور باریک آواز سے کچھ کہنے لگا اور پھر میرے ہاتھ سے اپنی دم چھودی میں نے سمجھ لیا کہ اب راستے تک پہنچا کر مجھے رخصت کر رہا ہے، سفینہ آنحضور ﷺ کے غلام تھے ان کا نام رومان یا مہران یا طہمان تھا انہیں آنحضور ﷺ نے آزاد کردیا تھا ایک سفر میں آنحضور ﷺ نے ان کے سر پر بہت سا سامان لدا ہوا دیکھا تو فرمایا کے تو تو سفینہ (کشتی) ہے اسی دن سے ان کا لقب سفینہ پڑ گیا۔

انتباہ:۔ اس قسم کے سینکڑوں معجزات میں سے یہ چند واقعات اس بات کی سورج سے زیادہ روشن دلیلیں ہیں کہ روئے زمین کے تمام حیوانات حضورِ اکرم ﷺ کو جانتے پہچانتے اور مانتے ہیں کہ آپ نبی آخرالزماں، خاتم پیغمبراں ﷺ ہیں اور یہ سب کے سب آپ کی مدح وثنا کے خطیب اور آپ کی مقدس دعوت اسلام کے نقیب ہیں اور یہ سب آپ کے امر ونہی کی حکمرانی اور آپ کے اقتدار وتصرفات کی سلطانی کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کے ہر فرمان کو اپنے لئے واجب الایمان اور لازم العمل سمجھتے ہیں اور آپ کے اعزاز واکرام اور آپ کی تعظیم واحترام کو اپنے لئے سرمایہ حیات تصور کرتے ہیں۔ کاش! اس زمانے کے مسلم نما کلمہ پڑھنے پڑھانے والے انسان ان بے زبان جانوروں سے تعظیم واحترام رسول کا سبق سیکھتے اور دل وجان سے اس روشن حقیقت پر دھیان دیتے کہ

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد، گلہ رنج وعنا کرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

اعضائے مبارکہ کے معجزات

دست مبارک: (1) بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حنظلہ بن حذیم کے سر پر اس وقت ہاتھ پھیرا تھا جب وہ بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تھے ہاتھ پھیر کر آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی دعا کے اثر کا یہ حال ہوا کہ اگر کسی آدمی کے منہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہو جاتا اور اس کو حنظلہ کے سر سے لگا دیا جاتا تو ورم ایک دم جاتا رہتا۔

(2) طبرانی میں روایت ہے کہ عائذ بن عمرو جنگ حنین میں جب زخمی ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے منہ سے خون پونچھ کر ان کے حق میں دعا فرمائی آنحضور ﷺ کی ہتھیلی ان کی پیشانی سے چھوگئی تھی اس کا یہ اثر ہوا کہ ہمیشہ وہ جگہ پیشانی کی روشن رہی۔

(3) بیہقی میں عمرو بن ثعلبہ جہنی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مقام سیالہ میں ملاقات کی اور وہیں مسلمان ہو گیا آنحضور ﷺ نے شفقت سے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا اس کا یہ اثر ہوا کہ عمرو بن ثعلبہ سو برس کی عمر پا کر مرے اور آنحضور ﷺ کا دست مبارک ان کا سر اور داڑھی کے جتنے بالوں سے مس ہو گیا تھا اور چھوا تھا وہ آخر وقت تک سفید نہ ہوئے تھے۔

(4) عبدالبر نے استیعاب میں روایت کی ہے ایک روز نبی کریم ﷺ غسل فرما رہے تھے آپ ﷺ کی بیٹی زینب بنت ام سلمہ آئیں تو از راہِ شفقت آپ نے ان کے منہ پر پانی چھڑک دیا، اس کا یہ اثر ہوا کہ زینب کے چہرے پر بڑھاپے تک جوانی کی تازگی اور خوبصورتی باقی رہی۔

(5) صحیحین میں جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذوالخلصہ کے بت خانے کے انہدام کا مجھے حکم فرمایا؛ لیکن میرا حال یہ تھا کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح سوار نہیں ہو سکتا تھا اکثر گر جاتا

تھا، میں نے جب یہ کمزوری آپ کی جناب میں عرض کی اور اس کمزوری کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو ہادی مہدی بنا یعنی ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا، جریر کہتے ہیں کہ اس دن سے پھر کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا اور ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر گیا اور ذوالخلصہ بت خانہ کو گرا کر جلا دیا۔

لعاب دہن: (1) طبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن وحضرت حسین سخت پیاس کی وجہ سے رو رہے تھے آنحضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی پیاس بجھ گئی اور رونا بند کر دیا۔

(2) بیہقی نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ دودھ پیتے بچوں کو اپنا لعاب دہن لگا دیتے تھے جس سے بچے دن بھر آسودہ رہتے تھے دودھ پینے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی۔

(3) بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں عتبہ بن فرقد کی بیوی ام عاصم سے روایت کی ہے کہ ام عاصم کا بیان ہے کہ عتبہ کے نکاح میں ہم تین بیبیاں تھیں اور بہترین خوشبو لگاتی تھیں؛ لیکن عتبہ کے بدن سے ایک خوشبو پھوٹتی تھی جو ہم پر غالب رہتی تھی، ایک دن عتبہ سے میں نے خوشبو کی حقیقت پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا تھا آنحضرت ﷺ نے میرے کپڑے اتروا کر اپنا لعاب مبارک ہتھیلی پر مل کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، یہ وہی خوشبو تھی جو زندگی بھر تمام عود وعنبر عطریات کی خوشبوؤں کو مات کرتی تھی اور ہر بہتر سے بہتر خوشبو پر غالب آتی تھی۔

(4) ابونعیم اور واسدی نے عروہ سے روایت کی ہے کہ ابن ملاعب الاسنہ کو استقاء کی بیماری ہو گئی، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنا قاصد بھیجا کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں، آپ ﷺ نے ایک مٹھی مٹی لے کر اپنا لعاب دہن مٹی میں لگا دیا اور قاصد کو مٹی دیدی قاصد نے مٹی لیتے وقت یہ سمجھا کہ شاید حضور ﷺ مزاح فرما رہے ہیں مگر جب مٹی لے کر ابن ملاعب کے پاس گیا تو اس وقت مریض مرنے

کے قریب تھا، مٹی گھول کر ابن ملاعب کو پلایا گیا اسی وقت اچھا ہو گیا۔

(5) صحیحین کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کی آنکھیں دکھنے لگیں نبی کریم ﷺ نے لعاب مبارک لگایا تو بالکل اچھی ہو گئیں، یہ معجزہ غزوہ خیبر کے موقع پر ظاہر ہوا تھا، واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بخار آ گیا اس لیے آپ ﷺ لڑائی میں شریک نہ ہوئے؛ چنانچہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر پر ابوبکر صدیق کو جھنڈا دے کر لڑائی کے لیے بھیجا وہ خوب لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا دوسرے دن حضرت عمر کو جھنڈا دیا وہ بھی خوب لڑے مگر قلعہ آج بھی فتح نہ ہوا، تب آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کل اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے، اس شخص کے ہاتھ سے کل قلعہ فتح ہوگا تیسرے روز صبح کو لوگ جمع ہو گئے اور منتظر تھے کہ دیکھیے کس کی قسمت میں یہ سعادت آتی ہے، آپ ﷺ نے حضرت علی کو بلایا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں لوگ حضرت علی کو لائے آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کو قریب بلا کر اپنا لعاب ان کی آنکھوں میں لگا دیا اسی وقت آنکھیں کھل گئیں اور درد جاتا رہا حضرت علی جھنڈا لے کر گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

(6) رزین نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کے سامنے ایک دن ابوبکر صدیق کا ذکر چھڑ گیا حضرت عمر رو کر کہا کاش میری زندگی کے سارے اعمال ابوبکر کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہو جاتے، رات سے ابوبکر کی وہ رات مراد ہے جس رات ہجرت کر کے راستے کے ایک غار کے پاس پہنچے تو ابوبکر نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ غار کے باہر رہیں میں اندر جا کر صاف کر لوں تا کہ جو کچھ غار میں تکلیف دینے والی چیز ہو اس کے صدمے سے آپ ﷺ محفوظ رہیں اور جو صدمہ پہنچے مجھ کو پہنچے اور آپ ﷺ ہر قسم کے گزند سے محفوظ رہیں و مامون رہیں چنانچہ ابوبکر غار میں اتر گئے اور جھاڑو دی تمام سوراخوں کو اپنے تہمند پھاڑ کر بند کر دیا آخر میں دو سوراخ باقی رہ گئے تھے ان کو اپنے پیروں کے انگوٹھوں سے بند کر دیا اور پھر آنحضور ﷺ کو غار میں بلایا آپ ﷺ غار میں داخل ہوئے اور

ابوبکر کے زانو پر سو گئے، اچانک ایک سوراخ سے سانپ نے ابوبکر کے پاؤں میں کاٹ لیا اس کے باوجود اس ڈر سے کہ میری حرکت سے آنحضور ﷺ کی نیند میں خلل نہ پڑے بالکل نہ ہلے؛ لیکن زہر کی تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ آنسو جاری ہو گئے، ابوبکر کے آنسو آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر ٹپکے تو آپ ﷺ جاگ گئے پوچھنے پر حال معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک زخم پر لگا دیا جس سے زہر کا اثر فوراً جاتا رہا لیکن ابوبکر کی موت سے پہلے زہر پھر ظاہر ہوا اور اسی زہر کے اثر سے ابوبکر کی وفات ہوئی اور دن سے مراد وہ دن ہے جس دن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تھا اور عرب کے لوگ اسلام سے پھر گئے تھے اور زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، اس دن ابوبکر نے کہا تھا اگر اونٹ باندھنے کی رسی جو حضور ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے آج اس رسی کو بھی دینے سے کسی نے انکار کیا تو میں اس سے جہاد کروں گا، عمر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ کے جانشین ذرا نرمی کیجیے، ابوبکر نے جواب دیا کہ تم جاہلیت میں اتنے سخت تھے لیکن اسلام میں نرم ہوتے ہو، وحی کا اترنا بند ہو گیا اور دین مکمل ہو گیا ہے کیا میرے جیتے جی دین میں کمی پیدا کی جائے گی۔

اس واقعہ میں سانپ کے زہر سے شفا پانا آنحضور ﷺ کا معجزہ ہے؛ مگر آخر زندگی میں زہر کے ظاہر ہونے میں مصلحت خداوندی تھی کہ ابوبکر کو شہادت کا مرتبہ نصیب ہو جائے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات بھی اسی زہر کے اثر سے ہوئی جو خیبر میں آپ ﷺ کو دیا گیا تھا۔

موئے مبارک: بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں نبی کریم ﷺ کے سر کے چند بال تھے اس کا اثر یہ تھا کہ حضرت خالد جس لڑائی میں ٹوپی پہن کر گئے اس میں فتح نصیب ہوئی۔

جبہ مبارک: مسلم میں اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جبہ نکالا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے اب اس کا یہ اثر ہے کہ اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور بیماروں کے بدن میں اس کو لگاتے ہیں تو شفاء ہو جاتی ہے۔

بیماروں کی شفاء

حضرت عبداللہ بن عتیک کا زخم: صحیح بخاری میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو ابو رافع پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا عبداللہ بن عتیک رات کے وقت سوتے میں ابو رافع کے گھر گئے اور اپنی تلوار ابو رافع کے شکم میں پوری دھنسادی، عبداللہ کہتے ہیں کہ جب یقین ہوگیا کہ ابو رافع کو مار ڈالا تو میں دروازہ کھول کر نکلا، نکلتے وقت میرے پاؤں نے خطا کی اور غلط جگہ پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے میں گر گیا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی باندھ لی اور وہاں سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا، آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سب حال بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے پیر ذرا پھیلاؤ پھر آپ نے میرے پیر پر اپنا دست مبارک پھیرا آپ کے ہاتھ کی برکت سے میرا پاؤں ایسا تندرست ہوگیا جیسے ان میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

مفصل قصہ یہ ہے کہ: رمضان میں آنحضرت ﷺ نے ان کو چار آدمیوں پر امیر بنا کر ابو رافع کے قتل کرنے کے لئے خیبر بھیجا تھا، ابو رافع نے آنحضرت ﷺ کے خلاف غطفان وغیرہ کو بھڑکا کر بڑا جتھا اکٹھا کرلیا تھا، یہ لوگ شام کے قریب قلعہ کے پاس پہنچے، عبداللہ نے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو، میں اندر جا کر دیکھتا ہوں، پھاٹک کے قریب پہونچ کر چادر اوڑھ لی اور حاجتمندوں کی طرح دبک کر بیٹھ گئے، دربان نے کہا میں دروازہ بند کرتا ہوں، اندر آنا ہو تو آجاو، اندر جا کر اصطبل نظر پڑا، اسی میں چھپ رہے، ارباب قلعہ کچھ رات تک ابو رافع سے باتیں کرتے رہے، اس کے بعد سب اپنے اپنے گھروں میں جا جا کر سو رہے، سناٹا ہوا تو حضرت عبداللہ نے دربان کو غافل پا کر پھاٹک کھولا، اور ابو رافع کی طرف چلے وہ بالاخانہ پر رہتا تھا اور بیچ میں بہت سے دروازے پڑتے تھے، یہ جس دروازے سے جاتے اس کو اندر سے بند کرلیتے، تاکہ شور ہونے پر کوئی ابو رافع تک نہ پہنچ سکے ان مراحل کے طے کرنے کے بعد ابو رافع کا بالاخانہ نظر آیا وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک اندھیرے کمرے میں سو رہا تھا، انہوں نے پکارا ابو رافع! بولا کون؟ جس طرف سے آواز آئی تھی بڑھ کر اسی سمت تلوار ماری لیکن کچھ

نتیجہ نہ نکلا، وہ چلایا، یہ فوراً باہر نکل آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گئے اور آواز بدل کر کہا، ابو رافع کیا ہوا بولا ابھی ایک شخص نے تلوار ماری انہوں نے دوسرا وار کیا، لیکن وہ بھی خالی گیا اس مرتبہ اس کے شور سے تمام گھر جاگ اٹھا انہوں نے باہر نکل کر پھر آواز بدلی اور ایک فریاد رس کی طرح اندر جا کر کہا میں آگیا گھبرانے کی کوئی بات نہیں، وہ چت لیٹا ہوا تھا، انہوں نے دیکھ لیا اور اس کے پیٹ میں اس زور سے تلوار کونچی کہ گوشت کو چیرتی ہوئی ہڈیوں تک جا پہونچی، اس کا فیصلہ کرکے جلدی سے باہر بھاگے عورت نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پائے، چاندنی رات تھی اور آنکھوں سے نظر کم آتا تھا، زینہ کے پاس پہنچ کر پیر پھسلا اور لڑھکتے ہوئے نیچے آرہے، پیر میں زیادہ چوٹ لگی تھی تاہم اٹھ کر عمامہ سے پنڈلی باندھی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر کوڑے کے ڈھیر میں چھپ رہے۔

ادھر تمام قلعہ میں ہلچل پڑی ہوئی تھی، ہر طرف روشنی کی گئی اور حارث ہزار آدمی لیکر ڈھونڈنے کے لئے نکلا، لیکن ناکام واپس گیا، حضرت عبداللہ نے ساتھیوں سے کہا کہ اب تم جا کر رسول اللہ ﷺ کو بشارت سناؤ میں اپنے کانوں سے اس کے مرنے کی خبر سن کر آتا ہوں۔

صبح کے وقت ایک شخص نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر باآواز بلند پکارا کہ ابو رافع تاجر اہل حجاز کا انتقال ہوگیا، عبداللہ یہ سن کر نکلے اور بڑھ کر ساتھیوں سے جا ملے اور مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی، آپ ﷺ نے ان کا پیر دست مبارک سے مس فرمایا اور وہ بالکل اچھے ہوگئے۔ (بخاری)۔

حضرت سلمہ بن اکوع کا زخم: بخاری میں یزید بن ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع کو پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ زخم خیبر کی لڑائی میں آیا تھا اور اتنا سخت زخم تھا کہ لوگوں نے مشہور کردیا تھا کہ سلمہ شہید ہوگیا کیونکہ اس کاری زخم سے بچنے کی امید ہی نہ تھی، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت حاضر ہوا آپ ﷺ نے زخم پر تین بار دم کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ زخم بالکل اچھا ہوگیا۔

طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ شرجیل جعفی کی ہتھیلی میں ایک بڑا سا غدود تھا جس کی وجہ سے وہ تلوار نہیں پکڑ سکتے تھے اور نہ گھوڑے کی لگام ہی تھام سکتے تھے نبی کریم ﷺ سے اس کا حال بیان کیا تو آپ

ﷺ نے غدود پر اپنا ہاتھ زور سے دبا کر مسلا ؛ چنانچہ اس کی برکت کا اثر یہ ہوا کہ وہ غدود بالکل ختم ہوگیا۔

اندھے کی آنکھیں روشن ہوگئیں: ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی نے عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک اندھا آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیں کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور پھر یوں دعا کر: **اَللّٰهُمَّ إِنِّى أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّى تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّى فِى حَاجَتِى هَذِهِ فَتَقْضِى لِى اللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِىَّ.**

اے اللہ تیرے رحمت والے نبی ﷺ کے واسطے سے دعا کرتا ہوں اور اے محمد آپ ﷺ کے وسیلے سے میرے رب کی طرف یہ درخواست لے جاتا ہوں۔

اس اندھے نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کیا وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر الفاظ مذکورہ کے ساتھ دعا کی ؛ چنانچہ اس نابینا کی آنکھیں روشن ہوگئیں، اکثر محدثین نے اس دعا کو تمام حاجتوں کے لیے اکسیر بتایا ہے اور "ان یکشف عن بصری" کی جگہ "فی حاجتی ھذہ لیقضی" آیا ہے اس طرح یہ دعا صرف آنکھ ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام حاجتوں میں مؤثر ہوگئی ہے؛ چنانچہ عثمان ابن حنیف اور ان کی اولاد تمام ضروریات میں اس دعا کو بتایا کرتے تھے اور اس دعا کے اثر میں بہت سے واقعات کتابوں میں ملتے ہیں۔

بیہقی، طبرانی اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ حبیب بن حدیف کے باپ کی آنکھوں میں پھلی پڑگئی جس سے وہ بالکل اندھے ہوگئے، نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم کیا اسی وقت آنکھیں روشن ہوگئیں راوی کا بیان ہے کہ ان کی بینائی اتنی تیز اور پائیدار ہوگئی کہ اسی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ پرو لیا کرتے تھے۔

علی بن حکم کا زخم: ابوالقاسم بغوی نے معاویہ بن حکم سے روایت کی ہے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ

غزوہ خندق میں شریک تھے میرے بھائی علی بن حکم نے اپنا گھوڑا خندق میں اتارا خندق کی دیوار سے ٹکرا کر میرے بھائی کا پاؤں سخت زخمی ہوگیا جب میرے بھائی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابھی گھوڑے پر سوار ہی تھے کہ آنحضور ﷺ نے ان کے زخمی پیر پر ہاتھ پھیر کر بسم اللہ کہا فوراً وہ چوٹ اچھی ہوگئی اور ذرا سی تکلیف بھی باقی نہ رہی۔

حبیب بن یساف کا زخم: بیہقی اور ابن اسحق نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے دن حبیب بن یساف کے دونوں کاندھوں کے بیچ میں دشمن کی تلوار اس زور سے لگی کہ ایک طرف کا حصہ کٹ کر لٹک گیا نبی کریم ﷺ نے اسی وقت ان کے لٹکے ہوئے حصے ملا کر دم کر دیا تو وہ اتنا اچھا ہوگیا کہ حبیب نے اس لڑائی میں زخمی کرنے والے دشمن کو مار ڈالا۔

حضرت علی کی شفاء: بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میں اتنا سخت بیمار تھا کہ دعا کرتا تھا یا اللہ اگر میری موت آگئی ہے تو جلد آجائے تاکہ بیماری کی تکلیف سے نجات مل جائے اور اگر زندگی باقی ہے تو اس مرض سے شفا دے اور اگر یہ بیماری جانچ کے لیے ہے تو مجھے صبر دے، آنحضور ﷺ نے یہ دعا سن کر حضرت علی کو پاؤں سے مارا اور فرمایا کیا کہتے تھے ذرا پھر کہنا حضرت علی نے وہی دعا پھر پڑھی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ ان کو شفا دے حضرت علی کا بیان ہے کہ میں اسی دن اچھا ہوگیا اور اسی دن سے وہ درد پھر کبھی نہیں ابھرا۔

گونگا بولنے لگا: ابن ابی شیبہ نے ام جندب سے روایت کی ہے کہ قبیلہ خشعم کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک لڑکے کو لے آئی وہ لڑکا بات کرنے سے معذور تھا آنحضرت ﷺ نے اس لڑکے کے منہ پر کلی کی اور اپنے دونوں ہاتھ دھو کر وہ پانی یہ کہہ کر عورت کو دیا کہ یہ پانی لڑکے کو پلا دے اور اس کی دونوں آنکھوں میں لگا دے عورت نے جب اس پر عمل کیا تو وہ لڑکا فوراً باتیں کرنے لگا اور اتنا عقلمند ہوگیا کہ دوسرے لوگوں کی عقل پر اس کی عقل فائق تھی۔

حضرت قتادہ کی آنکھ:- بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا جس سے آنکھ بہہ کر رخسار پر آ گئی نبی کریم ﷺ نے قتادہ سے فرمایا کہ اگر چاہو کہ یہ آنکھ اچھی ہو جائے تو میں اس کو اسکی جگہ پر رکھدوں اور اگر چاہتے ہو جنت ملے تو صبر کرو، قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنت تو بڑا اچھا انعام ہے لیکن مجھے کانا ہونا برا معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ میری آنکھ اچھی کر دیجیے اور جنت کے لیے بھی میرے واسطے دعا فرمایے آپ ﷺ نے انکی آنکھ کا ڈھیلا اٹھا کر اس کو اس کے حلقے میں رکھ دیا اور وہ اتنی روشن ہوگئی کہ دوسری آنکھ سے بھی روشنی تیز ہوگئی اور ان کیلیے جنت کی دبھی دعا فرمائی آنحضور ﷺ کا یہ معجزہ بہت مشہور ہے اور قتادہ کی اولاد کو فخر تھا کہ ان کے بزرگ قتادہ کی آنکھ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے اچھی ہوئی تھی چنانچہ قتادہ کے پوتے عاصم بن عمر و عمر بن عبدالعزیز کے پاس ان کے زمانہ خلافت میں آئے تو عربی کے اشعار پڑتے تھے:

أنا ابن الذی سالت علی الخد عینه ...فردت بکف المصطفی أحسن الرد

فعادت کما کانت لأول أمرها ...فیا حسن ما عین ویا حسن ما رد

میں ان ہی کا پوتا ہوں جن کی آنکھ لڑائی میں رخسار پر بہہ کر آ گئی تھی اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے دست مبارک سے دوبارہ اتنی اچھی ہوگئی تھی کہ پہلے سے زیادہ روشن تھی، مبارک ہے وہ آنکھ اور مبارک ہے وہ ہاتھ جس سے زخم بالکل جاتا رہا۔

ترمذی اور بیہقی کی وایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک نوجوان لڑکا لایا گیا یہ لڑکا پیدائشی گونگا تھا اس نے بات نہ کی تھی آنحضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں، اس نے جواب دیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

احمد، بیہقی اور ابن شیبہ نے ابن عباس سے رویت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت اپنے پاگل لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی آپ ﷺ نے لڑکے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اس نے اس زور سے قے کی کہ اس کے پیٹ میں سے کتے کے کالے پلے کی طرح ایک چیز نکلی اس کے بعد ہی وہ لڑکا اچھا ہو گیا اور اس کا جنون دور ہو گیا۔

مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات

(1) بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ ایک نوجوان انصاری کی وفات ہوئی اس کی ماں اندھی اور بوڑھی تھی ہم نے اس انصاری کی میت کو ایک کپڑا اڑھا دیا اور اس کی ماں سے تسلی اور صبر کی باتیں کرنے لگے، اس نے کہا کہ کیا میرا لڑکا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں! اس نے دعا کی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مصیبت پر میری مدد فرمائے گا، اے اللہ! یہ مصیبت دور فرما، حضرت انس کا بیان ہے ہم لوگ وہاں موجود تھے کہ اس نوجوان انصاری نے کپڑے سے اپنا منہ کھولا اور اچھا ہو کر اٹھ بیٹھا، اس نے ہمارے ساتھ کھانا بھی کھایا؛ چونکہ نبی کریم ﷺ کے نام کی برکت سے ایک بڑھیا کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا اور وہ بڑھیا آپ ﷺ کی امت میں سے تھی اس لیے یہ آپ ہی کا معجزہ ہے۔

(2) بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عبیداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جنگ یمامہ میں ثابت بن قیس شہید ہوئے میں ان کو دفن کرتے وقت موجود تھا، جب وہ قبر میں رکھ دیے گئے تو ہم نے ان کو یہ کلمہ کہتے ہوئے سنا: "**محمد رسول الله ابوبکر الصدیق عمر الشهید عثمان البر الرحیم**" آواز سن کر ہم نے انہیں دیکھا تو اسی طرح مردہ پایا جس طرح یہ کلمات کہنے سے پہلے تھے یہ بھی آنحضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ مردہ نے زندہ ہو کر آپ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کے خلفاء کی خلافت کی گواہی دی۔

(3) طبرانی، ابونعیم اور ابن مندہ نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ زید بن خارجہ کی نعش مرنے کے بعد گھر میں رکھی تھی نعش پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی، آس پاس عورتیں رو رہی تھیں یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا، اچانک زید بن خارجہ نے کہا کہ نوحہ مت کرو چپ رہو یہ سن کر ان کے منہ سے کپڑا ہٹایا گیا تو انہوں نے کہا" **محمد رسول الله الامین وخاتم النبیین فی الکتاب**

الاول'' اس کے بعد زید نے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی تعریف کی اور پھر یہ کلمہ کہا السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ کلمہ کہتے ہی پھر جیسے لیٹے تھے اسی طرح لیٹ گئے آپ ﷺ کی امت کے ایک شخص نے مرنے کے بعد آپ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کے خلفاء کی خلافت کی گواہی دی اس لیے یہ بالواسطہ آپ کا ہی معجزہ ہوا۔

عیسائیوں نے مردہ کو زندہ کرنے پر فخر کیا ہے کہ حضرت عیسی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے؛ بلکہ اس معجزہ کی بدولت وہ حضرت عیسی کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں، حالانکہ اس طرح کے واقعات اور کرامات ہمارے پیغمبر کی امتیوں سے اس قسم کی کرامات کا ظہور ہوا اس پیغمبر کے مرتبہ کی بلندی کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔

گستاخوں کو سزا

بائیں ہاتھ سے بلاعذر کھانے والا: مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی جناب میں ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھارہا تھا آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھاسکتا، حالانکہ اس کے سیدھے ہاتھ میں کوئی خرابی نہیں تھی، یہ بات اس نے بے باکی اور بیہودگی سے کہی تھی اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے نہ کھاسکو گے آپ ﷺ کی بات کے اثر سے یہ حال ہوا کہ اس کا سیدھا ہاتھ بیکار ہوگیا، منہ تک اٹھانے سے نہیں اٹھ سکتا تھا۔

خط پھاڑنے کا انجام: صحیحین میں ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فارس کے بادشاہ کسری پرویز کے پاس اسلام کی طرف بلانے کا خط بھیجا، کسری نے آپ ﷺ کے خط کو پھاڑ ڈالا، آپ ﷺ نے اس پر دعا فرمائی کہ اللہ اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کردے؛ چنانچہ آپ ﷺ کی دعا کے اثر سے فارس کی حکومت مٹ گئی اور اس وقت سے اب تک مجوسیوں کی کوئی حکومت دنیا میں کہیں قائم نہ ہوسکی۔

قوم مضر پر قحط: صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قوم مضر پر بددعا فرمائی کہ اے اللہ اس قوم پر ایسا قحط نازل فرما جیسا یوسف علیہ السلام کے وقت پڑا تھا، آپ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان پر بڑا سخت قحط پڑا قریب تھا کے پوری قوم اور مویشی تباہ ہوجائیں، پریشان ہوکر لوگ ہڈی اور خون کھانے پر مجبور ہوگئے، ناچار ابوسفیان یا کعب بن مروہ نے آنحضور ﷺ کی جناب میں عرض کیا کہ آپ ﷺ رشتہ داروں سے سلوک کرنے کی تعلیم دیتے ہیں، آپ ﷺ کی قوم ہلاک ہورہی ہے خدا سے دعا فرمایے کہ بارش ہوجائے آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ جلد ایسی نفع بخش بارش برسا کہ چراگاہ شاداب ہوجائے؛ چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر ہی زور کی بارش ہوگئی۔

ابولہب کا بیٹا: حضرت اُم کلثوم کا نکاح ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا؛ لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی، حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ابولہب نے بیٹے پر دباؤ ڈال کر طلاق دلوادی، عتیبہ نے طلاق دیتے ہوئے حضور ﷺ کے ساتھ گستاخی کی، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا : اے اللہ ! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے، کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابولہب کے ساتھ عتیبہ بھی شام کے تجارتی سفر پر گیا، راستہ میں ایک ایسی جگہ مقام کرنا پڑا جہاں درندے رہا کرتے تھے، اس وقت ابولہب کو یکایک حضور ﷺ کی بات یاد آئی؛ چنانچہ سب لوگوں نے سامان کا ڈھیر کیا اور اس پر عتیبہ کو سلا دیا اور لوگوں نے اس کی حفاظت کے لئے اطراف حلقہ بنا دیا، جب سب پر نیند طاری ہوگئی تو ایک شیر آیا؛ لیکن اس نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا؛ بلکہ صرف عتیبہ پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔

ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا انجام: صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اور اس کے چند ساتھی وہاں بیٹھے تھے انہوں نے آپس میں گفتگو کی کہ کوئی تم میں سے ایسا ہے جو فلاں جگہ سے اونٹ کی اوجھڑی لاکر سجدہ کی حالت میں محمد ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دے یہ سن کر بد بخت عقبہ ابن ابی معیط اٹھا اور اونٹ کی اوجھڑی لاکر آنحضور ﷺ کی پیٹھ پر سجدہ کی حالت میں رکھ دی اور آپس میں ہنسنے لگے آپ ﷺ سجدہ میں رہے، آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ نے دیکھا تو یہ گندگی آپ ﷺ کے کاندھوں سے اتار پھینکی، آنحضور ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا، تمام قریش پر بالعموم اور خاص کر ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، ابی بن خلف، عقبہ بن معیط اور عمارہ بن ولید کے لیے بددعا فرمائی، آپ ﷺ کی بددعا کارگر ہوئی اور یہ سب ہلاک ہو کر رہے اور اکثر ان میں سے بدر میں مارے گئے اور قتل ہوئے۔

ابونعیم اور طبرانی نیحکم بن ابی العاص سے روایت کی ہے کہ ہم چند کافروں نے آپس میں نبی کریم ﷺ کو قتل کرنیکا عہد کیا ترکیب یہ سوچی کے آپ ﷺ رات کو نکلیں تو بیک وقت حملہ کر دیں چنانچہ ہم ایک دن آپ کے انتظار میں تھے کہ آپ ﷺ سامنے سے گزرے ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے ایک

بڑی زور کی چیخ سنی ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ اس چیخ سے مکہ میں کوئی آدمی زندہ نہ بچا ہوگا اور ہم بھی بے ہوش کر گر پڑے آنحضور ﷺ مسجد حرام گئے اور نماز پڑھ کر اپنے گھر واپس آگئے تب تک ہم بے ہوش ہی رہے دوسری رات کو بھی ہم نے یہی ارادہ کیا چنانچہ اس رات بھی جب آپ ﷺ گھر سے نکلے ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان آڑے آگئی ہیں اور ہم ان دونوں پہاڑوں کی وجہ سے آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکے، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے اعجاز سے کافروں کے شر سے محفوظ رکھا۔

منہ بنانے کا انجام: بیہقی کی روایت ہے کہ حکم بن العاص نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا تھا اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو اپنا منہ بنا کر اور نتھنے پھلا کر اور منہ کو پھڑکا کر منافقوں سے آنکھ کا اشارہ کرتا جس کا مطلب آنحضور ﷺ کے کلام کا مذاق اڑانا یا اس کو جھوٹا ثابت کرنا ہوتا تھا آپ ﷺ نے اس کی یہ حرکت دیکھ کر فرمایا کہ تو ایسا ہی ہو جا، آپ ﷺ کی بددعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ مرتے دم تک ایسا ہی رہا کہ منہ پھڑکایا کرتا تھا۔

ابولہب کی بیوی: بیہقی نے اسماء بنت ابی بکر سے روایت کی ہے کہ ابولہب کی بیوی حمالۃ الحطب کو جب سورۂ تبت یدا ابی لہب کا مضمون معلوم ہوا تو ایک پتھر لے کر نبی کریم ﷺ کو مارنے کی غرض سے آئی آنحضور ﷺ اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب ابولہب کی بیوی قریب پہنچی تو اس کو سوائے ابوبکر کے اور کوئی نظر نہ آیا صرف ابوبکر اس کو نظر آئے؛ حالانکہ وہیں آنحضور ﷺ بھی تشریف رکھتے تھے مگر خدا نے حضور ﷺ کی طرف سے اس کو اندھا کر دیا، ابوبکر سے کہنے لگی تمہارے ساتھی کہاں ہیں میں نے سنا ہے کہ وہ میری برائی بیان کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں ان کو پاتی تو ان کے منہ پر پتھر مارتی یہ کہہ کر ناکام واپس چلی گئی۔

غذا سے متعلق معجزات

تھوڑی چیز زیادہ ہوگئی:۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کا ابتدائی زمانہ بہت ہی فقر و فاقہ میں گزرا ہے۔ کئی کئی دن گزر جاتے تھے کہ ان لوگوں کو کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تھی۔ ایسی حالت میں اگر رسول اللہ ﷺ کا یہ معجزہ ان فاقہ زدہ مسلمانوں کی نصرت و دستگیری نہ کرتا تو بھلا ان مفلس اور فاقہ مست مسلمانوں کا کیا حال ہوتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے اترنے والے دسترخوان کی سات روٹیوں اور سات مچھلیوں سے کئی سو آدمیوں کو شکم سیر کر دیا۔ یقیناً یہ ان کا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے جس کا ذکر انجیل و قرآن دونوں مقدس آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔ لیکن حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے دست مبارک سے سینکڑوں مرتبہ اس قسم کی معجزانہ برکتوں کا ظہور ہوا کہ تھوڑا سا کھانا پانی سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسانوں کو شکم سیر اور سیراب کرنے کے لئے کافی ہوگیا۔ اس قسم کے سینکڑوں معجزات میں سے مندرج ذیل چند معجزات آپ ﷺ کے معجزانہ تصرفات کی آیات بینات بن کر احادیث کی کتابوں میں اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح آسمان پر اندھیری راتوں میں ستارے چمکتے اور جگمگاتے رہتے ہیں۔

اُمِ سُلیم کی روٹیاں:۔ ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں آئے اور اپنی بیوی حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے حضور ﷺ کی کمزور آواز سے یہ محسوس کیا کہ آپ بھوکے ہیں۔ اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو کی چند روٹیاں دوپٹے میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہِ نبوت میں پہنچے تو آپ ﷺ مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا ابوطلحہ نے تمہارے ہاتھ کھانا بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو اس بات کی خبر دی، انہوں نے بی بی اُمِ سلیم سے کہا کہ حضور ﷺ ایک جماعت کے ساتھ ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان سے نکل کر نہایت ہی گرم جوشی کے ساتھ آپ کا استقبال کیا آپ نے تشریف لا کر حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ۔ انہوں نے وہی چند روٹیاں پیش کر دیں جن کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ بارگاہ رسالت میں بھیجا تھا۔ آپ ﷺ کے حکم سے ان روٹیوں کا چورہ بنایا گیا اور حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس چورہ پر بطور سالن کے گھی ڈال دیا، ان چند روٹیوں میں آپ کے معجزانہ تصرفات سے اس قدر برکت ہوئی کہ آپ دس دس آدمیوں کو مکان کے اندر بلا بلا کر کھلاتے رہے اور وہ لوگ خوب شکم سیر ہو کر کھاتے اور جاتے رہے یہاں تک کہ ستر یا اسی آدمیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھالیا۔ (بخاری، جلد:1، ص:505، علامات النبوۃ و بخاری: جلد:2، ص:989)

حضرت جابر کی کھجوریں:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد یہودیوں کے قرضدار تھے اور جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) میرے والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑ کر وفات پائی ہے اور کھجوروں کے سوا میرے پاس قرض ادا کرنے کا کوئی سامان نہیں ہے، صرف کھجوروں کی پیداوار سے کئی برس تک یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا آپ میرے باغ میں تشریف لے چلیں تا کہ آپ کے ادب سے یہودی اپنا قرض وصول کرنے میں مجھ پر سختی نہ کریں۔ چنانچہ آپ باغ میں تشریف لائے اور کھجوروں کا جو ڈھیر لگا ہوا تھا اس کے گرد چکر لگا کر دعا فرمائی اور خود کھجوروں کے ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ آپ کے معجزانہ تصرف اور دعا کی تاثیر سے ان کھجوروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کھجوریں قرضداروں کو دی گئیں اتنی ہی بچ رہیں۔ (بخاری، ج:2، ص:505، علامات النبوۃ)

حضرت ابوہریرہ کی تھیلی:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضورِ اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ)

ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے دعاء برکت فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ تم ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور تم جب چاہو ہاتھ ڈال کر اس میں سے نکالتے رہو لیکن کبھی توشہ دان جھاڑ کر بالکل خالی نہ کر دینا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس برس تک ان کھجوروں کو کھاتے اور کھلاتے رہے بلکہ کئی من اس میں سے خیرات بھی کر چکے مگر وہ ختم نہ ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اس تھیلی کو اپنی کمر سے باندھے رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی ان کی کمر سے کٹ کر کہیں گر گئی۔

(مشکوٰۃ، جلد:2، ص:542، معجزات و ترمذی، جلد:2، ص:224، مناقب ابو ہریرہ)

اس تھیلی کے ضائع ہونے کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمر بھر صدمہ اور افسوس رہا۔ چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن نہایت رقت انگیز اور درد بھرے لہجہ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے چلتے پھرتے تھے کہ

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَ لِی هَمَّانِ بَیْنَهُمْ   هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّیْخِ عُثْمَانَا

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

لوگوں کے لئے ایک غم ہے اور میرے لئے دو غم ہیں ایک تھیلی کا غم دوسرے شیخ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غم۔

اُمِ مالک کا کُپّہ:۔ حضرت اُمِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک کپہ تھا جس میں وہ حضور نبی ﷺ کے پاس ہدیہ میں گھی بھیجا کرتی تھیں اس کپے میں اتنی عظیم برکتوں کا ظہور ہوا کہ جب بھی اُمِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے سالن مانگتے تھے اور گھر میں کوئی سالن نہیں ہوتا تھا تو وہ اس کپے میں سے گھی نکال کر اپنے بیٹوں کو دے دیا کرتی تھیں۔ ایک مدت دراز تک وہ ہمیشہ اس کپے میں سے گھی نکال نکال کر اپنے گھر کا سالن بنایا کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اس کپے کو نچوڑ کر بالکل ہی خالی کر دیا جب بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کپے کو نچوڑ ڈالا؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کپے کو نہ نچوڑتیں اور یوں ہی چھوڑ دیتیں تو ہمیشہ اس

میں سے گھی نکلتا ہی رہتا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ، جلد:2، ص:537، باب المعجزات)

بابرکت پیالہ:۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک پیالہ بھر کر کھانا تھا، ہم لوگ دس دس آدمی باری باری صبح سے شام تک اس پیالہ میں سے لگاتار کھاتے رہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ایک ہی پیالہ تو کھانا تھا تو وہ کہاں سے بڑھتا رہتا تھا؟ (کہ لوگ اس قدر زیادہ تعداد میں دن بھر اس کو کھاتے رہے) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہاں سے (ترمذی، جلد:2، ص:203، باب: ماجاء فی آیات نبوۃ النبی ﷺ)

تھوڑا توشہ عظیم برکت:۔ حضور اقدس ﷺ چودہ سو اشخاص کی جماعت کے ساتھ ایک سفر میں تھے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھوک سے بے تاب ہو کر سواری کی اونٹنیوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر والے اپنا اپنا توشہ ایک دسترخوان پر جمع کریں۔ چنانچہ جس کے پاس جو کچھ تھا لا کر رکھ دیا تو تمام سامان اتنی جگہ میں آ گیا جس پر ایک بکری بیٹھ سکتی تھی لیکن چودہ سو آدمیوں نے اس میں سے شکم سیر ہو کر کھا بھی لیا اور اپنے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا کھانے کے بعد آپ ﷺ نے پانی مانگا، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے، آپ ﷺ نے اس کو پیالہ میں انڈیل دیا اور اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال دیا تو چودہ سو آدمیوں نے اس سے وضو کیا۔ (مسلم، جلد:2، ص:81، باب استحباب خلط الازواد)

برکت والی کلیجی:۔ ایک سفر میں حضور انور ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ تھے، آپ ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں کے پاس کھانے کا سامان ہے؟ یہ سن کر ایک شخص ایک صاع آٹا لایا اور وہ گوندھا گیا پھر ایک بہت تندرست لمبا چوڑا کافر بکریاں ہانکتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے ایک بکری خریدی اور ذبح کرنے کے بعد اس کی کلیجی کو بھوننے کا حکم دیا پھر ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر ایک کا اس کلیجی میں سے ایک ایک بوٹی کاٹ کر

حصہ لگایا، اگر وہ حاضر تھا تو اس کو عطا فرما دیا اور اگر وہ غائب تھا تو اس کا حصہ چھپا کر رکھ دیا، جب گوشت تیار ہوا تو اس میں سے دو پیالہ بھر کر الگ رکھ دیا پھر باقی گوشت اور ایک صاع آٹے کی روٹی سے ایک سو تیس آدمیوں کی جماعت شکم سیر کھا کر آسودہ ہوگئی اور دو پیالہ بھر کر گوشت فاضل بچ گیا جس کو اونٹ پر لاد لیا گیا۔ (بخاری، جلد: 2، ص: 811، باب من اکل حتی شبع)

حضرت ابوہریرہ اور ایک پیالہ دودھ :۔ ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوک سے نڈھال ہو کر راستے میں بیٹھ گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے سے گزرے تو ان سے انہوں نے قرآن کی ایک آیت کو دریافت کیا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ مجھے اپنے گھر لے جا کر کچھ کھلائیں گے مگر انہوں نے راستہ چلتے ہوئے آیت بتا دی اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راستہ سے نکلے ان سے بھی انہوں نے ایک آیت کا مطلب پوچھا غرض وہی تھی کہ وہ کچھ کھلا دیں گے مگر وہ بھی آیت کا مطلب بتا کر چل دیئے۔ اس کے بعد حضورِ اقدس ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دیکھ کر اپنی خداداد بصیرت سے جان لیا کہ یہ بھوکے ہیں آپ ﷺ نے انہیں پکارا، انہوں نے جواب دیا اور ساتھ ہو لئے جب آپ کاشانۂ نبوت میں پہنچے تو گھر میں دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ دیکھا گھر والوں نے آپ کو اس شخص کا نام بتلایا جس نے دودھ کا یہ ہدیہ بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور تمام اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دل میں سوچنے لگے کہ ایک ہی پیالہ تو دودھ ہے اس دودھ کا سب سے زیادہ حق دار تو میں تھا اگر مجھے مل جاتا تو مجھ کو بھوک کی تکلیف سے کچھ راحت مل جاتی اب دیکھئے اصحاب صفہ کے آجانے کے بعد بھلا اس میں سے کچھ مجھے ملتا ہے یا نہیں؟ ان کے دل میں یہی خیالات چکر لگا رہے تھے مگر اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی اطاعت سے کوئی چارہ نہ تھا؛ لہٰذا وہ اصحاب صفہ کو بلا کر لے گئے یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم خود ہی ان سب لوگوں کو یہ دودھ پلاؤ۔ چنانچہ انہوں نے سب کو پلانا شروع کر دیا جب سب کے سب شکم سیر پی کر سیراب ہو گئے تو حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے دست رحمت

میں یہ پیالہ لے لیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اب صرف ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں آؤ بیٹھو اور تم پینا شروع کر دو۔ انہوں نے پیٹ بھر دودھ پی کر پیالہ رکھنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور پیو چنانچہ انہوں نے پھر پیا لیکن آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے کہ اور پیو اور پیو یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میرے پیٹ میں بالکل ہی گنجائش نہیں رہی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جتنا دودھ بچ گیا تھا آپ ﷺ بسم اللہ پڑھ کے پی گئے۔ (بخاری، جلد: 2، ص: 955 تا ص: 956 باب کیف کان عیش النبی)

یہی وہ معجزہ ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

ختم شد

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

قرآن مجید میں حضور ﷺ کے خصائص وفضائل

قرآن مجید میں سرور کائنات ﷺ کے جو فضائل وخصائص بیان ہوئے ان میں سے چند یہاں لکھے جارہے ہیں بغرض اختصار سورہ اور رکوع کا حوالہ دیا ہے۔

اس کے مطالعے سے یقیناً مومن کا ایمان تازہ ہوگا۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھئے شان محمد (ﷺ)

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم فرمایا (نساء ۱۴)

(۲) حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی قرار دیا (نساء ۷۸)

(۳) حضور ﷺ کے فعل کو اپنا فعل بتایا۔ (انفال)

(۴) حضور ﷺ کو معراج کی سعادت عطا فرمائی۔ (نبی اسرائیل ۱)

(۵) حضور ﷺ کا شرح صدر بے مانگے فرمایا علم وحکمت سے قلب اطہر کو بھر دیا (انشراح ع ۱)

(۶) حضور ﷺ کو علم وحکمت عطا فرمایا (نساء ۱۴)

(۷) حضور اکرم ﷺ کے شہر کی قسم یاد فرمائی۔ (البلد)

(۸) حضور ﷺ کو تمام انبیاء پر درجنوں بلندی عطا فرمائی۔ (بقرہ ۱)

(۹) حضور ﷺ کا نام لے کر ندا نہ فرمائی (یٰسین ۱)

(۱۰) حضور ﷺ کے دین کو کامل دین اور ابدی شریعت قرار دیا (مائدہ ۱)

(۱۱) حضور ﷺ کے طفیل امت کے گناہوں کو بخش دیا (فتح ۱)

(۱۲) حضور ﷺ کو ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا (انبیاء ۷)

(۱۳) حضور ﷺ کی حاکمیت تسلیم نہ کرنے والوں کو کافر قرار دیا (فتح ۶)

(۱۴) حضور ﷺ شاہد مبشر نذیر سراج منیر بنا کر مبعوث فرمائے (احزاب ۶)

(۱۵) حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا (مائدہ ۷)

(۱۶) حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو ابدی طور پر اپنانے کا حکم دیا (احزاب ۳)

(۱۸) حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو مومنین کی ماں قرار دیا (احزاب ۱)

(۱۹) حضور ﷺ کی ازواج کو دنیا کی عورتوں سے بہتر وافضل قرار دیا (احزاب ۱)

(۲۰) حضور ﷺ کو مقام محمود عطا فرمایا (نبی اسرائیل ۹)

(۲۱) حضور ﷺ کو کوثر (خیر کثیر) مرحمت فرمایا (سورہ کوثر)

(۲۲) حضور ﷺ کو ختم النبیین بنایا۔ نبوت ورسالت حضور ﷺ پر ختم فرمادی (احزاب ۵)

(۲۳) حضور ﷺ کے ذکر کو بلند وبالا فرمایا (کلمہ نماز اذان ہر مقام پر ذکر خدا کے ساتھ ذکر رسول ہے) (انشراح ۱)

(۲۴) حضور ﷺ نے چادر اوڑھی تو فرمایا! اے چادر اوڑھنے والے رسول (مدثر ۱)

(۲۵) ہر حالت میں حتیٰ کہ نماز میں حضور ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے کا حکم دیا (انفال ۳)

(۲۶) حضور ﷺ کو قرآن کا مفسر اور قرآنی احکام کا شارح قرار دیا (نحل ۱۲)

(۲۷) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول ﷺ ہم تم کو اتنا دیں گے کہ تم راضی ہو جاؤ (والضحیٰ)

(۲۸) حضور ﷺ پر ایمان لانے کا تمام انبیاء کرام سے عہد وپیمان لیا (آل عمران ۱۷)

(۲۹) حضور ﷺ کو ساری کائنات کے لئے قیامت تک کے لئے نبی ورسول بنا کر مبعوث فرمایا (انبیاء ۲)

(۳۰) حضور ﷺ کی نبوت کو عالمگیر نبوت قرار دیا (سبا ۳)

(۳۱) حضور ﷺ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمایا (فتح ۴)

(۳۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی جان کی قسم یاد فرمائی (حجر ۵)

(۳۳) حضور ﷺ کا نام محمد رسول اللہ قرآن میں ذکر کیا یعنی حضور اللہ کے ہاں مجمع ملائکہ میں زمرۂ انبیاء میں اہل زمین وزمان میں۔ محمد۔ تعریف کئے ہوئے ہیں (فتح ع ۵)

(۳۴) حضور ﷺ سے بیعت کو اپنی بیعت فرمایا (فتح ۱)

(۳۵) حضور ﷺ سے بیعت کرنے والے صحابہ سے اپنی رضا کا اعلان فرمایا (فتح ع ۳)

(۳۶) حضور ﷺ کو نبی امی قرار دیا یعنی حضور ﷺ کسی انسان کے شاگرد نہیں اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو تعلیم دی ہے (اعراف ۹)

(۳۷) حضور ﷺ کو رؤف و رحیم بنا کر بھیجا (سورہ توبہ ۵)

(۳۸) حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ایسی کہ حضور بھولیں گے نہیں (اعلیٰ ۱)

(۳۹) حضور ﷺ کو تمام انبیاء کے معجزات و کمالات کا جامع بنایا (انعام ۹)

(۴۰) حضور ﷺ کے خواب کو اللہ تعالیٰ نے سچا کر دیا (فتح ۴)

(۴۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول ﷺ سے میری گفتگو کا نام قرآن ہے۔ (معارج ۶)

(۴۲) حضور ﷺ کے معجزہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا (مائدہ ۱)

(۴۳) حضور ﷺ کو راضی کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی جگہ کعبہ ابراہیمی کو قبلہ مقرر فرمایا (بقرہ ۱)

(۴۴) حضور ﷺ کی آواز کو بلند کرنے کی ممانعت فرمائی (حجرات ۱)

(۴۵) سراج منیر قرآن میں صرف حضور ﷺ ہی کو قرار دیا (احزاب ۶)

(۴۶) حضور ﷺ کا ادب و احترام رکن اسلام ہے (فتح ۲)

(۴۷) حضور ﷺ کی گستاخی حضور کی شان میں بے ادبی حضور کے متعلق ادنیٰ بے ادبی کے الفاظ کا استعمال حرام (فتح حجرات نور)

(۴۸) حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے (توبہ ۱۴)

(۴۹) حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا (آل عمران ۹ نساء ۱۴ جن ۱)

(۵۰) حضور ﷺ غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں۔

(۵۱) حضور ﷺ اللہ کی دلیل و برہان ہیں (نساء ۴)

(۵۲) حضور ﷺ اللہ کا ذکر ہیں (طلاق ۱۷)

(۵۳) جو فیصلہ حضور ﷺ فرما دیں اس سے کسی مسلمان کو انکار کی گنجائش نہیں ہے (احزاب ۵)